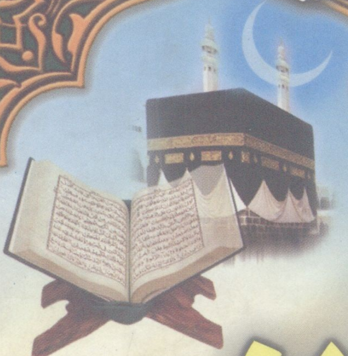

مسلمانوں کی عبادات میں
پائی جانے والی
بیشمار

خطاؤں کا آئینہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف: صالح بن عبد العزیز آل شیخ

نظر ثانی: مبشر احمد ربانی

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

از مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

زیر نظر کتاب "خطاؤں کا آئینہ" کئی مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا جس میں ظلمات وضلالت کے اندھیاروں میں ڈوبے ہوئے انسان کی اصلاح عمدہ سلیقے کے ساتھ کی گئی ہے۔ انسان اپنی اس حیات مستعار میں شیطانی وساوس اور ابلیسی دجل وتلبیس میں گرفتار ہو کر اپنے عقائد و اعمال کو فاسد کر لیتا ہے۔ اور توہمات و خام خیالوں کی بھول بھلیوں میں پڑ کر اخروی زندگی کو بے ثمر و بے کار کر دیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عقائد و اعمال کی اصلاح صحیح منہج کے مطابق کی جائے۔ ہمارے معاملات کتاب و سنت کی عظیم شاہراہ کے مطابق ہو جائیں۔ ہمارے نہایت واجب الاحترام اور کئی ایک تبلیغی و اصلاحی کتب کے مؤلف و پبلشر جن کا شمار جماعت کے مخلص اور سرگرم نوجوانوں میں ہوتا ہے۔ میری مراد طاہر نقاش صاحب نے تازہ ترین تالیف خطاؤں کا آئینہ میں توحید، شرک کا ذریعہ بننے والے امور، بدعات کا ذریعہ بننے والے کام، اسلام کے ارکان خمسہ، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، دعاء، جمعۃ المبارک، خرید و فروخت، قرأت، مشاہدہ، استماع، سفر، صلہ رحمی، شادی بیاہ، زبان، محافل و پروگرامز وغیرہ میں وقوع پذیر ہونے والی خطاؤں اور غلطیوں کی نشاندہی اور پھر ان کی اصلاح انتہائی عمدہ اور بہترین طریقے سے کی ہے، تاکہ ہر مسلمان اپنی عبادات میں واقع ہونے والی خطاؤں سے بچ سکے اور ان کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھال کر اللہ کریم کا قرب اور رضا حاصل کر سکے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے اصلاح عقائد و اعمال میں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی عبادات میں
پائی جانے والی
بیشمار

خطاؤں
کا
آئینہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

281

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دار الابلاغ محفوظ ہیں

نام کتاب .... **خطاؤں کا آئینہ**

تالیف .... صالح بن عبد العزیز آل شیخ

نظر ثانی .... مبشر احمد ربانی

اعداد و اضافہ .... محمد طاہر نقاش

مترجم .... سلیم اللہ زمان

اشاعت اوّل .... دسمبر 2002ء

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... 120 روپے

دار الابلاغ کی جملہ کتب پاکستان بھر میں جماعت الدعوۃ کے مراکز کتب، دار السلام کے شوروم، المکتبۃ الاثریہ اور دار الھدیٰ کی کیسٹ لائبریریوں، کتب خانوں سے طلب فرمائیں۔ نیز ⊙ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، نعمانی کتب خانہ، اسلامی و تور اسلام، فیض اللہ اکیڈمی، دار الفرقان، مکتبہ سلفیہ شرکت امتیاز اردو بازار لاہور ⊙ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ، دار ارقم، بھوانہ بازار فیصل آباد۔ ⊙ پشاور: معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور۔ ⊙ کراچی: مکتبہ نور حرم گلشن اقبال، دی بک ڈسٹری بیوٹرز خداداد کالونی کراچی۔ ⊙ راولپنڈی: تجلیات حیبہ کشمیری بازار۔ ⊙ اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس ..... سے بھی طلب فرمائیں۔

ناشر:- دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی عبادات میں
پائی جانے والی
بیشمار

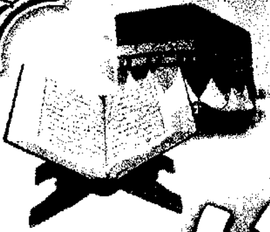

خطاؤں کا آئینہ

تالیف: صالح بن عبد العزیز آل شیخ

نظرثانی: مبشر احمد ربانی

اعداد واضافہ: محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

12967

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- حرف ناصحانہ 17
- مقدمہ ...... تاکہ جنتوں کے دروازے کھولے جائیں 21
- کچھ اس کتاب کے بارے میں 23

توحید ربانی اور دیگر عقائد میں خطائیں

- مردہ لوگوں سے نفع نقصان کی اُمید رکھنا 26
- مردوں سے سفارش کرنے کا سوال کرنا 28
- قبروں والوں کے لیے ذبیحہ کرنا اور نظر ماننا 29
- قبروں کا طواف کرنا انہیں ہاتھ لگانا یا انہیں متبرک سمجھنا 30
- زندہ غیر حاضر لوگوں سے فریادیں کرنا 32
- انبیاء کرام اور حکماء میں اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کرنا 32
- اولیاء اور جنات سے خفیہ ڈرنا 33
- اپنی حفاظت کی خاطر شرکیہ دم جھاڑا اور تعویذ کروانا 34
- اٹکل لگانے والوں' کاہنوں اور جادوگروں کے پاس جانا 35
- توہم پرستی جو شرک تک لے جاتی ہے 37
- شرکیہ شاعری 38
- دعویٰ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کسی مقام یا ہستی میں حلول فرماتے ہیں 38
- شرک کا ذریعہ بننے والے کام 39
- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا 39
- کسی کی امانت داری یا بزرگی کی قسم کھانا 40
- قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا 41

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور دعاء مانگنا 41
- چند بدعات اور توحید سے متعلقہ کام 43
- قبروں کی پختہ تعمیر ان پر تحریر اور درخت لگانا 43
- قرب الٰہی کے لیے محافل کا انعقاد کرنا 44
- سالگرہ وغیرہ منانا 46
- نصف شعبان کی شب بیداری 48
- ماہ رجب کو روزوں کے لیے خاص کرنا 49
- کسی وقت کو عبادت کے لیے خاص کرنا 49
- غیر شرعی طریق سے عبادت کرنا 49

مسائل طہارت میں خطائیں

- وضوء کی ابتداء میں نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا 52
- وضوء ' غسل کے احکام کی بجا آوری میں سستی کرنا 52
- اعضائے وضوء کو تین بار سے زائد دفعہ دھونا 54
- پانی بہانے میں اسراف کرنا 55
- بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا 56
- سر کا مسح ایک بار سے زیادہ دفعہ کرنا 56
- گردن کا مسح کرنا 57
- موزوں پر مسح کرنا 57
- ہوا خارج ہونے سے استنجا کرنا 58

نماز میں پائی جانے والی خطائیں

- بالکل نماز کو ترک کرنا 59
- نماز کو وقت سے مؤخر کرنا 60

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- نماز باجماعت ادا کرنے میں سستی کرنا 61
- نماز میں عدم طمانیت کا مظاہرہ 62
- نماز میں خشوع کا فقدان اور حرکات کی بہتات کا رجحان 65
- نماز میں امام سے سبقت لے جانا یا دانستہ اس کی مخالفت کرنا 66
- امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی کھڑے ہونا 67
- نماز شروع کرتے وقت نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا 68
- نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت نہ کرنا 69
- رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا 70
- دوران نماز نگاہیں ادھر ادھر گھمانا 71
- نماز میں اقعاء کرنا یا سجدے کی حالت میں بازوؤں کو بچھانا 72
- ایسے باریک کپڑے پہننا جن سے ستر پوشی بھی نہ ہو 73
- عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا 74
- نمازی کے سامنے سے گزرنا اور گردنیں پھلانگنا 75
- حالت رکوع میں شامل ہونے والے کا تکبیر چھوڑنا 76
- امام کو حالت تشہد یا سجدہ میں پاکر پیروی نہ کرنا 77
- نماز کی بجائے دوسرے کاموں میں مشغول رہنا 78
- لباس یا گھڑی وغیرہ کو بے مقصد ہاتھ لگانا 79
- نماز میں بلا ضرورت ہی آنکھوں کو بند کرنا 80
- نماز میں کھانا پینا یا ہنسنا 81
- زیادہ بلند آواز سے قرأت کرنا 81
- نمازیوں کا مزاحمت کر کے ایک دوسرے کو تنگ کرنا 82
- صفوں کو برابر نہ کرنا 83
- دوران سجدہ قدموں کو اٹھانا 84
- دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے ہوئے نحر تک بلند کر لینا 84
- سجدے کو جاتے ہوئے یا اس سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا 85

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں عدم طمانیت اختیار کرنا 87
سجدہ میں ساتوں اعضاء زمین پر رکھنے کا اہتمام نہ کرنا 87
احکامِ صلوٰۃ کی معرفت میں بے اعتنائی برتنا 88
سورہ فاتحہ میں غلطیوں کا خیال نہ کرنا 89
نماز میں انگلیاں بجانا 90
اونٹ کے بیٹھنے کی طرح سجدے کے لیے جھکنا 91
اہل کی موجودگی میں نااہل کو امامت کے لیے آگے کرنا 92
تجود کا بیان 93
دونوں ہاتھوں کے بل سجدہ ریز ہونے کا بیان 93
قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں کرنا 95
بعض مردوں کا عورتوں سے پیچھے والی صف میں نماز پڑھنا 96
عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے یا خوشبو لگا کر مسجدوں کی طرف آنا 97

دعاء مانگنے میں خطائیں

فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا 99
فرض نمازوں کے دوران ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا 99
دعاء کرتے ہوئے خشوع و خضوع اور حضورِ قلب میں تساہل 100
قبولیت دعاء میں جلدی مچانا 101
نبی اکرم ﷺ کے طفیل اور وسیلے سے دعاء مانگنا 103
دعاء میں زیادتی کرنا یعنی کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء کرنا 103

جمعۃ المبارک کے حوالے سے خطائیں

شب جمعہ کو عبادت کے لیے خاص کرنا 105
خطبہ کے منافی حرکات کرنا 106

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا 106
خطیب کی آمد پر جمعہ کی سنتیں پڑھنا 107
لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنا 108
خطبہ جمعہ کو لمبا کرنا اور نماز جمعہ کو مختصر کرنا 108
نماز میں بے مقصد حرکات کرنا 110
صرف جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنا 110

زکوۃ کے مسائل میں خطائیں

زکوۃ بروقت ادا نہ کرنا 113
مالِ زکوۃ کی معرفت حاصل نہ کرنا 115
مستحق افراد تک زکوۃ پہنچانے میں سستی دکھانا 115

روزوں کے مسائل میں خطائیں

روزے کی نیت زبان سے ادا کرنا 117
سحری کے وقت کھانا پینا چھوڑنے میں سستی دکھانا 118
رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے سے سو جانا 119
دورانِ روزہ جھوٹ اور جہالت کے کام کرنا 120
آنکھوں اور کانوں کو حرام کاموں میں کھلا چھوڑ دینا 122
ماہِ صیام وغیرہ میں آلاتِ لہو و لعب اور آلاتِ موسیقی کو سننا 123
احکامِ صیام کی معرفت میں سستی 125

حج بیت اللہ کے مسائل میں خطائیں

احرام باندھنے سے قبل دو رکعت نفل واجب ہونے کا اعتقاد رکھنا 126
حالت احرام میں ممنوعات کا ارتکاب کرنا 126

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- عورتوں کا غیر محرم مردوں سے حجاب نہ کرنا 127
- عورتوں کا مردوں سے ملتے جلتے کپڑے پہننا 128
- مشاعر حج وغیرہ کی' یاد داشت کے لیے تصاویر بنانا 129
- پتھروں کو چومنا یا دفع مصیبت کے لیے کوئی چیز لٹکانا 130
- عبادت کی نیت سے جبل عرفات پر چڑھنا 132
- غارِ حرا پر عبادت کی نیت سے جانا 132
- عورتوں کے لیے احرام میں سفید لباس افضل سمجھنا 133
- رسول اللہ کے روضہ پر جائے بغیر حج ناقص سمجھنا 135
- من گھڑت روایات کے صحیح ہونے کا عقیدہ رکھنا 136
- طوافِ وداع کے بعد الٹے پاؤں چلنا 136
- نبی اکرم ﷺ کی قبر کا طواف کرنا 136
- مزدلفہ اور منیٰ میں راتیں بسر کرنے میں تساہل 137
- مزدلفہ اور منیٰ میں بلا ضرورت ہی دیر تک جاگتے رہنا 140
- سلائی والی چیز کو ممنوع قرار دینا 141
- حج وغیرہ میں آلاتِ طرب (ڈھول باجے وغیرہ) کا استعمال 142
- قبل از وقت رمی جمرات کر لینا 142
- کنکریاں مارنے سے قبل اسے دھونا 142
- حجر اسود کے پاس مردوں کی موجوگی میں عورتوں کا رش کرنا 143
- بلا ضرورت ہی رمی جمرات وغیرہ میں کسی کو وکیل بنانا 144
- اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ رمی جمرات کے مقام پر شیطان ہوتا ہے 144
- عرفات سے غروبِ آفتاب سے پہلے آنا یا مزدلفہ سے پہلے نکلنا 145
- عرفہ میں ہونے کے باوجود یومِ عرفہ کا روزہ رکھنا 146
- مزدلفہ پہنچتے ہی کنکریاں چننا 146

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت میں پائی جانے والی خطائیں

- جو ملکیت میں نہیں وہ چیز فروخت کرنا 148
- مجہول چیز کی بیع 149
- کسی بھی سودے کو اس کے معلوم عیوب و نقائص بتائے بغیر بیچنا 150
- پرانے سونے کو نئے سونے کے بدلے فرق ختم کیے بغیر بیچنا 151
- ایک ہی بیع میں ڈبل بیع کرنا 152
- سگریٹ فروخت کرنا یا فحش لٹریچر بیچنا 153
- فحش کیسٹیں اور سی ڈیز فروخت کرنا 155
- بیع بخش یعنی کسی چیز کی ارادۂ خریداری کے بغیر قیمت کو بڑھانا 156
- ایک مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنا 156
- خرید و فروخت میں دھوکہ دہی اور چالبازی سے کام لینا 156
- اپنے سامان کو فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا 157
- خرید و فروخت کے احکام کی معرفت میں تساہل اور سستی کرنا 159

مردوں میں پائی جانے والی خطائیں

- لباس میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا 160
- نمازوں سے غفلت اور کھیل کو ترجیح دینا 161
- قراءت مشاہدہ اور استماع میں خطائیں 161
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی میں تساہل 164

سفر کی خطائیں

- ایسی سیر و سیاحت کرنا جس سے واجباتِ دین ضائع ہوں 167
- کفار سے دوستی لگانا یا ان کے اقوال و افعال کو اپنانا 167

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- کافروں کے ممالک میں اظہارِ اسلام نہ کرنا 169
- بیرون ملک مسلمانوں کی شہرت کو داغدار کرنا 169
- مسلمان خواتین کا بناؤ سنگھار کر کے سفر کرنا 170

صلہ رحمی سے متعلق خطائیں

- عزیز و اقارب کی ملاقات کو چھوڑ دینا 173
- معمولی وجہ کی بنا پر رشتہ داروں کو خیر باد کہہ دینا 175
- عزیز و اقارب سے قطع تعلق کرنا 176
- مستحق رشتہ داروں پر اپنا پیسہ خرچ نہ کرنا 177

شادی بیاہ کے معاملات میں خطائیں

- بیوی کو پسند کرنے میں تساہل و تغافل کا اظہار 178
- پیام نکاح دینے والے کا اپنی منگیتر کو نہ دیکھ سکنا 179
- پڑھائی سے فراغت پانے تک شادی کو لیٹ کرنا 180
- طاقت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنا 181
- بیوی کا خاوند کو ساتھ لے کر عورتوں کی محفل میں جانا 182
- آدابِ زفاف ملحوظ نہ رکھنا اور فضول خرچی کرنا 182
- شادی میں پیسوں کی لوٹ مار کرنا 183
- گانا اور موسیقی کی کیسٹوں کا استعمال کرنا 183
- عورتوں کا لاؤڈ سپیکر استعمال کرنا 184
- شادی بیاہ کے موقع پر عورتوں وغیرہ کی تصاویر اتارنا 185
- ایک سے زائد شادیاں کرنے والے پر اعتراض و انکار کرنا 185

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کی خطائیں

غیبت اور چغلی کرنا 187
سب و شتم اور لعنت کرنا 189
اپنی جان مال اور اولاد کو بد دعائیں دینا 191
دنوں مہینوں یا سالوں کو گالی دینا 191
اللہ کی مخلوق کو لعنت کرنا یا پھر گالی دینا 193
صحابہ کرام یا تابعین عظام کو برا کہنا 194
علماء کرام کو گالیاں دینا اور ان کا مذاق اڑانا 197

محفلوں اور پروگراموں کی خطائیں

دعوتِ ولیمہ میں فضولیات سے پرہیز نہ کرنا 200
سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا 200
اسم الٰہی والے کاغذات بطورِ دستر خوان استعمال کرنا 201

لباس کی خطائیں

مردوں کے لباس کا بیان 203
کسی کپڑے یا گاؤن یا شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا 203
انتہائی تنگ یا انتہائی باریک کپڑے پہننا 205
عورتوں کے لباس سے ملتے جلتے کپڑے پہننا 205
شہرت کی خاطر لباس پہننا 206
بے ستر لباس پہننا 206
مساجد میں آتے ہوئے زیب و زینت حاصل کرنے میں سستی دکھانا 209
تصاویر والا لباس پہننا 209

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مردوں کا سونا استعمال کرنا 210
- عورتوں کے لباس میں خطائیں 211
- انتہائی چست یا باریک لباس پہننا 211
- نیم عریاں لباس پہننا 213
- بے ستر لباس پہن کر غیروں کے ساتھ تنہا ہونا 213
- مردوں کے مشابہ لباس پہننا 214
- سر پر وگ پہننا 215
- وضوء کے وقت نیل پالش لگائے رکھنا 216
- مصنوعی ناخن لگانا یا ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو لمبا کرنا 217

غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا

- چہرے کی وضع قطع میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا 219
- مردوں کا انگریزی لباس پہن کر غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا 220
- تہواروں میں غیر مسلموں کی مشابہت اپنانا 220
- کفار سے مشابہت کے انداز پر بالوں کو رکھنا 222

تصاویر کا بیان

- بلا ضرورت ہی ذی روح یعنی جانداروں کی تصاویر بنانا 223
- ذی روح کی تصاویر کو آویزاں کرنا 224
- ذی روح کی تصاویر کو یاد داشت کے لیے رکھنا 225
- تصاویر بنانے کے سامان کی خرید و فروخت کرنا 226

گھریلو خطائیں

- میاں بیوی کا آپس میں معمولی باتوں پر اختلاف کرنا 227

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اولاد کے درمیان برابری نہ کرنا 229
- بیویوں کے مابین تقسیم میں نا انصافی سے کام لینا 230
- شرعی مراعات کا شادی میں خیال نہ رکھنا 232
- عورتوں کا غیر محرم مردوں سے مصافحہ کرنا 233
- عورت کا اپنے غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنا 234
- عورت کا غیر محرم کے ساتھ تنہا ہونا 235
- مجبوری کے بغیر ملازموں کے سامنے آنا 236
- گھر میں مرد و زن سے خادموں کا اختلاط 236
- ضرورت ہونے کے باوجود خادمہ کے لیے کسی محرم کا ساتھ نہ رکھنا 237
- محرم کے بغیر عورت کا بری، بحری، یا فضائی سفر کرنا 238
- غیر مسلموں کو لانے کی غلطی کرنا 238
- گھروں میں پائی جانے والی خطائیں 239
- گھریلو ساز و سامان وغیرہ میں اسراف پسندی 239
- بعض مکانات کو بعض سے اوپر لے جانا 240

کھانے اور پینے میں خطائیں

- کھانے پینے کی اشیاء باہر پھینکنا 241
- بائیں ہاتھ سے کھانا پینا 242
- اشیائے خورد و نوش کو گندی نالیوں میں بہانا 243
- کھانے پینے کے موقع پر تسمیہ (بسم اللہ) کو چھوڑ دینا 244

احکام جنازہ میں خطائیں

- سوگ کے ایام میں پڑھنے والوں کو بلانا 245
- تعزیت کے لیے آنے والوں کی خاطر کھانے پینے کا اہتمام 246

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- شرکائے محفل کے لیے چراغاں کا اہتمام کرنا 247
- میت پر نوحہ خوانی کرنا 248
- رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور جاہلیت کے بول بولنے 249
- عورتوں کا جنازے کے پیچھے چلنا 251
- میت پر ناجائز طریقہ، سوگ اختیار کرنا 251
- اخبارات و رسائل کے ذریعہ مرنے والوں کی موت کی اطلاع کرنا 252
- سوگ منانے والی پر بے جا سختیاں 253
- سوگ کے لیے سیاہ لباس پہننا 255

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف ناصحانہ

آج ہی اپنی زندگی کا اس آئینہ میں جائزہ لیں

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ
کہ ایسا دوسرا آئینہ
نہ میری بزم خیال میں
نہ دکان آئینہ ساز میں

آئینے کا کام کیا ہوتا ہے؟..... کہ وہ بغیر کسی لگی لپٹی اور بغیر کسی رو رعایت کے انسان کے سامنے اس کی وہی شکل رکھ دیتا ہے جو کہ حقیقت میں ہوتی ہے۔ اگر وہ خوش آئند ہو تو وہ اس کو خوشگوار انداز میں پیش کرے گا اور اگر وہ خطاؤں سے معمور و بھرپور ہو تو وہ اسے اس انداز میں دکھائے گا' اور ساتھ اس کو ابھارے گا کہ دیکھو! کتنے بڑے عیوب و نقائص ہیں تیرے اندر' جو سامنے نظر آ رہے ہیں' ان کو دور کر لے تاکہ تیری شخصیت مکمل (اسلامی) بن سکے۔ عام طور پر ہوتا یوں ہے کہ جب کسی کو اسلامی حمیت کے تحت جذبہ خیر خواہی اور ((اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِيْ اللّٰهِ)) کے تحت آئینہ دکھایا جاتا ہے' اور اس آئینے میں نظر آنے والی خطاؤں کی نشاندہی کر کے جب کسی کو گناہوں پر تنبیہہ کی جاتی ہے' ٹوکا جاتا ہے' روکا جاتا ہے اور ڈرایا جاتا ہے تو عموماً جواب اس طرح دیا جاتا ہے کہ:

"انسان خطا کار ہے' سیاہ کار ہے' غلطیوں کوتاہیوں کا پتلا ہے' لفظ انسان نکلا ہی نسیان سے ہے' جس کے معنی ہی بھولنے والا کے ہیں' اگر انسان غلطی اور گناہ نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور پھر اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معافیاں طلب کرتی، اللہ کریم بہت غفور و رحیم ہیں، اس کی رحمت بہت وسیع ہے، اپنی بے پایاں رحمت سے وہ ہمیں معاف کر دے گا وغیرہ وغیرہ ......"

میرے بھائی! ..... یہ سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں، ان سے کسی کو انکار نہیں ..... لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ کی رحمت کی وسعت کا بہانہ کر کے گناہ کرتے چلے جانا، اپنے شفاف دامن کو سیاہ کاریوں سے آلودہ کرتے چلے جانا، کہاں کا انصاف ہے، کہاں کی عقل مندی ہے!!؟ یہ تو تاویل فاسد کے ذریعہ گناہوں پر ہٹ دھرمی اور پختگی ہے، اللہ کریم کی رحمت اس بات کا تقاضا تو نہیں کرتی کہ تو اس کی آڑ میں اپنی زندگی کو گناہوں سے آلودہ کرتا چلا جائے۔ اس کی رحمت تو اس وقت نازل ہوتی ہے کہ جب تجھے پتہ چل جائے کہ یہ گناہ کا کام ہے، تو فوراً اس سے ڈرتے ہوئے رک جائے۔ یہ جان لے کہ جہاں اللہ رب العالمین! غفور الرحیم ہے وہیں وہ گناہ گاروں کے لیے شدید العقاب بھی ہے اور جبار و قہار بھی ہے۔ بد بخت ہے وہ شخص جو اللہ کی رحمت کا بہانہ کر کے گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔

انسان خطاؤں کا پتلا ضرور ہے لیکن جب اسے پتہ چلتا ہے کہ میں یہ غلطی اور خطاء کر رہا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے، میرے گناہوں میں اضافے کا سبب اور اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے، تو وہ فوراً اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ ایک مسلمان کی ساری زندگی عبادات کے گرد گھومتی ہے، وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے اپنے ہر فعل کو عبادت بنانے کی کوشش کرتا ہے، کہ جس پر وہ اجر و ثواب کا حقدار ٹھہرے۔ لیکن اگر اسے پتہ چل جائے کہ یہ جو عبادت اور نیکی مَیں اس قدر محنت، خلوص اور خشوع و خضوع سے کر رہا ہوں اس میں فلاں جگہ پر یہ خطاء اور غلطی سرزد ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ عبادت یا نیک کام، باعث اجر و ثواب ہونے کی بجائے نہ صرف یہ کہ رب کریم کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو رہا بلکہ گناہوں کا باعث بن رہا ہے۔ تو وہ یقیناً اس خطاء و غلطی کی اصلاح پہلی فرصت میں کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ہم اپنی عبادات اور خاص طور پر اسلام کے ارکان خمسہ' توحید' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ میں بہت ساری ایسی خطاؤں کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ جو ہماری عبادات کو ضائع کر رہی ہیں۔ اور اگر اطلاع ہونے پر ان کی اصلاح نہیں کی جاتی تو عبادات میں واقع ہونے والی یہ خطائیں الٹی ثواب کی بجائے عذاب اور گناہ کا باعث بن جاتی ہیں۔ مسلمانوں کی عبادات میں واقع ہونے والی ان خطاؤں سے آگاہی کے لیے ہی یہ کتاب لکھی گئی ہے جو اپنے موضوع پر ایک مکمل اور بے مثال کتاب ہے' کہ جس کی روشنی میں ہر مسلمان اپنی عبادات کو خطاؤں سے پاک کر سکتا ہے۔ مؤلف نے ایک مسلمان کے لیے عبادات میں واقع ہونے والی خطاؤں کے مجموعے کو مرتب کر کے اس کتاب کو گویا ایک آئینہ بنا دیا ہے کہ جس میں انسان اپنی عبادات کے عکس کا جائزہ لے کر ان کو نقائص کمیوں کوتاہیوں اور خطاؤں سے پاک کر سکتا ہے' تاکہ وہ عبادات (خطاؤں سے پاک ہو کر) اللہ رب العزت کے دربار میں پہنچیں اور قبولیت کا درجہ حاصل کر کے مؤمن کے درجات میں بلندی کا باعث بنیں' اور بندہ کو مزید اپنے رب کے نزدیک کر دیں۔

اللہ کریم نے ادارہ دارالابلاغ کو یہ سعادت بخشی کہ وہ اس نادر و نایاب اور علم کے خزانوں پر مبنی کتاب کو منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یقیناً ہر مسلمان اس سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی عبادات کو خطاؤں سے پاک صاف کر کے قرآن و سنت کے مطابق ڈھالے گا۔ یوں یہ ہر انسان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرنے کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ۔

اس کتاب کی نظر ثانی کے لیے میں فضیلۃ الشیخ جناب مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ اور تحقیق و تخریج کے لیے محترم بھائی نصیر احمد کاشف صاحب کا اور بہترین ترجمہ کے لیے جناب سلیم اللہ زمان اور حفظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہم اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اور اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب پر میرے ساتھ کام کرنے والی اس ٹیم اور ان بھائیوں کے علاوہ جن احباب نے کسی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا۔ اللہ ان کے لیے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے اور ان کے درجات میں بلندی فرما کر ان کو اپنے دین کی مزید ترویج و اشاعت کی توفیق بخشے' کہ یہ ہمارے لیے باعث سعادت و نجات ہو گی۔ وگرنہ وہ رب ذوالجلال اپنے دین کی سربلندی کے لیے کسی کا محتاج تھوڑی ہے۔ وہ یہی کام کسی اور سے کروا سکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی بے پایاں رحمت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے جیسے کمزور و ناتواں انسانوں کا انتخاب کیا جو یقیناً ہماری سعادت' نیک بختی بخت آوری اور خوش نصیبی ہے۔

میں نے بعض جگھوں پر کتاب میں پائی جانے والی تشنگی کو دور کرنے کے لیے مفید مگر مختصر اضافے بھی کیے ہیں۔ بعض جگھوں پر محترم مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ اور محترم برادرم نصیر احمد کاشف نے بھی مفید فٹ نوٹ میں اضافہ جات کر دیئے ہیں۔ جن سے کتاب کی افادیت یقیناً دو چند ہو گئی ہے۔ کتاب میں ہر جگہ صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے۔ اور تحقیق کے بعد ساتھ ساتھ احادیث و حوالہ جات کی تخریج بھی شامل کی گئی ہے۔ جو بے شک نور علی نور کی مصداق ہے۔ یوں ہم نے اللہ کی توفیق سے کوشش کی ہے کہ کتاب کسی حوالہ سے کسی کمی کوتاہی اور تشنگی کی متحمل نہ ہو بلکہ ہر طرح سے مکمل و جامع ہو۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ رحیم و کریم کی بے پایاں رحمت سے ہوا ورنہ ہم تو اس قابل ہرگز نہیں۔ اللہ ذوالجلال ہمیں فخر و ریا سے بچا کر دین اسلام کے پودے کی آبیاری اپنے خون سے کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

www.KitaboSunnat.com

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۲۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز سوموار' لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

..... تاکہ جنتوں کے دروازے کھولے جائیں

میں اپنے پروردگار کی بہترین اور مکمل ترین حمد بیان کرتا ہوں' اس کے حضور محبت اور تعظیم کا اظہار کرتے ہوئے' ثناء اور بزرگی بیان کرتے ہوئے' اس کی جناب میں رجوع اور خضوع پیش کرتے ہوئے اس کی تعریفیں بیان کرتا ہوں .... اس کے اسماء حسنیٰ' اعلیٰ ترین صفات کاملہ اور پرواز حکمت افعال جمیلہ کے بیان کرنے کے ساتھ اس کی ثناء بیان کرتا ہوں' ہاں! وہی تو حمد وثناء کا اہل اور مستحق ہے' وہی تو میرا رب ہے اس کے سوا میں کسی کی عبادت نہیں کرتا' میں اس کے سوا کسی کی جانب رجوع بھی نہیں کرتا' میں تو کسی بھی حالت میں ہوں اس کی نعمتوں ہی میں معمور رہتا ہوں' صبح و شام اس کی مہربانیوں' ہی کے ساتھ زندگی گذار رہا ہوں'۔ جبکہ میں تو کسی بھی چیز کا حقدار نہیں ہوں' میں تو ایک' علم و عرفان سے عاری عاجز بندہ ہوں' یہ تواللہ ہی کا بے پایاں فضل و کرم اور اس کی پیہم نوازشات و عنایات ہیں۔ کہ جس نے مجھے ان انعامات کا مستحق ٹھہرایا ہے وگرنہ میں تو اس قابل نہ تھا۔ تو اے میرے مولا! مجھے ان تمام نعمتوں کا' جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہیں' شکریہ ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

میں اس کی بھی دل کی گہرائی سے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اللہ کے حضور اظہار عبدیت اور اس کے رسول ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم) کے اعتراف رسالت کے بعد' اس بندے کو مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں جس نے اللہ کے حق کو سمجھ لیا ہے اور پھر اسی کی عظمت کے راگ الاپتا ہے' اور وہ بندہ بھی مبارک باد کا اہل ہے جس نے واجب الاطاعت' متصرف الامور پروردگار اور ایک محتاج اور حکم کے پابند بندے کے درمیان فرق پر یقین پیدا کر لیا ہے۔

بندوں میں سے چند ایک راہ ہدایت پر چلنے سے وحشت محسوس کرتے ہیں اور اس راہ میں قدم آگے بڑھانے کو بوجھ خیال کرتے ہیں تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ ان کے دلوں میں تکبر پنہاں ہے یا پھر ان کے سینے اور سینوں کے قرب و جوار نزدیک کی پسلیاں بھی غرور سے معمور ہیں حالانکہ ایک فرماں بردار' اطاعت گزار بندے کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس بات پر یقین بلکہ حق الیقین رکھے :

کہ وہ صرف بندہ ہے رب نہیں' وہ اپنے مولا کریم کا مطیع اور اطاعت گذار ہے' اس کے حکموں سے راہ فرار اختیار کرنے والا نہیں' وہ اللہ کے فرامین و احکامات پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کی عظمتیں بیان کرنے والا ہے' جس کام کے کرنے کا' اس کے رب اور مولا نے اسے حکم دیا ہے وہ اسے ٹھکرا نہیں سکتا اور جس کام سے اس نے اسے روک دیا ہے اس کے قریب تک بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ تو اللہ سے حیاء کرنے والا ہے' اس کی دنیاوی زندگی تو صرف آخرت تک پہنچنے کے لئے ایک پل کی مانند ہے وہ تو اپنی حیات مستعار کو اس ڈوبتے ہوئے سورج کی مانند خیال کرتا ہے جو ابھی تھوڑی دیر کے بعد نظر نہیں آئے گا۔ وہ تو اس دنیا میں ایسے کام کرتا ہے جو اُسے محبوب اور پسندیدہ ہیں' تاکہ رب رحمٰن کی رضا مندی اور خوشنودی کے قریب تر جا سکے اور تاکہ ان اعمال کے سبب جنتوں کے دروازے اس کے لیے کھولے جا سکیں۔

اس عظیم خوش کن موقع کو پانے کے لئے وہ کس قدر کوشاں نظر آتا ہے' اس کا دل فرضی اور نفلی عبادت کی ادائیگی پہ کیسا فرحاں و شاداں ہو جاتا ہے' کیونکہ اسی عبادت کے ذریعے ہی سے بندہ اپنے مولا کریم کی دوستی اور ولایت کو پا سکتا ہے۔ اور وہ کس خوبصورت اور بہترین انداز سے اپنے آپ کو شریعت کی منہیات اور ممنوعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روکے ہوئے ہے کیونکہ اسی طریقے سے "دیدار الٰہی" سے مستفیض ہو سکتا ہے اور بہشتوں کی لازوال نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

دراصل یہ کتاب ایک جذبۂ خیر خواہی کی کاوش کے تحت معرض وجود میں آئی ہے' شریعت کے جن کاموں کی بکثرت خلاف ورزی ہو رہی ہے پھر ان کے شرعی حکموں سے بے اعتنائی اور لاپروائی برتی جا رہی ہے ان مسائل میں خبردار کرنے اور آگاہ کرنے کی ایک کوشش ہے' جو لوگ ان خلاف ورزیوں میں مبتلا ہیں میرے نزدیک ان کی دو قسمیں ہیں۔

① گروہ علماء وہ جانتے ہیں کہ شریعت نے ان کاموں سے روکا ہے لیکن وہ ان کا خیال نہیں کرتے' ایسے لوگ اپنے رب کریم کی صحیح معنوں میں قدر نہیں کر رہے' اللہ تعالیٰ کی شان بلند کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتے' کہ اس کی اپنی حیثیت اور وقعت کیا ہے؟ اور اس پروردگار کی کیا عظمت اور رفعت ہے؟ اس عبودیت اور بندگی کا کیا معنیٰ ہے جو اس بندے میں نظر آنی چاہیئے؟ اور اس کی ربوبیت اور الوہیت کا کیا مطلب ہے جو اس عظیم و جلیل اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے؟

② طبقہ جہلاء وہ لوگ جو ان احکام شرعیہ سے ناواقف ہیں وہ اجمالی طور پر اپنے پروردگار اور مولا کریم سے محبت رکھنے والے ہیں وہ تو یہ بھی نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ناپسندیدہ کام کرتے ہوئے دیکھے' وہ تو قرآن میں بیان کردہ جنتوں اور نہروں کی امید رکھتے ہیں۔ جن میں نعمتوں اور لذتوں کی انتہا ہو گی' وہ تو خوف کی گھڑیوں میں امان اور اطمینان کی آس رکھتے ہیں' جب سب لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے' ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ دہکتی ہوئی آگ میں جائے گا تو ان شاء اللہ۔ یہ کتابچہ ان کے اسی شوق اور آس و امید کو مزید ترقی بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عائد حقوق کو اجاگر کرنے کے لئے یہ رسالہ بصیرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افروز ہے' اللہ کے حق کی رعایت اور خیال رکھتے ہوئے جن خلاف وزیوں کو ترک کرنا ہے یہ اس کو آسان کر دے گا' ان کے دلوں کو جلا بخشے گا' اللہ تعالیٰ کے حقوق کے سلسلے میں کوتاہی اور ارتکاب معاصی کی حوصلہ شکنی کرے گا۔

دراصل یہ کتابچہ ان مسائل کا مجموعہ ہے جنہیں ہمارے ایک بھائی نے یکجا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے۔ ہمارے کچھ دوسرے احباب گرامی' جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے ترغیب و توجہ دلائی (اللہ تعالیٰ انہیں مزید مقام بلند سے نوازے اور ان کے دشمنوں کو ناکام کرے) کہ میں ان جمع شدہ مسائل کی مختصر عبارت میں بادلائل تشریح کردوں جس سے مقصود و مطلوب کی توضیح اور ارشاد و ہدایت کی درستگی ہو جائے تاکہ اور مذکورہ مسائل کی دلائل سے پختگی یقینی ہو جائے ..... تو میں نے اس کی اور اس جیسے دوسرے ساتھیوں کی جنہیں معاشرہ کے بگاڑ کی فکر نے بے خوابی کا شکار کر رکھا تھا اور اس بگاڑ کو دور کرنے کے لیے وہ رات بھر پیچ و تاب کھایا کرتے تھے کی محبت کی قدر کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ ----------------' جس سے صرف عوام الناس اور درمیانے طبقے کے لوگ ہی مستفید ہو سکتے ہیں' انہیں کے نفع اور اصلاح کے جذبے سے یہ سطور لکھی گئی ہیں۔ اہل علم اور طلبائے علم ان سطور کی سطحی عبارات اور عمومی خیالات پر میرا مواخذہ نہ فرمائیں لیکن اتنی گذارش ضرور ہے کہ جہاں کہیں بات میں پختگی اور وزن پائیں تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اس کی تعریف بیان کریں' اور جہاں کہیں کوئی کمی محسوس کریں تو اسے درگزر فرمائیں' درخور اعتناء نہ سمجھیں "نیک قصد اور حق کی طلب" ہمارے سفارشی ہیں' ان کا خیال فرمائیں' اللہ تعالیٰ ہمیں لغزشوں اور کوتاہیوں کی بہتات سے محفوظ فرمائے۔

آمین

صالح بن عبدالعزیز بن محمد آل الشیخ

المملکة العربیة السعودیة

الریاض ۱۴۰۸/۱۱/۲۸ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً

توحید ربانی اور دیگر عقائد میں خطائیں

ان شرکیہ عقائد کا بیان جو ملت اسلام سے نکال دینے والے ہیں اور کچھ شرک اکبر کی اقسام کا بیان۔

مردہ لوگوں سے نفع نقصان کی امید رکھنا

مردہ لوگوں سے فریادیں کرنا' ان کو پکارنا' ان سے مدد چاہنا' کسی بھی نوع کی عبادت کے ساتھ ان کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنا' یہ شرک اکبر ہے ملت اسلام سے خارج کر دینے والے اعمال ہیں۔ اس فرمان الٰہی کی دلیل کی بنیاد پر:

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ (الفاتحة: ۱/۴)

"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔"

اس آیت میں "إِيَّاكَ" مفعول کو مقدم لا کر عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیا ہے' اور اسی بات کو کلمہ توحید "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" بیان کرتا ہے۔ عبادت کی اقسام میں سے ایک قسم "دعا کرنا" بھی ہے بلکہ یہ تو "عین عبادت" ہے جس طرح کہ کتب سنن میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ))[1] "دعا کرنا ہی عبادت ہے۔"

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الوتر: باب الدعاء (ح ۱۴۷۹)
ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب منه الدعاء مخ العبادة (ح ۳۳۷۲)
ابن ماجه۔ کتاب الدعاء: باب فضل الدعاء (ح ۳۸۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک و کفر ہے۔ عبادت کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے کرنا شرک و کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ ﴾ (المؤمنون: ۲۳/۱۱۷)

"اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے، جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔"

عربی زبان میں اسم موصول "من" عموم کے صیغوں میں سے ہے، جو ہر اس چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی شامل ہوتا ہے جو اس کے صلہ میں شامل ہو۔ تو اس لفظ سے ظاہر ہوا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو یا جو کچھ بھی ہو۔ بھی پکارے گا تو وہ کافروں میں سے ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ﴾ (الجن: ۷۲/۱۸)

"اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔"

اور اس نے مزید فرمایا ہے:

﴿ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ۔ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ ﴾ (المائدة: ۵/۷۲)

"اور مسیح (علیہ السلام) نے کہا تھا کہ "اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

اور دعاء میں، طلب کی کئی اقسام ہوتی ہیں جیسا کہ "شدت اور سختی کو ختم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروانے کی طلب۔" اور یہی استغاثہ ہوتا ہے اور مدد چاہنے کی طلب وغیرہ۔

④ مردوں سے سفارش کرنے کا سوال کرنا

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں مردوں سے طلب سفارش کرنا شرک اکبر ہے۔

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ﴾ (الزمر: ۳۹/ ۴۳-۴۴)

"کیا اس اللہ کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو شفیع بنا رکھا ہے؟ ان سے کہو' کیا وہ شفاعت کریں گے خواہ ان کے اختیار میں کچھ ہو نہ ہو اور وہ سمجھتے بھی نہ ہوں؟ کہو' شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔"

مقدس ناموں والے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (الانعام: ۶/ ۵۱)

"اور اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اس (علم وحی) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو نصیحت کرو جو اس کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اس کے سوا وہاں کوئی (ایسا ذی اقتدار) نہ ہو گا جو ان کا حامی و مددگار ہو' یا ان کی سفارش کرے' شاید کہ (اس نصیحت سے متنبہ ہو کر) وہ خدا ترسی کی روش اختیار کر لیں۔"

اس موضوع کی بہت سی آیات ہیں۔

تو جب سفارش کرنا صرف اللہ ہی کے بس میں ہے تو کسی کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا سفارشی کس طرح بن سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی ایسا' جو فوت ہو چکا ہو اور جس کے اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہو؟

تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مردہ ہستی سے طلب شفاعت یا اس کا سوال کرنا شرک ٹھہرا' اور قیامت کے روز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاعت سے بہرہ مند صرف ایسے ہی اہل توحید ہوں گے جو شرک کی جملہ انواع و اقسام سے بچنے والے ہوں گے اور جو "لا الہ الا اللہ" کہنے میں خالص ہوں گے۔[1]

۳ قبروں والوں کے لیے ذبیحہ کرنا اور نذر ماننا

قبروں یا مزاروں یا مُردوں کے لیے ذبح کرنا اور نذر ماننا شرک اکبر ہے

ذبح کرنا اس لئے شرک اکبر بنے گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے :

﴿ قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ﴾ (الانعام : ٦ / ١٦٢-١٦٣)

"کہو ! میری نماز میری قربانی (یا میری تمام رسومات عبادت) میرا جینا اور میرا مرنا' سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔"

تو اس آیت مبارکہ کی روشنی میں جس طرح "نماز" صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اسی طرح "قربانی" یعنی ذبح کرنا بھی صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لیے خاص ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے :

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ ﴾ (الکوثر : ١٠٨/٢)

"پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"

اور قربانی کرنا تو افضل ترین عبادات میں سے ہے کیونکہ اس میں خالص اللہ کے لیے خون بہایا جاتا ہے۔ اس میں بندے کی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے' اللہ

---

[1] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا : "اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار کون خوش نصیب ہو گا" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اے ابوہریرہ! تمہاری احادیث کے متعلق حرص و دلچسپی دیکھتے ہوئے میرا خیال تھا کہ تجھ سے پہلے مجھ سے یہ بات کوئی نہیں پوچھے گا۔ بروز قیامت میری شفاعت کا حقدار وہ خوش نصیب ہو گا۔ جس نے صدق دل اور خلوص نیت سے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا۔" (بخاری۔ کتاب العلم : باب الحرص علی الحدیث (ح ٩٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے حضور "خون بہا کر" اس کی رضا کو طلب کیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بد دعا دی ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) [1]

"جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

اور "نذر ماننا" اس طرح شرک اکبر بنے گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے:

﴿ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۷۰)

"تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہو اور جو نذر بھی مانی ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔"

﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴾ (الدھر: ۷۶/۷)

"جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی۔"

یہ آیات اس بات پر دلیل ہیں کہ نذر کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے' اور نذر والے کو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے نوازیں گے تو یہ بھی عبادت ہوئی' اور عبادت غیر اللہ کے لیے کرنا شرک بنا (جیسا کہ مسئلہ نمبر ۱ کے ذیل میں دلائل کی تفصیل گذر چکی ہے۔)

(۴) قبروں کا طواف کرنا' انہیں ہاتھ لگانا یا انہیں متبرک سمجھنا

یہ سب شرکیہ اعمال ہیں۔ طواف کرنا تو اعلیٰ ترین عبادات میں سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے احترام والے گھر یعنی "خانہ کعبہ" کے سوا کہیں بھی جائز نہیں۔ طواف والی عبادت خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا' انہی کے ساتھ مخصوص ہے' طواف کو غیر اللہ کی خاطر کرنا یہ عبادت کو ایسے مقام پر رکھنا ہے جہاں اس کا حق نہیں

---

[1] مسلم۔ کتاب الاضاحی: باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ تعالی و لعن فاعلہ (ح ۱۹۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا' اس میں قبروں کی تعظیم ہے' اور قبروں کو "بیت اللہ الحرام" کے مثل ٹھہرانا ہے اور طواف جیسی عبادت کو غیر اللہ کے لیے ادا کرنا ہے' اس لئے یہ شرک ہے۔

قبروں کو چھونا اور انہیں متبرک خیال کرنا' یہ تو قبروں کو الہ ماننے اور ان کی تعظیم کرنے میں داخل ہے جس طرح دور جاہلیت کے مشرکین اپنے معبودان باطلہ کے ساتھ کیا کرتے تھے' تو جس آدمی نے ان قبروں کو چھوا یا متبرک خیال کیا تو اس نے ایسی چیز کی تعظیم و تکریم کی جو شرع میں مشروع نہیں تھی۔ تو اس کام کے شرک ہونے پر سیدنا ابو واقداللیثی رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث پاک واضح دلیل ہے ہے' وہ فرماتے ہیں :

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ "حنین" کی جانب چلے جا رہے تھے اور ہمیں کفر کو چھوڑے ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی۔ راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ مشرکین ایک بیری کے درخت کے پاس اعتکاف کیے ہوئے اور اس کے ساتھ اپنے ہتھیاروں کو لٹکائے ہوئے ہیں' جسے "ذات انواط" کہا جاتا تھا۔ پھر ہمارا گذر بھی ایک دوسری بیری کے پاس سے ہوا تو ہم نے یوں عرض کی : "یا رسول اللہ ! (ﷺ) ہمارے لیے بھی ان کی طرح "ذات انواط" مقرر فرما دیجیے۔" تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اَللّٰهُ اَكْبَرُ! (اللہ سب سے بڑا ہے) یہ تو وہی' پہلی گمراہ قوموں کے نقش قدم پر چلنے والی بات ہے' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم نے تو بالکل ویسا مطالبہ کر دیا ہے جیسابنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا :

﴿ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴾ (الاعراف : ۷/۱۳۸)

"ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا : تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔" [1]

---

[1] مسند احمد (۵/۲۱۸) ترمذی۔ کتاب الفتن : باب ماجاء لترکبن سنن من کان قبلکم (ح ۲۱۸۰) (امام احمد اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان نئے نئے مسلمانوں نے تو صرف ایک درخت سے تبرک حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس طلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنانے کا نام دیا ہے' اور یہی تو عین شرک ہے' تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے اس امر کو واضح بیان فرما دیا تو انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا تھا۔ انہوں نے تو ابھی مطالبہ ہی کیا تھا تو ان کا یہ مطالبہ شرک ٹھہرا اور قبروں سے تبرک حاصل کرنا تو اس سے کہیں بڑھ کر سنگین جرم ہے یہ کیوں شریک نہ ہو گا۔ قبروں سے تبرک حاصل کرنا ان کے مطالبے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

⑤ زندہ غیر حاضر لوگوں سے فریادیں کرنا

یہ عقیدہ رکھ کر کہ زندہ لوگوں کو جو کہ پاس موجود نہیں کہیں دور اپنے مقام پر ہیں۔ انہیں پکارنا اور ان سے فریادیں کرنا کہ وہ ہمارے نفع و نقصان کے مالک ہیں اور ہماری داد رسی کرتے ہیں' یہ کام شرک اکبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ....." (النمل : ۲۷/ ۶۲)

"کون ہے جو بے قرار کی دعاء سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟"

(مزید دلائل مسئلہ نمبر۱ کے ضمن میں گزر چکے ہیں)

⑥ انبیائے کرام اور صلحاء میں اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کرنا

انبیائے کرام اور صلحاء میں غلو سے کام لینا اور کوئی الٰہی صفات میں سے کوئی صفت ان میں ثابت کرنا' مثلاً: انہیں بندگی کے لائق سمجھنا' یہ ایک ایسا شرک ہے جو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِي وَ أُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ .... " (المائدۃ : ۱۱۶/۵)

"غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ "اے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام !) کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بنا لو"؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ'........ یہ تو میرے لیے لائق ہی نہیں کہ ایسا کہوں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی :

﴿ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ .... ﴾ (النساء : ۱۷۱/۴)

"اے اہل کتاب ! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک فرمان تھا جو اللہ نے مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے........"

اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں خبردار فرمایا ہے : کہ "مجھے اس طرح نہ بڑھانا چڑھانا جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا چڑھایا تھا۔ میں تو صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا۔" [1]

۷ اولیاء اور جنوں سے خفیہ ڈرنا

یعنی آدمی یہ تصور رکھے کہ اگر میں نے فلاں کام نہ کیا تو ولی' یا جن مجھے مخفی طور پر نقصان پہنچائیں گے' یہ بھی بہت بڑا شرک ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء : باب قولہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم (ح ۳۴۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بطور دلیل موجود ہے :

﴿ إِنْ نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوْءٍ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوْا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِن دُوْنِهِ...... ﴾ (ھود : ۱۱/ ۵۴'۵۵)

”ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ ہود (علیہ السلام) نے کہا ”میں اللہ کی (توحید کی) شہادت پیش کرتا ہوں۔ اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں......“

دل ہی دل میں ڈرنا' خوف رکھنا' یہ تو دل کی عظیم عبادات میں سے ایک ہے جسے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص رکھنا واجب ہے' پس جب بھی کوئی آدمی کسی غیر سے ایسا ڈر رکھے گا جیسا کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے تو وہ مشرک ہو جائے گا' باقی رہا طبعی خوف تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس سے وہ خوف مراد ہے جو کوئی آدمی فرائض و واجبات میں تقصیر اور کوتاہی کرنے کی صورت میں یا پھر کسی فعل حرام کے ارتکاب کرنے کی شکل میں محسوس کرے۔ یہ ڈر اور خوف جائز نہیں ہے' گویا کہ وہ لوگوں کے باتیں بنانے اور ان کی ایذاء دہی کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے کام کو ہی ترک کر دے۔

(۸) اپنی حفاظت کی خاطر شرکیہ دم جھاڑا اور تعویذ کروانا

یعنی اپنی حفاظت کے لیے کسی شرک' شعبدہ بازی' شرکیہ دم جھاڑا کرنا اور شرکیہ تعویذات لٹکانا' یہ سب شرک کا دھندہ ہے' جیسا کہ نظر بد یا حسد سے بچنے کے لیے ایسے طریقے اپنائے جاتے ہیں۔

جس طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے خود سنا ہے :

((إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))

”بے شک (شرکیہ) دم جھاڑا اور تعویذات باندھنے اور منکے وغیرہ استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا شرک ہے۔"[1]

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس طرح بھی روایت کیا ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ))[2]

کہ "جس نے کوئی تعویذ باندھا اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔"

جبکہ دم جھاڑے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر یوں فرمایا ہے:

((لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكٌ))[3]

"اس دم جھاڑے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرکیہ بات نہ ہو۔"

اور شرکیہ دم جھاڑا وہ ہے جس میں اللہ کے غیر سے مدد طلب کی جائے یا اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جائے۔ نقصانات سے بچنے کے لئے یا نظر بد کے علاج کے لئے تعویذات باندھنے شرک اکبر تو نہیں البتہ شرک اصغر ضرور ہیں' ہاں اگر اس تعویذ میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہو یا کسی جن کو مخاطب کیا گیا ہو اور اس سے فریاد کی گئی ہو یا ایسی ہی کوئی اور بات ہو تو وہ یقیناً شرک اکبر بنے گا۔ تو ان مذکورہ چیزوں کے پائے جانے کی صورت میں اسے شرک اکبر ماننا واجب ہو گا۔

⑨ اٹکل لگانے والوں' کاہنوں اور جادوگروں کے پاس جانا

یعنی چیزیں گم ہونے کی صورت میں مذکورہ افراد کے پاس جانا اور ان کی تصدیق کرنا' کفر کا کام ہے۔

اور یہ نبی ہدایت اور رسول رحمت ﷺ کے اس فرمان کے بموجب ہے:

((مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى

---

[1] مسند احمد (۳۸۱/۱) ابوداؤد۔ کتاب الطب: باب فی تعلیق التمائم (ح ۳۸۸۳) ابن ماجہ۔ کتاب الطب۔ باب تعلیق التمائم (ح ۳۵۳۰)

[2] مسند احمد (۱۵۶/۴)' مستدرک حاکم (۲۱۹/۴)

[3] مسلم۔ کتاب السلام: باب لا باس بالرقی مالم یکن فیہ شرک (ح ۲۲۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ)) [1]

"جو کوئی کسی نجومی یا غیب کی بات کو اپنے اٹکل سے بتانے والے کے پاس گیا پھر اس نے اس کی باتوں کی تصدیق بھی کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہر چیز کا کفر کر دیا۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت میں یوں بھی آیا ہے:

((مَنْ اَتٰى كَاهِنًا أَوْ سَاحِرًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ)) [2]

"جو آدمی کسی نجومی یا جادوگر کے پاس آیا اور پھر اس کی باتوں کی اس نے تصدیق بھی کی تو اس نے ہر اس چیز کا کفر کر دیا جو محمد ﷺ پر اتاری گئی ہے۔"

ان احادیث میں جو لفظ "کفر" استعمال ہوا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ (۱) کیا یہ چھوٹے درجے کا کفر ہے جس سے وہ آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا؟ (۲) یا اس میں توقف کیا جائے دونوں باتوں میں سے کچھ بھی نہ کہا جائے (الف) دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (ب) دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

پہلی بات زیادہ قوی ہے جبکہ دوسری بات امام احمد رحمہ اللہ کے نام سے منسوب ہے۔

---

[1] مسند احمد (۴۲۹/۲)، مستدرک حاکم (۸/۱) امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح فرمایا ہے)

[2] مجمع الزوائد (۱۱۸/۵) بحوالہ البزار (الکشف ۲۰۶۷) "اسے امام البزار رحمہ اللہ اور امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے، حافظ المنذری رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے اس طرح یہ موقوف حدیث اپنے شواھد کے ہمراہ صحیح ہے" بیہقی فی السنن الکبری (۱۳۶/۸) طبرانی فی الکبیر (۹۳/۱۰) مسند ابی یعلی (۱۷۹/۵ ح ۵۳۸۶) الاثری۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ توہم پرستی جو شرک تک لے جاتی ہے

کھلی جگہوں یا گھروں میں' جنوں وغیرہ کو دور رکھنے کے عقیدے سے بھیڑیئے کی کھال کے حصے لٹکانا شرک ہے۔

مسئلہ نمبر۸ کے ضمن میں اس کی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

⑪ جنوں وغیرہ کے خوف کے پیش نظر' دروازے کی دہلیز پر جانور ذبح کرنا شرک ہے

اس مسئلہ کا استدلال مسئلہ نمبر(۳' ۷) کے حوالے میں گذر چکا ہے۔

⑫ علم غیب یا لوح محفوظ کی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں :

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (النمل : ۶۵/۲۷)

"ان سے کہو ! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔" [1]

اور مزید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان اقدس ہے :

﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ﴾ (الانعام : ۵۹/۶)

"اسی کے پاس غیب کی کنجیاں [2] ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

---

[1] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ رسول اللہ ﷺ غیب اور آیندہ ہونے والی بات جانتے تھے تو اس نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

(بخاری۔ کتاب التوحید : باب قول اللّٰه تعالٰی (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا) ح ۷۳۸۰) مسلم۔ کتاب الایمان : باب معنی قول اللّٰه عزوجل (ولقد راٰه نزلة اخرٰی)' ح ۱۷۷)

[2] امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت لائے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ان چند صوفیاء حضرات کا یہ دعویٰ بھی شامل ہے جو کہتے ہیں کہ ان کی خاطر غیب کے پردے ہٹا دیے جاتے ہیں۔

﴿۱۳﴾ شرکیہ شاعری

شرکیہ قصائد کو سننا اور ان کے مندرجات پر رضا مندی اور پسندیدگی کا اظہار کرنا بھی شرک ہے

امام بوصیری کا ''قصیدہ بردہ شریف'' اور اس طرح کے دیگر قصائد جن میں قصیدہ نگاروں نے محمد رسول اللہ ﷺ یا آل بیت میں سے کسی کے بارے میں یا صالحین کے متعلق غلو بیانی اور مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے ان میں مخلوق کے وہ اوصاف بیان کیے ہیں جو صرف اللہ عظیم و بلند کے بارے میں ہی بیان کیے جانے چاہئیں۔ اس طرح کے بعض غلو و مبالغہ پر مبنی شرکیہ قصیدے ''محافل میلاد'' میں پڑھے جاتے ہیں۔ تو ہر آدمی کو اپنے اسلام کی حفاظت کرنے کی خاطر ایسے قصائد سے پہلو بچانا' انہیں ناپسند کرنا واجب اور ضروری ہے' اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شرک اور اس کے مظاہر(یعنی شرک سے آلودہ مقامات) سے محفوظ رکھے۔

﴿۱۴﴾ دعویٰ کرنا کہ ''اللہ کسی مقام یا ہستی میں حلول فرماتے ہیں''

اس بات کا دعویٰ کرنا کہ اللہ تعالیٰ بعض مقامات یا بعض ہستیوں میں حلول فرماتے ہیں' یہ بھی کفر اکبر ہے۔

= پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ (اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) (لقمان : ۳۴/۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً

شرک کا ذریعہ بننے والے کام

اب ان کاموں کو بیان کیا جاتا ہے جو شرک تک پہنچانے والے ہیں اور شرک اصغر اور اس کی بعض حالتوں کا بیان بھی کیا جاتا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا

کسی بھی غیر اللہ کی ' بغیر ارادہ تعظیم کے قسم کھانا جیسے اللہ تعالیٰ کی ارادہ تعظیم سے قسم کھائی جاتی ہے' شرک اصغر ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک دلیل ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) [1]

"جس کسی نے بھی غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے یقیناً کفر کیا یا شرک کیا۔"

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اقدس بھی دلیل ہے:

((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) [2]

"جس کسی کا قسم کھانے کا ارادہ ہو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔"

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الایمان والندور : باب کراھیة الحلف بالاباء (ح ۳۲۵۱) ترمذی۔ کتاب لنذور والایمان : باب ماجاء فی ان من حلف بغیر اللہ فقد اشرك (ح ۱۵۳۵) واللفظ له

[2] بخاری۔ کتاب الشھادات : باب کیف یستحلف ؟ (ح ۲۶۷۹) مسلم۔ کتاب الایمان : باب النھی عن الحلف بغیر اللہ تعالی (ح ۱۶۴۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شرک اصغر تب ہو گا جب قسم کھانے والے کا تعظیم کا قصد نہ ہو اور اگر محلوف بہ (یعنی جس کے نام کی قسم کھا رہا ہے اس) کی تعظیم کرنے کی نیت بھی رکھے جیسے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعظیم کی نیت کی جاتی ہے' تو یہ شرک اکبر بنے گا۔ جس طرح قبر پرستوں کا اولیائے کرام اور اہل قبور کے ناموں کی' ارادہ تعظیم سے قسم کھانے کا انداز ہے۔

اور اگر ایسے الفاظ قسم کھانے کے ارادے کے بغیر ہی زبان پر آ جائیں تو یہ "لفظی شرک" ہو گا جس کا شمار بھی شرک اصغر کی اقسام میں ہو گا۔ تو پھر اس کا کفارہ یہ ہو گا کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا کلمہ زبان سے ادا کرے [1] پھر ایسے غیر اللہ کے نام کی قسم کھانے والے الفاظ زبان پر نہ لانے کا عزم بھی کرے۔

۲ کسی کی امانت داری یا بزرگی کی قسم کھانا

کسی کا امانت داری' ذمہ داری یا بزرگی کی قسم کھانا شرک اصغر ہو گا۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی اس کی دلیل ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِالاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) [2]

"جس نے امانت داری کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

مذکورہ بالا امور کی قسمیں کھانا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں بھی ممنوع ہیں۔

((وَمَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ)) [3]

کہ "جس نے غیر اللہ کے نام کی قسم کھائی اس نے یقیناً کفر کیا یا شرک کیا"

---

[1] رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جس نے قسم کھاتے ہوئے لات اور عزیٰ (یعنی غیر اللہ) کی قسم کھائی تو اس کو لا الہ الا اللہ کہنا چاہیئے۔ بخاری۔ کتاب الایمان : باب لایحلف باللات والعزی (ح ۶۶۵۰) مسلم۔ کتاب الایمان : باب من حلف باللات والعزی (ح ۱۶۴۷)

[2] ابو داؤد۔ کتاب الایمان' والنذور : باب کراهیة الحلف بالامانة (ح ۳۲۵۳)

[3] ابوداؤد۔ کتاب الایمان والنذور : باب کراهیة الحلف بالاباء (ح ۳۲۵۱) ترمذی۔ کتاب النذور والایمان : باب ماجاء فی ان مَنْ حلف بغیر الله فقد اشرك (ح ۱۵۳۵) واللفظ له

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عربی زبان میں) حروف قسم "ب" "ت" اور "و" کے ساتھ' قسم شمار ہو گی' ان حروف کے علاوہ اگر کسی دوسرے صرف مثلاً: "فی" وغیرہ کے ساتھ قسم کھائے گا تو یہ قسم نہ بنے گی۔

(۳) قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا

قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا یہ بہت بری بدعت ہے اور حرام کام ہے بلکہ ان قبر والوں کو اللہ کا شریک بنا لینے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ یہود و نصاریٰ سے متعلق بد دعا پر مبنی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گرامی اس کی بنیاد ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)) [1]

"اللہ تعالیٰ نے یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا' خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا' میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔"

اور ہر وہ مقام جہاں نماز پڑھنے کا قصد کیا جائے وہ سجدہ گاہ بن جاتا ہے۔

(۴) قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور دعاء مانگنا

قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور دعاء مانگنا بدعت ہے اور شرک کا ذریعہ ہے۔

یہ کام بدعت تو تب ہی رہے گا جب قبر پر اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ صاحب قبر کو بھی پکارا جائے تو یہ پکا شرک ہو گا' اسی لیے قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی رسول اللہ ﷺ سے نہی وارد ہے' آپؐ نے فرمایا:

---

[1] پہلا جملہ متفق علیہ ہے۔ دیکھئے بخاری۔ کتاب الجنائز: باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور (ح ۱۳۳۰) مسلم۔ کتاب المساجد: باب النهي عن بناء المساجد علی القبور (ح ۵۲۹) دوسرا جملہ صحیح مسلم۔ کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ دیکھئے مسلم' حوالہ سابق (ح ۵۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ))[1]

"قبروں کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھنا۔"

ایک بار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کی انہیں خبر نہ تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا: قبر! قبر![2] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ))[3]

کہ "قبروں کو مسجدیں نہ بنانا۔"

اور مساجد میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جانے والی دعائیں زیادہ جلد پہنچنے والی دعائیں ہوتی ہیں؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ قبروں کے پاس دعائیں مانگنا منع ہے، ہاں اگر یہی دعا قبر والے کی بخشش، رحمت اور اس کی ثابت قدمی کے لئے مانگی جائے تو درست ہے، کیونکہ سنت مبارکہ میں یہ بات موجود ہے[4] اور قبر والے کو اس کی انتہائی زیادہ ضرورت بھی ہے کہ اس کی خاطر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الجنائز : باب النهي عن الجلوس على القبور والصلاة عليه (ح ۹۷۲)

[2] بخاری کتاب الصلاة : باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية و يتخذ مكانها مساجد تعليقا في ترجمة الباب مصنف عبدالرزاق (۱/۴۰۴) السنن الكبرىٰ للبيهقي (۲/۴۳۵)

[3] مسلم۔ کتاب المساجد : باب النهي عن بناء المسجد على القبور (ح ۵۳۲)

[4] مسلم۔ کتاب الجنائز : باب مايقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها (ح ۹۷۴، ۹۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثالثًا

چند بدعات اور توحید سے متعلقہ کام

① قبروں کی پختہ تعمیر' ان پر تحریر اور درخت لگانا

قبروں پر تعمیر کرنا' انہیں پختہ بنانا' اور ان پر تحریریں لکھنا اور ان کے قریب درخت لگانے' بدعات اور منکرات ہیں۔

اس پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث دلیل ہے' جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں روایت فرمایا ہے:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَ أَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَ أَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ)) [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے روکا ہے کہ قبر کو پختہ بنایا جائے' اس پر بیٹھا جائے اور اس پر کوئی عمارت تعمیر کی جائے۔"

جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ نے یہ جملہ بھی بیان کیا ہے:

((وَأَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهِ)) [2]

"اور یہ کہ اس پر کوئی عبارت تحریر کی جائے۔"

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الجنائز: باب الاستغفار و عندالقبر للمیت فی وقت الانصراف (ح ۳۲۲۱) مسلم۔ کتاب الجنائز: باب النهی عن تجصیص القبر و البناء علیه (ح ۹۷۰)

[2] ابوداؤد۔ کتاب الجنائز: باب فی البناء علی القبر (ح ۳۲۲۶) ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی کراهیة تجصیص القبور والکتابة علیها (ح ۱۰۵۲) نسائی' کتاب الجنائز: باب الزیادة علی القبر (ح ۲۰۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس جملہ کا اضافہ بھی صحیح ہے۔

اسی طرح سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا)) [1]

"میں نے رسول اکرم ﷺ کو خود ان قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔"

ابو الہیاج الاسدی کی حدیث میں یوں آتا ہے کہ مجھے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسے مشن پر روانہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے روانہ کیا تھا وہ یہ کہ:

((أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالاً اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ)) [2]

"نہ چھوڑ تو کسی مورت و صورت کو مگر مٹا دے اسے اور نہ چھوڑ تو کسی اونچی بنی ہوئی قبر کو مگر برابر کر دے اُسے۔"

اور ایک روایت میں یہ جملہ بھی موجود ہے:

((وَلَا صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا)) [3]

"کسی فوٹو کو مٹائے بغیر مت چھوڑنا۔"

۲ قربِ الٰہی کے لیے محافل کا انعقاد کرنا

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے مختلف محفلوں کا انعقاد کروانا بھی غلط ہے۔ جیسے کہ محفل میلاد النبی ﷺ، محفل ہجرت، محفل ابتدائے سال ہجرت اور محفل اسراء و معراج وغیرہ۔ ایسی سب محافل اور مجالس بدعت کے ضمن

---

[1] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب الامر بتسویۃ القبر (ح ۹۶۸)

[2] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب الامر بتسویۃ القبر (ح ۹۶۹)

[3] مسلم، حوالہ سابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آئیں گی ۔ کیونکہ ان تمام اعمال سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب صرف انہی طریقوں سے حاصل ہو سکتا ہے جو مشروع ہیں یعنی جن طریقوں کو شریعت نے مقرر فرمایا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی صرف مشروع انداز سے ہی کی جا سکتی ہے' اور دین میں ہر نیا کام بدعت ٹھہرے گا اور بدعتوں سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے :

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ﴾ (الشوریٰ : ۲۱/۴۲)

"کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے یوں وضاحت فرمائی ہے :

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

"جس نے ہمارے اس امر یعنی دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہ ہو تو وہ مردود ہے۔"

جبکہ مسلم شریف میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں :

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [2]

"جس نے کوئی بھی ایسا کام کیا جسے کرنے کا ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہو گا۔"

مسلم شریف ہی میں یہ شرعی اصول بھی ملتا ہے :

((وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [3]

---

[1] بخاری۔ کتاب الصلح : باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود (ح ۲۶۹۷) مسلم۔ کتاب الاقضیة : باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور (ح ۱۷۱۸)

[2] مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۱۷۱۸/۱۸)

[3] نسائی۔ کتاب العیدین : باب کیف الخطبة (ح ۱۵۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہو گا اور ہر بدعت گمراہی ہو گی۔“

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث پاک میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ)) [1]

”تم میرے بعد میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا' بلکہ اس سنت کو اپنے دانتوں سے تھام لینا اور خاص کر نئے نئے کاموں سے بچ بچ کر رہنا اور یقین رکھنا کہ ہر نیا کام بدعت ہو گا۔“

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو ہمیں اس دین الٰہی میں نئی ایجادات کرنے اور لوگوں کا قرب خداوندی کے حصول کی خاطر از خود ہی عبادات و اعمال گھڑ لینے سے روکنے والی ہیں' جن کا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا۔

۳ سالگرہ وغیرہ منانا

عید میلاد' عید سال نو' عید مادر اور اسی طرح کی دوسری عیدوں کا اہتمام کرنا بدعت ہے۔ ایسی عیدوں کا خلاف شرع ہونا تین اسباب کی وجہ سے ہے:

الف: ان کا شرع میں حکم نہیں ہے اس لیے بدعت ہیں بس صرف لوگوں نے اپنی

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب السنة: باب فی لزوم السنة (ح ۴۶۰۷)، واللفظ لہ۔ ترمذی۔ کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة (ح ۲۶۷۶) ابن ماجه۔ المقدمة: باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین (ح ۴۲) ”من بعدی“ کے الفاظ مستدرک حاکم (۹۶/۱) کی روایت میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہشات کی پیروی ہی میں ان کو شروع کر رکھا ہے' ایام عید اور پھر ان میں حاصل ہونے والی فرحت و مسرت عبادات کے زمرے میں آتی ہے۔ تو عبادت والے کے لیے کسی کام کا اپنی طرف سے ایجاد کرنا جائز نہیں ہے' اسی طرح اس پر قائم رہنا اور اس پر راضی ہونا بھی جائز نہیں ہے۔

ب: اہل اسلام کی سال بھر میں صرف دو عیدیں ہیں اس سے زائد نہیں۔ ایک عیدالفطر جب لوگ ماہ صیام کے مکمل ہونے پر اظہار مسرت کرتے ہیں اور عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ اور اس کے بعد ایام منیٰ (گیارہ بارہ اور تیرہ ذوالحجہ)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابو داود رحمۃ اللہ علیہ' ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کیا ہے:

((يَوْمُ عَرَفَةَ وَ يَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ مِنًى عِيْدُنَا أَهْلِ الْإِسْلَامِ)) [1]

"یوم عرفہ (ذوالحجہ کی نویں تاریخ) یوم نحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) اور ایام منیٰ (بعد کے تین ایام) ہم مسلمانوں کے عید کے ایام ہیں۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اقدس بھی روایت کیا ہے:

((إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَ هٰذَا عِيْدُنَا)) [2]

---

[1] مسند احمد (۱۵۲/۴) ابو داؤد۔ کتاب الصیام: باب صیام ایام التشریق (ح ۲۴۱۹)
ترمذی۔ کتاب الصوم: باب ماجاء فی کراھیة صوم ایام التشریق (ح ۷۷۳)
نسائی۔ کتاب مناسک الحج: باب النھی عن صوم یوم عرفة (ح ۳۰۰۷) و عندھم "ایام التشریق" بدل "ایام منی" واللہ اعلم!

[2] بخاری۔ کتاب العیدین: باب سنة العیدین لاھل الاسلام (ح ۹۵۲)
مسلم۔ کتاب صلاة العیدین: باب الرخصة فی اللعب الذی لا معصیة فیه (ح ۸۹۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "ہر قوم کا کوئی نہ کوئی دن "روز عید" ہے اور ہم مسلمانوں کا یہ "روز عید" ہے۔"

"عیدنا" میں اضافت دوسرے ادیان کی عیدوں کے مقابلہ میں' ہماری عید کے خاص ہونے کی دلیل ہے' [1]

ج: از خود ہی عیدوں کے ایام بنائے چلے جانے میں اہل کتاب اور دیگر کفار سے مشابہت ہوتی ہے جو کہ ناجائز ہے اور اس بات میں تو کوئی شک و شبہ ہے ہی نہیں کہ ہمیں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے بلکہ ان سے مشابہت پیدا کرنے والے راستوں سے بھی روک دیا گیا ہے۔

(۴) نصف شعبان کی شب بیداری

اس رات (یعنی شب براء ت) کو بیداری کے لیے خاص کر لینا بلا دلیل ہے تو اس طرح یہ بھی جملہ بدعات میں سے ایک ہوئی ۔ اس رات کے بارے میں پائی جانے والی تمام احادیث اہل علم کے نزدیک غیر صحیح ہیں۔ پھر اس رات کی بیداری' بدعت سے روکنے والی احادیث کے اعتبار سے درست نہ ٹھہری اور وہ احادیث ہر طرح کی بدعت کو شامل ہیں۔

---

[1] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں کے (عید کے) دو دن تھے جن میں وہ کھیل کود میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: "یہ دو دن کیسے ہیں؟" انھوں نے کہا کہ: "دور جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں لہو لعب میں مشغول رہتے تھے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اللہ نے تمھیں ان دو دنوں کے بدل دو بہتر دن عطا کیے ہیں۔" اور وہ عید الاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن ہیں: (ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب صلاۃ العیدین (ح ۱۱۳۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید اور خوشی کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ اور ان دو عیدوں کے علاوہ تیسری عید کا اضافہ دین میں زیادتی اور افتراء علی اللہ ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ماہ رجب کو روزوں کیلئے خاص کرنا یہ بھی نئی ایجادات میں سے ایک ہے' ماہ رجب کے روزوں کی فضیلت میں ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ سب ضعیف ترین ہیں جن پر نہ تو اعتبار ہی ہو سکتا ہے اور نہ مسئلے کا استنباط ہی' بلکہ اس کے برعکس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی نہی بیان کی جاتی ہے اور اس کی سند بھی قدرے اچھی ہے۔[1]

۶ کسی وقت کو عبادت کے لیے خاص کرنا دنوں یا ہفتوں یا کسی مہینے کو عبادات کے لئے بلا حکم شرعی خاص کر لینا' یہ خاص کر لینا بھی بدعات کے زمرے میں آتا ہے' کیونکہ کسی عبادت کا کسی موسم کے ساتھ خاص کرنا یہ صرف شرع کی جانب سے ہو سکتا ہے۔ تو دلائل کی رو سے جس قدر کوئی عبادت والا کام مشروع کیا گیا ہے وہ کیا جائے گا اور جس عبادت کے لیے کسی بھی وقت کو خاص نہیں کیا گیا اسے خاص نہیں کیا جائے گا۔ اپنی مرضی ہی سے اس عبادت کے لیے کوئی وقت خاص کر لینا اور پھر اسی وقت کے اندر رہتے ہوئے اس کام کو سرانجام دینا بدعات میں سے شمار ہو گا۔

۷ عبادت غیر شرعی طریقہ سے کرنا کسی بھی عبادت والے کام کو' جس سے قرب الٰہی حاصل کیا جا سکتا ہے اسے غیر شرعی بنیادوں پر کرنا۔ ایسے انداز عبادت بھی بدعات میں شمار ہوں گے اور بدعات تو شریعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[2] کے بموجب مذموم ہیں۔ اور ہر ایسا انداز عبادت جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو لیکن وہ انداز خود ساختہ ہو وہ گمراہی اور ضلالت ہی ٹھہرے گا۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ دینی معاملات میں کوئی بھی بدعت حسنہ نہیں بلکہ سب کی سب سیئہ ہی ہیں۔ ان بدعات کو

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ۳: ۱۰۲، مجمع الزوائد ۳: ۱۹۱ ... الطبرانی فی الاوسط۔

[2] مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ح ۸۶۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرانجام دینا اور ان پر کاربند رہنا جائز نہیں ہے' ہر طرح کی خیر تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ ہائے عبادات میں ہے یا پھر جو طریقے انہوں نے رسول ہدایت ﷺ سے پائے اور سیکھے ہیں' ان میں ہے۔

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی لائق توجہ ہے:

((كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَا تَعَبَّدُوْهَا فَإِنَّ الْأَوَّلَ لَمْ يَتْرُكْ لِلْآخِرِ مَقَالًا)) [1]

"عبادت الٰہی کا ہر وہ انداز اور طریقہ جسے اصحاب محمد ﷺ نے نہیں اپنایا تم اسے اختیار نہ کرنا کیونکہ پہلوں نے بعد میں آنے والوں کے لئے کسی بھی بات کی کمی نہیں چھوڑی۔"

---

[1] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مندرجہ ذیل واقعہ بھی قابل غور ہے:

اس کی ترجمانی کرنے والا سیدنا عبداللہ بن مسعود کا واقعہ ہے کہ وہ دین میں بعد میں ایجاد شدہ امر دیکھ کر کس قدر کڑھتے تھے' ناپسند کرتے تھے اور اس سے منع فرماتے تھے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسجد (کوفہ) میں ایک نیا کام ہوتا دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ چند لوگ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے۔ كَبِّرُوْا مِائَةً سو دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔ وہ سنگریزوں پر سو دفعہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ هَلِّلُوْا مِائَةً سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو' پھر وہ سو بار پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ سَبِّحُوْا مِائَةً سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھو' وہ سب مل کر سو بار پڑھتے ہیں۔ یہ خبر سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موقع پر پہنچ گئے اور ان لوگوں پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"تم یہ کیا کر رہے ہو؟" وہ بولے: "اے ابا عبدالرحمن! ہم سنگریزوں پر تکبیر' تہلیل اور تسبیح شمار کرتے ہیں۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم ان پر اپنی برائیاں شمار کرو۔ نیکیوں کا میں ضامن ہوں۔ کہ وہ ضائع نہیں ہوں گی۔ افسوس ہے تم پر اے امت محمد ﷺ! تم کس قدر جلد برباد ہو رہے ہو۔ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے بہت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے۔ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یا تو تمہارا طریقہ محمد کے طریقے سے بہتر ہے۔ یا تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔" وہ بولے: "اے ابا عبدالرحمن! ہم تو خیر کا ارادہ رکھتے ہیں (یعنی ثواب کی نیت سے =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

وَ كُلُّ خَيْرٍ فِي اتِّبَاعِ مَنْ سَلَفْ
وَ كُلُّ شَرٍّ فِي ابْتِدَاعِ مَنْ خَلَفْ

"اسلاف کے نقش قدم کی پیروی میں خیر ہی خیر ہے اور پچھلوں کی بدعتوں پر عمل پیرا ہونے میں شر ہی شر ہے۔"

= ہم تکبیر، تہلیل اور تسبیح پڑھ رہے ہیں) عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: "ہاں ہاں! نیکی کا ارادہ رکھنے والے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو (بوجہ احداث اور ابتداع کے) نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر آپ ناراض ہو کر وہاں سے چلے گئے۔" (مسند دارمی۔ مسند ۶۸۔۷۹)

غور فرمائیں کہ مسجد کے اندر یہ لوگ حلقہ باندھ کر بیٹھے اللہ کا خالص ذکر کر رہے ہیں۔ صحابیِ رسول اللہ ﷺ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر ناراض ہوئے۔ کیونکہ اس ہیئت میں یعنی حلقہ باندھ کر مسجد میں بیٹھ کر کنکریوں پر ذکر الٰہی کرنا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نہ ہوا تھا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پر انہوں نے کہا کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں نیک کام ہی احداث اور ابتداع کی صورت میں برباد ہو جاتے ہیں۔

حضرات! آج بھی جتنی بدعتیں جاری ہیں، جب ان سے منع کیا جاتا ہے تو اہل بدعت یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو نیک کام کر رہے ہیں۔

خبردار! یاد رکھیں کہ نیک کام صرف وہی ہے جو ختمی مرتبت ﷺ نے کیا، یا کرنے کو کہا۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا، نہ کرنے کو فرمایا۔ نہ اس کا وجود صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا۔ وہ کام ہرگز ہرگز نیک نہیں ہو سکتا۔ اس کام کو ہی بدعت کہتے ہیں۔ پھر ایجاد کردہ نیک کام سے بچو!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ انہوں نے مسجد میں حلقہ باندھ کر کنکریوں پر تسبیحیں پڑھنے پر ذاکرین کو روکا اور ڈانٹا۔ مسلمان بھائیو! سوچو کہ بالفرض اگر وہ صحابی رسول اللہ ﷺ آج آ جائیں اور عرسوں، قوالیوں، تیجوں، دسوں، چالیسووں، ختموں، درودوں، مولودوں، گیارہویوں، کونڈوں اور صدہا اور بدعتوں کو دیکھیں تو کیا کریں؟

بھولئے نہیں، کہ بدعت ہوتا ہی نیک کام ہے اور یہ نیک کام بدعت قرار پا کر اس لئے مردود اور بدعتی سزاوار عذاب ہو جاتا ہے کہ اس نیک کام پر مہر محمدی ﷺ نہیں ہوتی۔ وہ سکہ مدینہ کی ٹکسال سے ڈھلا نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل طہارت میں خطائیں

(۱) وضوء کی ابتدا میں نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا یہ درست نہیں ہیں' کیونکہ نیت کرنے کا مقام و محل صرف دل ہے' اس کے لیے زبان سے الفاظ کی ادائیگی ہمارے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے ثابت نہیں۔ شرعی نیت تو صرف یہ ہے: "وضوء کرنے والا صرف اپنے دل میں یہ نیت کرے کہ یہ وضوء نماز پڑھنے کے لئے اور قرآن پاک کو چھونے کے لئے یا اسی طرح کسی دوسرے کام کے لیے کر رہا ہے"بس یہی نیت ہے یا یوں سمجھ لیں!

"عبادت کی ادائیگی کے لیے دل کا ارادہ"

مزید یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے وضوء والی عبادت کی ابتدا صرف "بسم اللہ" سے کرنے کی ترغیب دی ہے۔[1] کسی اور چیز سے نہیں' تو وضوء کی ابتدا نیت کے جہری الفاظ سے کرنا نبی اکرم ﷺ کے حکم اور شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

(۲) وضوء و غسل کے احکام میں سستی کرنا وضوء اور شرعی غسل کرنے میں بے توجگی اور اپنی طہارت یا احکام طہارت کی معرفت میں تساہل و سستی برتنا۔ ایک مسلمان کو حتی المقدور ان کوتاہیوں سے بچنا چاہیئے' کیونکہ طہارت' وضوء اور غسل کا اہتمام' ہر بے وضوء اور بے طہارت آدمی کی صحت نماز کے لیے شرط ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنے واجب کی تکمیل (یعنی غسل یا شرط کی ادائیگی (یعنی وضوء کرنے) میں کوتاہی اور سستی کا مرتکب

---

[1] نسائي۔ كتاب الطهارة، باب التسمية عند الوضوء ح ۷۸ بلفظ "توضؤوا بسم الله"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا تو اس کی نماز ہی درست نہ ہو گی۔

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کو رسول معظم ﷺ نے یوں حکم دیا تھا: ((أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ)) کہ "وضو کو مکمل کر" اس حدیث پاک کو اصحاب السنن رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے' امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے [1] اور بخاری مسلم صحیحین میں یوں بھی آتا ہے:

((وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) [2]

"ایڑیوں کے لیے آگ سے بربادی ہو گی۔"

کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ ہے جو کبھی کبھار بھولے سے خشک رہ سکتی ہے تو اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے سوا دوسرے اعضائے وضوء کے لیے بھی یہی حکم ہے۔" [1] وضوء والے تمام اعضاء پر اچھی طرح پانی بہانا واجب ہے ماسوائے سر کے مسح کے' اس میں صرف سر کے اکثر حصے کا' کانوں سمیت مسح ایک بار ہی کافی ہو گا۔ اور کانوں کا مسح ایک مرتبہ ہی کافی ہو گا کیونکہ یہ کان بھی تو سر ہی کا حصہ ہیں۔

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الطهارة: باب في الاستنثار (ح ۱۴۲)
ترمذی۔ کتاب الصوم: باب ماجاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم (ح ۷۸۸)
نسائی۔ کتاب الطهارة: باب المبالغة في الاستنشاق (ح ۸۷)
ابن ماجه۔ کتاب الطهارة: باب تخليل الاصابع (ح ۴۴۸)
صحيح ابن خزيمة (۷۸/۱' ح ۱۵۰)

[2] بخاری۔ کتاب الوضوء: باب غسل الاعقاب (ح ۱۶۵)
مسلم۔ کتاب الطهارة: باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما (ح ۲۴۲)

[1] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے وضوء کیا اور اس کے پاؤں پر ایک ناخن جتنی جگہ خشک رہ گئی۔ تو جب نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس سے فرمایا "اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ" لوٹ جا اور اچھی طرح سے وضوء کر۔ چنانچہ وہ پلٹا اور دوبارہ وضوء کر کے نماز پڑھی۔
(مسلم۔ کتاب الطهارة: باب وجوب استيعاب جميع اجزاء محل الطهارة (ح ۲۴۳)
اس حدیث سے اچھی طرح دھیان کے ساتھ وضوء کرنے کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح یہ بات فرمان پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے :

((اَلاُذُنَانِ مِنَ الرَّأسِ)) [1]

''دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔''

اس لیے ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ وضوء کے احکام کو سیکھے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھو کر کامل مستجب وضوء کرے۔ اپنے نبی کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی وضوء کرنے میں پیروی کرتا رہے۔ تاکہ اس طرح اسے نماز سے فوائد و ثمرات حاصل ہو سکیں۔ جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے صحیح سند سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ فرمان نبوی ﷺ روایت کیا ہے :

((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَآ أَمَرَهُ اللّٰهُ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)) [2]

''جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وضوء کو مکمل کیا تو فرض نمازیں (اس کے لیے) دوسری نماز تک کے (کے گناہوں) کے لئے کفارہ بن جاتی ہیں۔''

وضوء کو مکمل کرنے کی فضیلت میں اور گناہوں کے لیے کفارہ بننے میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہے :

(۲۳) اعضائے وضوء کو تین بار سے زائد دفعہ دھونا

وضوء کرتے ہوئے تین بار سے زائد اعضائے وضوء کو دھونے میں وسوسے اور شک پیدا ہوتے رہنا۔

یہ شیطانی وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے' جبکہ اعضائے وضوء کو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ سے زائد کبھی نہیں دھویا۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں رسول اکرم

---

[1] ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ : باب الاذنان من الراس (ح ۴۴۳-۴۴۵)

[2] مسلم۔ کتاب الطہارۃ : باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبہ (ح ۲۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے وضوء فرمانے کی بابت موجود ہے کہ آپ نے تین تین بار اعضائے وضوء کو دھویا۔[1] لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے وضوء کو مکمل کر لینے کے بعد وسوسوں اور شکوک و شبہات کا شکار نہ ہو۔ اور شیطانی وساوس کو دور کرتے ہوئے تین بار سے زائد کبھی بھی پانی استعمال نہ کرے۔[2]

۴ پانی بہانے میں اسراف کرنا

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان مبارک کا عمومی معنی لیتے ہوئے پانی استعمال کرنے میں اسراف بھی منع ہے:

﴿ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ (الانعام: ۱۴۱)

"اور اسراف سے کام نہ لو یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

اس بارے میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی موجود ہے کہ وہ وضوء کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا تو آپ نے فرمایا: "وضو میں پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرو' تو وہ عرض کرتے ہیں "کیا وضوء میں پانی استعمال کرنے میں بھی اسراف ہوتا ہے؟" تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ہاں۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب الوضوء: باب الوضوء' ثلاثا ثلاثا (ح ۱۵۹)

[2] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے وضوء کے طریقے کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے وضوء میں تین تین بار اعضاء کو دھویا اور پھر فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

((ھکذا الوضوء فمن زاد علی ھذا فقد اساء و تعدی و ظلم))

وضوء اسی طرح ہے پس جس شخص نے اسپر زیادتی کی (تین مرتبہ سے زیادہ دھویا) تو اس نے غلط کیا اور (حد سے) تجاوز کیا اور اپنے آپ پر ظلم کیا۔

نسائی۔ کتاب الطھارۃ۔ باب الاعتداء فی الوضوء (ح ۱۴۰)

ابن ماجہ۔ کتاب الطھارۃ: باب ماجاء فی القصد فی الوضوء (ح ۴۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَ اِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھْرٍ جَارٍ)) [1]

"خواہ تو بہتے دریا پر ہی کیوں نہ ہو۔"

⑤ بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا

بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا یا کوئی ایسی چیز لے کر داخل ہونا جس میں اللہ کا ذکر تحریر ہو۔ یہ بھی مکروہ ہے۔ مسلمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرو رہے تھے کہ پاس سے ایک آدمی کا گذر ہوا اس نے آپ کو سلام کہا' آپ نے اس کا جواب نہ دیا [2]

⑥ سر کا مسح ایک بار سے زیادہ کرنا

یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی خلاف ورزی ہے' آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تو سر مبارک مسح صرف ایک بار ہی کرتے تھے' جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کے بیان میں ثابت ہے:

((وَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً)) [3]

"اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے سر مبارک کا مسح ایک بار ہی فرمایا۔"

---

[1] مسند احمد (۲/۲۲۱) ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ: باب ماجاء فی القصد فی الوضوء (ح ۴۲۵)
اس کی سند عبداللہ بن یزید کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔
صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی سے غسل کرتے تھے اور ایک مد پانی کے ساتھ وضوء کرتے تھے۔
(بخاری۔ کتاب الوضوء: باب الوضوء بالمد (ح ۲۰۱) مسلم۔ کتاب الحیض: باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة (ح ۳۲۵) ایک مد ۳/۴ لیٹر تک ہوتا ہے جبکہ صاع تقریباً ۳ لیٹر کے برابر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اسراف نہ کیا جائے البتہ طہارت و نظافت حاصل ہونی چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

[2] مسلم۔ کتاب الحیض: باب التیمم (ح ۳۷۰)

[3] ابو داؤد۔ کتاب الطہارۃ: باب صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح ۱۱۱)
ترمذی۔ کتاب الطہارۃ۔ باب ماجاء فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان؟ (ح ۴۸'۴۹) نسائی۔ کتاب الطہارۃ: باب غسل الوجہ (ح ۹۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی صحیح سند سے اسے روایت کیا ہے۔ بلکہ امام ابو داود رحمہ اللہ نے یہاں تک لکھا ہے: کہ سر کے مسح کی بابت' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تمام صحیح احادیث صرف ایک بار ہی مسح کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔[1]

⑦ گردن کا مسح کرنا یہ بھی خطاء اور غلطی ہے بلکہ بعض علماء نے تو اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے[2] اس سلسلے میں مرویات' منکرات اور موضوعات کے درجے کی ہیں[3] اگر کسی عالم نے گردن کا مسح لکھا بھی ہے تو اس پر حدیث کی عدم صحت مخفی رہی ہو گی۔ اس لئے گردن کا مسح کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے' لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے دین اور شریعت کی حفاظت کرنے کے لیے ایسے کاموں سے خبردار اور آگاہ رہنا چاہیئے۔

⑧ موزوں پر مسح کرنا موزوں کی نچلی جانب کا مسح یا موزوں کے اندر جرابوں پر بھی مسح کرنا۔ یہ خطاء اور جہالت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف موزے کے اوپر ہی مسح فرمایا ہے' جیسے کہ امام احمد رحمہ اللہ' امام ابو داود رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظُهُوْرِ الْخُفَّيْنِ))[4]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کی اوپر والی جانب ہی مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الطہارۃ: باب صفۃ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ حدیث ۱۰۸
[2] نیل الاوطار ۱/۱۹۳
[3] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی ۱/۹۹
[4] مسند احمد (۴/ ۲۴۷) ابو داؤد: کتاب الطہارۃ: باب کیف المسح ح ۱۶۱ ترمذی۔ کتاب الطہارۃ: باب ماجاء فی المسح علی الخفین ظاہرھما ح ۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح نقل فرمایا ہے: ''اگر دین رائے اور عقل کے مطابق ہوتا تو موزوں پر مسح اوپر والی جانب کی نسبت نیچے والی جانب زیادہ افضل ہوتا جبکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر صرف بالائی جانب مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے'' [1]

⑨ ہوا خارج ہونے سے استنجا کرنا

ہوا خارج ہونے سے استنجا نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو پیشاب اور پاخانے کے بعد ہوتا ہے۔

تو جس کی ہوا خارج ہو اس پر وضوء کرنے سے قبل استنجا کرنا لازم نہیں ہے جس طرح کہ بعض لوگ ایسے کر رہے ہیں۔ کیونکہ شرعی دلائل میں ہوا خارج ہونے کی وجہ سے استنجا کرنا وارد نہیں ہے۔ صرف اتنی بات ملتی ہے کہ ہوا خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ [2] اللہ تعالیٰ کا اس آسانی عطا فرمانے پر شکر ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ''ہوا خارج ہونے پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں استنجا کرنے کا حکم نہیں ہے' اس کے ذمے صرف وضوء کرنا ہے'' [3]

---

[1] ابو داؤد' کتاب الطہارۃ: باب کیف المسح (ح ۱۶۲)

[2] بخاری۔ کتاب الوضوء: باب لاتقبل صلاۃ بغیر طہور (ح ۱۳۵)

مسلم۔ کتاب الطہارۃ: باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ (ح ۲۲۵)

[3] المغنی لابن قدامۃ ۱/۲۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں پائی جانے والی خطائیں

① **بالکل نماز کو ترک کرنا** یہ کفر ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے) قرآن و حدیث اور اجماع امت کے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں:

قرآن پاک سے دلیل ' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اقدس:

﴿ فَإِنْ تَابُوْا وَ أَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ﴾ (التوبۃ: ۹/۱۱)

"پس اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔"

دوسرے مقام پر یوں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ ..... ﴾ (المدثر: ۷۴/ ۴۲۔ ۴۳)

"تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟" وہ کہیں گے "ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے......"

اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ حدیث پاک سے دلیل ' جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [1]

---

[1] مسلم۔ کتاب الایمان: باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ (ح ۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلمان آدمی اور شرک و کفر کے مابین (حد فاصل) صرف نماز ترک کرنا ہے۔"

اصحاب السنن نے سیدنا بریدہ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی فرمان رسول یوں قلمبند فرمایا ہے:۔

((اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) [1]

"ہمارے اور ان (کافروں مشرکوں) کے درمیان جو عہد ہے وہ صرف نماز والا ہے' تو جس نے اسے ترک کر دیا تو یقیناً اس نے کفر کیا۔"

امام احمد رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے [2] اور یہ حدیث صحیح ہے۔

اجماع امت سے دلیل' عبداللہ بن شقیق یوں فرماتے ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ اِلَّا الصَّلَاةَ" [3]

"اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر خیال نہ کرتے تھے ماسوائے نماز کے۔"

۳ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کی مخالفت ہے:

---

[1] ترمذی۔ کتاب الایمان : باب ماجاء فی ترك الصلاة (ح ۲۶۲۱)۔
نسائی۔ کتاب الصلاة : باب الحکم فی تارك الصلاة (ح ۴۶۴)
ابن ماجه۔ کتاب اقامة الصلوة : باب ماجاء فیمن ترك الصلاة (ح ۱۰۷۹)

[2] مسند احمد (۳۴۶/۵) صحیح ابن حبان (۱۴۵۴) مصنف ابن ابی شیبة (۳۴/۱۱) مستدرك حاکم (۷،۶/۱) وغیرها من کتب الاحادیث

[3] ترمذی۔ کتاب الایمان : باب ماجاء فی ترك الصلاة (ح ۲۶۲۲)
مستدرك حاکم (۷/۱) عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ الصَّلَاۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا)) (النساء : ۴/۱۰۳)
"نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔"

"موقوت" کا معنی یہ ہے کہ جو کام وقت کے حساب سے مقرر کیا گیا ہو۔ تو کسی عذر کے بغیر نماز کو اس کے وقت مقررہ سے لیٹ کرنا کبیرہ گناہ ہے' اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((تِلْکَ صَلَاۃُ الْمُنَافِقِ : یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ ' حَتّٰی اِذَا کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ' قَامَ فَنَقَرَھَا اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا)) [1]

"اور ایسی نماز تو منافق کی نماز ہے' جو بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے (یعنی غروب کے قریب جا پہنچتا ہے) تو کھڑا ہو کر کوے کی طرح چار ٹھونگیں مارتا ہے (یعنی جلدی جلدی سجدے کرتا ہے) ان چار رکعات میں اللہ تعالیٰ کو برائے نام یاد کرتا ہے۔"

جب ایسی نماز منافق کی نماز ہوئی' تو اس آدمی کی نماز کیسی ہو گی جو بلا عذر ہی نماز کا سارا وقت گذار کر پڑھتا ہے؟ بلکہ کئی ایک علماء کرام نے تو یہ فتویٰ بھی دیا ہے کہ جس آدمی نے فرضی نماز کا وقت نکال کر' اسے پڑھا اور اس کا وقت پر ادا کرنے کا ارادہ بھی نہ تھا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔"

۳۰ نماز باجماعت ادا کرنے میں سستی کرنا

باجماعت نماز میں شریک ہو سکنے والے آدمیوں کا' باجماعت نماز کو ہمیشہ یا بعض اوقات ترک کرنا۔ نماز کے متعلق حکم یہ ہے کہ اسے مساجد میں باجماعت ادا کیا جائے جماعت میں شامل ہونا واجب ہے سوائے اس آدمی کے جسے کوئی

---

[1] مسلم۔ کتاب المساجد : باب استحباب التکبیر بالعصر (ح ۶۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی عذر با جماعت نماز سے پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ)) [1]

”جس نے اذان سنی پھر وہ با جماعت نماز کی ادائیگی کے لئے نہ آیا تو اس کی نماز نہ ہو گی ماسوائے عذر شرعی کے۔“

اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہ اللہ نے قوی سند سے روایت کیا ہے: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یوں فرمایا ہے: کہ اس کی سند امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط کے مطابق ہے“

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک با جماعت نماز کی ادائیگی کے لئے بنیادی دلیل ہے:

﴿ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ﴾ (البقرۃ: ۲/۴۳)

”اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔“

متفق علیہ (یعنی بخاری و مسلم کی) حدیث پاک کے الفاظ اس طرح ہیں:

((ثُمَّ أُخَالِفُ إِلٰى رِجَالٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ)) [2]

”پھر میں ان لوگوں کے پاس چلا جاؤں جو فرضی نماز کی جماعت میں حاضر نہیں ہوئے انہیں گھروں سمیت ہی جلا کر راکھ کر دوں۔“

(۲) نماز میں عدم طمانیت

یہ ایسی مصیبت ہے جو عام ہو چکی ہے حالانکہ یہ واضح نافرمانی ہے۔ کیونکہ یہ طمانیت' نماز کا ایک

---

[1] ابن ماجہ۔ کتاب المساجد: باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة' ح ۷۹۳۔ مستدرک حاکم (۱/۲۴۵)

ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب التشدید فی ترک الجماعة (ح ۵۵۱ باختلاف یسیر)

[2] بخاری۔ کتاب الاذان: باب وجوب صلاۃ الجماعة (ح ۶۴۴' ۲۴۲۰)

مسلم۔ کتاب المساجد: باب فضل صلاۃ الجماعة و بیان التشدید فی التخلف عنها' (ح ۶۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکن ہے جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ مسی الصلاۃ والی حدیث [1] اس بات پر ظاہر وباہر دلیل ہے اور طمانیت کا مفہوم یہ ہے: کہ نمازی اپنے رکوع' قومہ' سجدے اور جلسہ میں ایسا اطمینان پائے اور اتنی دیر لگائے کہ اس کی ہڈیاں اپنے اپنے مقام پر سیدھی ہو جائیں' اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف اتنی جلدی منتقل نہ ہوں یہاں تک کہ اسے اطمینان مل جائے اور اس کا ہر جوڑ اپنے ٹھکانے پر سیدھا ہو جائے' اور نبی اکرم ﷺ نے اس کو مسی الصلاۃ کو جلد بازی کرنے والے کو عدم طمانیت کی بناء پر یوں فرمایا تھا:

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان: باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا (ح ۷۵۷) مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ (ح ۳۹۷) عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث مسی الصلاۃ امت مسلمہ کے نزدیک بڑی ہی معرکۃ الاراء' اور میزان علم میں بڑی وقعت کی حامل رہی ہے۔ یہ حدیث اپنی مکمل شکل میں کسی بھی روایت میں موجود نہیں اس لیے ذیل میں اسے افادہ عام کے لیے مکمل شکل میں سارے ضروری الفاظ کے ساتھ درج کیا جا رہا ہے۔

حدیث "المسیٔ صلاتہ" اور اس کا ترجمہ رفاعہ بن رافع اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور ہم لوگ بھی آپ کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے' کہ ایک دیہاتی جیسا انسان مسجد میں در آیا' اور قبلہ کا استقبال کر کے نبی ﷺ کے قریب دو ہلکی رکعتیں بغیر رکوع اور سجود کے اتمام کے ادا کیں۔اور نماز ادا کرنے کے بعد آ کر نبی ﷺ اور بقیہ لوگوں سے سلام کیا۔

تو نبی ﷺ نے "و علیکم السلام" کے بعد اس سے فرمایا کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں'پس اس نے جا کر پہلے جیسی پھر نماز پڑھی' اور نبی ﷺ اسے بغور دیکھنے لگے' لیکن وہ نہیں جان سکا کہ اس سے نماز میں کیا خطاء ہو رہی ہے۔

پس جب نماز پوری کر چکا تو اس نے پھر آ کر نبی ﷺ اور بقیہ لوگوں سے سلام کیا' تو نبی ﷺ نے "و علیکم السلام" کہنے کے بعد پھر اس سے فرمایا کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی' اس طرح اس شخص نے تین بار نماز کو دہرایا۔

وہ ہربار آتا اور نبی ﷺ سے سلام کرتا' اور نبی ﷺ "و علیکم السلام" کہنے کے بعد ارشاد فرماتے کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو' کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی' پس لوگ خوفزدہ ہو گئے اور ان پر یہ بات گراں گذری کہ جو ہلکی نماز پڑھے اس کی نماز ہی نہ ہو تو اس شخص نے کہا کہ میں نہیں جان =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= سکا کہ مجھ سے نماز میں کیا غلطی ہو رہی ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا' مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنے کا ڈھنگ نہیں آتا' میں نے تو اپنی پوری کوشش صرف کر دی اب آپ ہی مجھے بتائیں اور سکھائیں' کیونکہ میں انسان ہوں خطا اور صواب دونوں ہی کا مجھ سے امکان ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ : سنو جب نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضوء کرو' کیونکہ جب تک حسب ارشاد باری تعالیٰ اچھی طرح وضوء نہ کیا جائے تب تک کسی کی نماز نہیں ہوتی' یعنی وہ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے' اور سر کا مسح کرے' اور اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھوئے۔

آپ نے فرمایا : پھر اذان دے کر اقامت کہو' اور جب قبلہ رخ کھڑے ہو تو' "اللہ اکبر" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تمجید بیان کرو' پھر سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور (سورت یا آیات ملا کر) پڑھو۔

اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ پھر قرآن میں سے وہ پڑھے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو اور آسان ہو' اور اگر قرآن یاد نہ ہو تو "الحمد للہ" "اللہ اکبر" "لا الہ الا اللہ" کہا کرو۔

پھر "اللہ اکبر" کہتا ہوا اس طرح رکوع کرے کہ اس کے سارے جوڑوں کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے اور جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ دراز رکھو۔ پھر "سمع الله لمن حمده" کہتا ہوا اس طرح سیدھا کھڑا ہو کہ ساری ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں۔

پھر "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ ریز ہو۔

اور اپنے چہرے اور پیشانی کو زمین پر اچھی طرح رکھے کہ اس کے جسم کے جوڑوں کو بالکل سکون و اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر "اللہ اکبر" کہتا ہوا اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر اپنے مقعد پر ٹھیک طور سے بیٹھ جائے۔ اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ : جب تم اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔

پھر "اللہ اکبر" کہنے کے بعد سجدہ ریز ہو اور اپنا چہرہ اس طرح زمین پر رکھے کہ اس کے جسم کے ہر جوڑ کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے۔ پھر اپنا سر اٹھائے اور "اللہ اکبر" کہے۔ اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے : جب تم درمیان نماز بیٹھو تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر تشہد کیا کرو۔ اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے . پھر جب اس کے بعد کھڑے ہو تو ایسے ہی کرنا یہاں تک کہ تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔

اس طرح نبی ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا' اور فرمایا کہ : جس نے ایسا نہ کیا اس کی نماز کامل نہ ہو گی۔ اور جب ایسا کرے گا تو اس کی نماز کامل ہو گی۔

اور اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کرو گے تو اسی کے بقدر تمہاری نماز میں کمی واقع ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) [۱]

"واپس پلٹ' اور نماز پڑھ' کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔"

سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث' مسی الصلاۃ میں الفاظ اس طرح بھی موجود ہیں :

((ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَرْكَعُ فَيَضَعُ كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهٗ وَ تَسْتَرْخِيَ ثُمَّ يَقُوْلُ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ' وَيَسْتَوِي قَائِمًا حَتّٰى يَأْخُذَ كُلُّ عَظْمٍ مَأْخَذَهٗ)) [۲]

"پھر وہ اللہ اکبر کہتا' اور رکوع کرتا' اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتا' یہاں تک کہ اس کے جوڑ مطمئن ہو جاتے اور ڈھیلے ڈھالے ہو جاتے' پھر کھڑے ہوتے ہوئے یوں کہتا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور اس طرح سیدھا کھڑا ہو جاتا کہ اس کی ہر ہڈی اپنے اپنے مقام پر پہنچ جاتی۔"

⑤ نماز میں خشوع کا فقدان اور حرکات کی بہتات کا رجحان

خشوع کا دل میں اہتمام کیاجاتا ہے جبکہ اعضاء کے سکون اور عدم حرکت سے اس کا ظہور ہوتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری پیش کی جاتی ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی اسی خوبی کی بنا پر یوں تعریف فرمائی ہے :

﴿ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾ (المومنون : ۲/۲۳)

"جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔"

---

[۱] بخاری۔ کتاب الاذان : باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا (ح ۷۵۷)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ (ح ۳۹۷)

[۲] ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب صلاۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود (ح ۸۵۷'۸۵۸)

ترمذی۔ کتاب الصلاۃ : باب ماجاء فی وصف الصلاۃ (ح ۳۰۲)

نسائی۔ کتاب' التطبیق : باب الرخصۃ فی ترک الذکر فی السجود (ح ۱۱۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انبیائے کرام علیہم السلام کی بایں الفاظ مدح فرمائی ہے :

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّ كَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ۹/۲۱)

”یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔“

لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ وہ اپنے اعضاء کو سکون میں رکھے وہ اپنے دل میں خشوع اختیار کرے تاکہ اسے نماز کا پورا پورا اجر و ثواب مل سکے' جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں آتا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ :

”آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے لیکن اسے نماز سے صرف دسواں حصہ ثواب ملتا ہے یا پھر نواں حصہ' آٹھواں حصہ' ساتواں حصہ' چھٹا حصہ' پانچواں حصہ' چوتھا حصہ' تیسرا حصہ یا پھر آدھا حصہ ثواب ملتا ہے۔“[1]

اور اجر و ثواب میں کمی کی وجہ نمازی کے دل میں خشوع کا فقدان' اور ہاتھوں کی انگلیوں یا دیگر اعضاء سے حرکات کرتے رہنا ہے۔

⑥ نماز میں امام سے سبقت لے جانا یا دانستہ اس کی مخالفت کرنا

یہ چیز نماز کو یا اس رکعت کو باطل کر دینے والی ہے' جس نے اپنے امام سے قبل رکوع کر لیا تو اس کی وہ رکعت باطل ہو گئی' مگر اس صورت میں رکعت ہو سکتی ہے کہ امام کے پیچھے دوبارہ رکوع کر لے یعنی جب امام سلام پھیر لے تو یہ کھڑا ہو اور امام سے پہلے رکوع کرنے والی رکعت دوبارہ لوٹائے۔ اسی طرح نماز کے باقی ارکان کا معاملہ ہے' نمازی

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء في نقصان الصلاۃ (ح ۷۹٦) اس حدیث کو امام ابو داود رحمہ اللہ' امام نسائی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی پر اپنے امام کی متابعت اور پیروی کرنا اور اس کی اقتداء میں رہنا واجب ہے لہٰذا اس سے آگے نہ بڑھے اور نہ ہی کسی ایک رکن یا زیادہ ارکان میں اس سے پیچھے ہی رہے۔ یہ اس لئے ہے' جو امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) روایت کیا ہے:

((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ: فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَلَا تُكَبِّرُوْا حَتّٰى يُكَبِّرَ' وَ إِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَلَا تَرْكَعُوْا حَتّٰى يَرْكَعَ ......)) [1]

"امام تو صرف اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی اور اقتداء کی جائے: پس جب وہ تکبیر(یعنی اللہ اکبر) کہے تو تم بھی تکبیر کہو' تم اس کی تکبیر کہنے سے قبل تکبیر مت کہو' اور جب وہ رکوع میں جھک جائے تب تم بھی رکوع میں جھکو اور اس کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں مت جانا......" الحدیث۔

(اس حدیث کی اصل بخاری و مسلم میں ہے [2] اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے) [3]

جبکہ بھول جانے والا اور مسئلے سے نا آشنا قابل معافی ہیں۔

﴿۷﴾ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی کھڑے ہونے

فوت شدہ رکعات کو پورا کرنے کے لیے'

امام کے دوسرا سلام پورا کرنے سے پہلے ہی کھڑے ہو جانا [4]

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب الامام یصلی من قعود (ح ۶۰۳)

[2] بخاری۔ کتاب الاذان: باب ایجاب التکبیر و افتتاح الصلاۃ (ح ۷۳۴)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب ائتمام المأموم بالامام (ح ۴۱۴)

[3] بخاری۔ حوالہ سابق (ح ۷۳۲) مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۴۱۱)

[4] جناب خواجہ محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "قد قامت الصلاۃ" صفحہ ۵۱۹ پر مسبوق کے =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۸﴾ نماز شروع کرتے وقت نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا

یہ بدعت ہے اور بدعات کے حرام ہونے پر قرآن و سنت سے دلائل قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی نماز کی نیت کو جہراً نہیں پڑھا۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ ''زاد المعاد'' یا ''الھدی النبوی'' میں یوں رقمطراز ہیں:

''آپ (ﷺ) جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے' اس سے قبل آپ کچھ بھی نہ پڑھتے' اور کبھی بھی آپ ﷺ نے نیت کے الفاظ زبان سے نہیں بولے۔ اور نہ آپ نے کبھی یوں ہی کہا ہے کہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے لیے فلاں نماز پڑھنے لگا ہوں' قبلہ کو منہ کرنے والا ہوں' رکعات کی تعداد چار ہے' میں امام ہوں یا مقتدی اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ نے یوں ہی کہا ہے: کہ نماز ادا ہے یا قضاء' اور نہ کبھی وقت نماز کا نام لیا۔ اس طرح یہ تقریباً دس بدعتیں بنتی ہیں' رسول اللہ

= متعلق فرماتے ہیں:

جو شخص بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہو اسے اپنی بقایا رکعتیں آخری رکعتیں سمجھ کر پوری کرنی چاہئیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ جونہی امام لفظ سلام کے ساتھ گردن کو گھماتا ہے۔ تو اسی وقت وہ نماز سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور مسبوق کا رابطہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔ عموماً مسبوق حضرات اس وقت تک بیٹھے انتظار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ امام بائیں طرف بھی سلام نہیں پھیر لیتا۔ حالانکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ سلام کے وقت اگر مسبوق کی اقتداء جاری ہے تو پھر اسے سلام پھیرنا چاہیئے کیونکہ مقتدی کے لیے امام کی اقتداء ضروری ہے اور اگر اقتداء قائم نہیں رہی تو پھر اسے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے۔ بیٹھے رہنے کا کیا مطلب؟ انتھی!۔

میں نے ایک دفعہ حافظ عبدالحمید اظہر حفظہ اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کیا تھا کہ مسبوق کو کب کھڑا ہونا چاہیئے۔ جب امام دونوں طرف سلام پھیرے اس وقت یا پہلے سلام پر ہی تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اگر امام نے ایک ہی طرف سلام پھیرنا ہو تو؟

یعنی کیا مقتدی دوسرے سلام کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھا ہی رہے گا کھڑا نہیں ہو گا۔ اور یہ کہ جب امام نے سلام پھیر دیا تو اس کی اقتداء ختم۔ (کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے کسی نے بھی ان میں سے ایک لفظ بھی بیان نہیں کیا' بلکہ کسی صحابی سے بھی ایسا منقول نہیں ہے اور نہ ہی تابعین میں سے کسی نے اسے مستحسن قرار دیا ہے اور نہ ہی چاروں اماموں نے اس بارے میں کچھ فرمایا ہے۔ کسی صحیح سند سے اور نہ ہی کسی ضعیف سند سے' مسند اور نہ مرسل ہے......[1]

⑨ نماز میں سورۃ الفاتحہ کی قراءت نہ کرنا

اس کا پڑھنا' نماز کا رکن ہے جس نے سورۃ الفاتحہ کی قراءت نہ کی اس کی نماز درست نہیں ہو گی۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی وجہ سے سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((مَنْ صَلّٰى صَلاَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلاَثًا غَيْرُ تَمَامٍ))[2]

"جس نے کوئی بھی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ کی قرائت نہ کی تو وہ نماز "خداج" ہو گی تین بار آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ یعنی پوری نہ ہو گی۔"

جبکہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث بھی موجود ہے:

((لَا صَلاَةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))[3]

"جس نے سورہ الفاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔"

امام احمد رحمہ اللہ' امام ابوداؤد رحمہ اللہ' اور امام ابن حبان نے فرمان پیغمبر ﷺ یوں بھی بیان کیا ہے۔

---

[1] زاد المعاد(۱/۲۰۱)

[2] مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ (ح ۳۹۵)

[3] بخاری۔ کتاب الاذان : باب وجوب القراءۃ الامام والماموم فی الصلوات کلھا (ح ۷۵۶)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ (ح ۳۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ خَلْفَ اِمَامِكُمْ ؟ قُلْنَا : نَعَمْ، قَالَ : لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهٗ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا)) [1]

"شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراء ت کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : سوائے سورۃ الفاتحہ کے نہ پڑھا کرو' کیونکہ جس نے یہ سورت نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔"

۱۰ رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا یہ بھی منع ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے :

((اَلَا وَاِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا......)) [2]

"خبردار! مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قراء ت قرآن سے روک دیا گیا ہے"

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے :

((نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِه وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا)) [3]

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔"

---

[1] مسند احمد (۵/۳۲۲) ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب من ترك القراءۃ في صلاته بفاتحة الكتاب (ح ۸۲۳)

ترمذی۔ کتاب الصلاۃ : باب ماجاء في القراءۃ خلف الامام (ح ۳۱۱)

[2] مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب النهي عن قراءۃ القرآن في الركوع والسجود (ح ۴۷۹)

[3] مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب النهي قراءۃ القرآن في الركوع والسجود (ح ۴۸۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(11) دورانِ نماز نگاہیں اِدھر اُدھر گھمانا

حالت نماز میں نگاہ کو آسمان کی جانب اٹھانا' یا پھر بلاضرورت ہی دائیں بائیں نگاہوں کو پھیرتے رہنا۔

نگاہ کو آسمان کی جانب بلند کرنے سے روکا گیا ہے بلکہ اس کے مرتکب کو وعید بھی سنائی گئی ہے' جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمان نبوی۔ صلی اللہ علیہ وسلم) بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلاَةِ أَوْ لَا تُرْجَعُ إِلَيْهِمْ))[1]

"جو لوگ حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں انہیں باز آ جانا چاہیے یا پھر ان کی نگاہیں واپس نہ کی جائیں گی۔"

باقی رہی بات' نماز میں بلا ضرورت دائیں بائیں مڑنے کی' جب وہ کسی جانب مکمل طور پر نہ مڑے تو اس سے بندے کی نماز میں نقص واقع ہو جاتا ہے' اور اگر کسی جانب مکمل طور پر التفات کرے تو اس سے نماز ہی باطل ہو جائے گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت نماز میں التفات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ اخْتِلاَسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلاَةِ الْعَبْدِ))[2]

"یہ تو دھوکے سے جھپٹا مارنا ہے' جسے شیطان بندے کی نماز سے دھوکہ دیتے ہوئے جھپٹنے کی کوشش کرتا ہے۔"

جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے یوں بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے:

---

[1] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب النهي عن رفع البصر الى السماء في الصلاة (ح ۴۲۸)

[2] بخاری۔ کتاب الاذان: باب الالتفات في الصلاة (ح ۷۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِیَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاۃِ فَاِنَّهٗ هَلَكَةٌ)) (الحدیث) [1]

”تو نماز میں دائیں بائیں مڑنے سے بچ کر رہ‘ کیونکہ یہ تو باعث ہلاکت ہے۔“

التفات کے بارے میں اور بھی احادیث وارد ہیں۔

﴿۱۴﴾ نماز میں اقعاء کرنا یا سجدے کی حالت میں بازوؤں کو بچھانا

اقعاء سے بھی منع کیا گیا ہے (اقعاء سے مراد بیٹھنے کی ایسی حالت ہے کہ آدمی اپنی سرینوں پر بیٹھ کر اپنی رانیں اور پنڈلیاں کھڑی رکھے) جیسا کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے‘ کہتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین کام کرنے سے روکا ہے:

(۱) مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے سے (یعنی جلدی جلدی سجدے کرنے سے)

(۲) کتے کی طرح اقعاء کرنے سے

(۳) لومڑی کی طرح التفات (دائیں بائیں دیکھنے) سے [2]

رسول اللہ ﷺ نے نمازی آدمی کو سجدے میں اپنے بازو اس طرح بچھانے سے منع فرمایا ہے جس طرح کوئی درندہ بچھاتا اور پھیلاتا ہے۔ مسلم شریف میں موجود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث [3] کا یہی اختصار ہے۔ جبکہ ترمذی مسند اور احمد وغیرہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک اس طرح ہے۔

((اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ الْكَلْبِ)) [4]

---

[1] ترمذی۔ کتاب الجمعة : باب ماذکر فی التفات فی الصلاۃ (ح ۵۷۹) اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔ لیکن اوپر والی روایت اس کی شاہد ہے۔ یعنی تائید کرتی ہے۔

[2] مسند احمد (۳۱۱/۲) امام المنذری رحمہ اللہ اور امام الہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

[3] مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب ما یجمع صفة الصلاۃ (ح ۴۹۸)

[4] مسند احمد (۳۱۵/۳) ترمذی کتاب الصلاۃ : باب ماجاء فی الاعتدال فی السجود (ح ۲۷۵) ابن ماجه۔ کتاب اقامة الصلوات : باب الاعتدال فی السجود (ح ۸۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم میں سے جب کوئی سجدہ کرے تو اعتدال سے کرے اور کتے کی مانند اپنے بازو نہ بچھائے۔"

(۳) ایسے باریک کپڑے پہننا جن سے ستر پوشی بھی نہ ہو

ایسے باریک کپڑے زیب تن کرنے والے کی نماز باطل ہوتی ہے کیونکہ ستر پوشی صحت نماز کے لیے شرط ہے' صحیح موقف کے مطابق مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک قابل پردہ حصہ ہے' اسی طرح ایک کندھا یا دونوں کندھوں کو ڈھانپنا بھی واجب ہے[1] اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں:

﴿ يَا بَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ (الاعراف: ۳۱/۷)

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔"

صرف ایک ہی کپڑا جو ستر کو ڈھانپ لینے کے ساتھ ساتھ کندھوں کو بھی ڈھانپ لے کفایت کر جاتا ہے۔ جس طرح سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جس کے کناروں کو آپ نے کندھوں پر بھی رکھا ہوا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے[2] امام ابن قدامہ رحمہ اللہ یوں رقمطراز ہیں:

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "تم میں کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو(یعنی کندھے ڈھانپے ہوئے ہوں")

(بخاری۔ کتاب الصلاۃ: باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ (ح ۳۵۹) مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی ثوب واحد وصفۃ لبسہ (ح ۵۱۶) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں سر ڈھانپنا ضروری اور نہ ہی شریعت میں اس کی کوئی اہمیت ہے۔ اگر سر ڈھانپنا ضروری ہوتا تو اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان فرماتے۔

[2] بخاری۔ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ (ح ۳۵۵' ۳۵۶)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی ثوب الواحد وصفۃ لبسہ (ح ۵۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایسے کپڑے جو انسانی بدن کی رنگت کو چھپا دیں وہ پہننے واجب ہیں ۔ لیکن ایسے کپڑے جو بہت ہلکے اور باریک ہوں جن کے پہننے کے باوجود بدن کی سرخی یا سفیدی نظر آتی ہو ان میں نماز جائز نہیں' کیونکہ ان سے مقصود (ستر پوشی) حاصل نہیں ہوا۔"[1]

۴ عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا

عورت کا حالت نماز میں سر پر دوپٹہ نہ لینا یا پاؤں کو نہ ڈھانپنا۔ عورت کا پورا جسم ہی ماسوائے چہرے کے نماز کے دوران ڈھانپنا ضروری ہے اگر مردوں کے قریب سے گذرنے یا کسی دوسری وجہ سے عورت اپنے چہرے کو بھی ڈھانپ لے تو پھر بھی کوئی حرج کی بات نہیں (بلکہ ضروری و واجب ہے) بہرحال اسے ایسا دوپٹہ اوڑھنا جو سر اور سینے کو ڈھانپ سکے واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان گرامی کی وجہ سے :

((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ))[2]

"اللہ تعالیٰ جوان بالغہ عورت کی نماز کو دوپٹے کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔"

درج ذیل حدیث کی بنا پر قدموں کو ڈھانپنا بھی واجب ہے۔

((اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ))[3]

"عورت کا پورا وجود قابل ستر ہے۔"

---

[1] المغنی (۲/۲۸۶-۲۸۷)

[2] مسند احمد (۲۱۸/۶) ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب المراۃ تصلی بغیر خمار (ح ۶۴۱)
ترمذی۔ کتاب الصلاۃ : باب ماجاء لاتقبل صلاۃ المراۃ الحائض الابخمار (ح ۳۷۷)
ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ : باب اذا حاضت الجاریۃ لم تصل الابخمار (ح ۶۵۵)
صحیح ابن خزیمۃ (ح ۷۵۵)

[3] ترمذی۔ کتاب الرضاع : باب (۱۸) استشراف الشیطان المراۃ اذا خرجت (ح ۱۱۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مفہوم کی ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے محمد بن زید بن قنفذ سے روایت کی ہے جسے انہوں نے اپنی والدہ سے بیان کیا ہے، فرماتی ہیں کہ: میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا تھا کہ دوپٹے اور ایسے لمبے قمیض میں نماز پڑھے جو پاؤں کی بالائی سطح کو بھی ڈھانپ لے۔[1]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی اسی معنی و مفہوم میں ہے:

((یُرْخِیْنَهٗ ذِرَاعًا))[2]

"کہ عورتیں ایک ہاتھ تک اپنی چادر لٹکائیں (تاکہ پاؤں چھپ جائیں اور نظر نہ آئیں۔"

﴿۱۵﴾ نمازی کے سامنے سے گزرنا اور گردنیں پھلانگنا

نمازی کے آگے سے گزرنا خواہ وہ منفرد ہو یا امام اور جمعہ کے روز گردنوں کو پھلانگ کر آگے جانا

نمازی اور اس کے سترہ کے درمیان میں سے گذرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگر اس نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو تو اسے سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ سترہ کے پیچھے سے گزرا جا سکتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے سیدنا ابو جہیم بن الحارث رضی اللہ عنہ سے مروی فرمان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

((لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ))[3]

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب فی کم تصلی المراۃ (ح ۶۳۹)۔ علامہ البانی صاحب نے ضعیف قرار دیا ہے (ضعیف ابوداؤد مشکاۃ البانی ۱/۲۳۸)

[2] ترمذی۔ کتاب اللباس: باب ماجاء فی جر ذیول النساء (ح ۱۷۳۱)

نسائی۔ کتاب الزینۃ: باب ذیول النساء (ح ۵۳۳۸)

[3] بخاری۔ کتاب الصلاۃ: باب اثم المار بین یدی المصلی (ح ۵۱۰)

مسلم۔ کتاب الصلوۃ: باب منع المار بین یدی المصلی (ح ۵۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اسے کتنا زیادہ گناہ ہو گا تو وہ اس کے آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس دن' ماہ' سال) تک وہاں کھڑا رہنے کو زیادہ بہتر سمجھے' باقی رہا خطبہ جمعہ کے دوران لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے والا معاملہ' تو یہ لوگوں کو اذیت پہنچانے والا ہے' جبکہ لیٹ وہ خود ہوا ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی ایک آدمی سے یوں فرمایا تھا:

((اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَ اٰنَيْتَ)) [1]

"یہیں بیٹھ جاؤ تو نے تکلیف پہنچائی ہے جبکہ خود تو ابھی آ رہا ہے۔"

اس لیے گردنوں کو پھلانگنا منع ہے' مسجد میں داخل ہونے والا اگر ذرا آگے کشادگی پائے تو بلا اذیت پہنچائے وہاں چلا جائے ورنہ مجلس کے آخر ہی میں بیٹھ جائے۔ [2]

﴿۱۶﴾ حالت رکوع میں شامل ہونے والے کا تکبیر چھوڑنا

امام کے ساتھ حالت رکوع میں شامل ہونے والے کا تکبیر تحریمہ چھوڑنا۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ تکبیر تحریمہ کہنا نماز کا ایک رکن ہے۔ نمازی پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے' اس کے بعد امام

---

[1] مسند احمد۔ (۱۸۸/۴) واللفظ لہ۔ ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ (ح ۱۱۱۸)

نسائی۔ کتاب الجمعۃ : باب النھی عن تخطی رقاب الناس (ح ۱۴۰۰)

[2] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو ہمیں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے (یعنی گردنیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھتے بلکہ مجلس کے آخر میں ہی قریب ہو کر بیٹھ جاتے)۔ ابو داؤد۔ کتاب الادب : باب فی التحلق (ح ۴۸۲۵) ترمذی۔ کتاب الاستئذان : باب (۲۹) فی الثلاثۃ الذین اقبلوا فی مجلس .... (ح ۲۷۲۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ حالت رکوع میں داخل ہو اور یہی تکبیر تحریمہ ہی' تکبیر رکوع کی جگہ کام آ سکتی ہے' اور اگر تکبیر تحریمہ اور رکوع کی طرف جانے والی تکبیر الگ الگ کہہ لے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے جس طرح کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کو جاتے تو پھر تکبیر کہتے۔" [1]

17 امام کو حالت تشہد یا سجدہ میں پاکر پیروی نہ کرنا

مسجد میں داخل ہونے والے کے لیے یہ بہترین حل ہے کہ امام کو جس حالت میں پائے' سجدے میں یا کسی اور حالت میں' اس کیساتھ شامل ہو جائے۔ جس طرح کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی روایت کیا ہے:

((اِذَا جِئْتُمُ الصَّلَاةَ وَ نَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا)) [2]

"جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدے کی حالت میں ہوں تو تم بھی سجدے میں شامل ہو جاؤ۔"

ایسے آدمی کا سجدے میں ساتھ شامل نہ ہونا' اللہ کی اس (سجدے والی) پسندیدہ اور محبوب ترین عبادت سے محروم رہنا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں حکم دیا ہے:

((اِذَا اَتَى اَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالْاِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ))

"جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو جس حالت میں امام کو پائے اسی

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان: باب التکبیر اذا قام من السجود (ح ۷۸۹)
مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلاۃ (ح ۳۹۲)

[2] ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع (ح ۸۹۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں شامل ہو جائے۔"[1]

اس حدیث کا معنی و مطلب پہلے والی حدیث کا ہی ہے۔ ابو داود میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کو تقویت دے رہی ہے:

((لَا أَرَاهُ عَلٰى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِنَّ مُعَاذًا سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً كَذٰلِكَ فَافْعَلُوْا))[2]

"میں نے معاذ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے والی حالت پر ہی دیکھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: بے شک معاذ رضی اللہ عنہ نے تمہارے لیے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے اب سے تم بھی اسی طرح ہی کرنا۔"

﴿۱۸﴾ نماز کی بجائے دوسرے کاموں میں مشغول رہنا

یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آدمی دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رہا ہے خواہش نفس کی پیروی اور دنیاوی کاموں کی مصروفیت کو اطاعت الٰہی پر فوقیت دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت برت رہا ہے یہ تو اس آدمی کے لیے وبال اور خسارے کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ۝ ﴾ (المنافقون: ۶۳/۹)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔"

---

[1] ترمذی۔ کتاب الجمعۃ: باب ماذکرفی الرجل یدرك الامام وهو ساجد کیف یصنع (ح ۵۹۱)

[2] ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب کیف الاذان (ح ۵۰۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ ﴾ (النور: ۲۴/ ۳۷)

"ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز و ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی' وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آ جائے گی۔"

کوئی بھی کام جو نماز سے مشغول کر دے یا سستی و غفلت کی طرف لے جائے جیسا کہ رات کو زیادہ دیر تک جاگتے رہنا یا ایسے ہی دوسرے کام' تو یہ حرام کی طرف لے جانے والے اسباب و وسائل بھی حرام ہوتے ہیں۔ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی راہ راست کی ہدایت بخشنے والے ہیں۔

﴿۱۹﴾ لباس یا گھڑی وغیرہ کو بے مقصد ہاتھ لگانا

تو یہ کام خشوع کے منافی ہے۔ ابھی مسئلہ نمبر5 کے ضمن میں خشوع کے دلائل ذکر کر کے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو خشوع کے منافی ہونے کی وجہ سے دوران نماز کسی کنکری وغیرہ کو چھونے سے بھی منع فرمایا ہے' آپ کا فرمان گرامی ہے:

((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ)) [1]

"جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو کسی کنکری وغیرہ کو مت چھوئے کیونکہ رحمت الٰہی اس کے سامنے آ رہی ہے۔"

کبھی کبھار تو ایسی بے مقصد اور لایعنی حرکات نماز سے ہی نکال دیتی ہیں تو اس صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے۔

---

[1] مسند احمد (۵/ ۱۵۰) ابوداؤد' کتاب الصلاۃ ، باب مسح الحصا فی الصلاۃ (ح ۹۴۵) صحیح ابن حبان (۲۲۷۳) ابن خزیمہ (۹۱۳) ترمذی (۳۷۹) شرح السنۃ (۶۶۳) بلوغ المرام شیخ =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۰﴾ نماز میں بلا ضرورت ہی آنکھوں کو بند کرنا

اور یہ مکروہ ہے' امام ابن القیم رحمہ اللہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں "نماز میں آنکھوں کو بند رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے' البتہ فقہاء کے مابین اس کے مکروہ ہونے میں کچھ اختلاف ہے۔"

① امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا یہودی کرتے تھے۔

② فقہاء کی ایک جماعت نے اسے مکروہ سمجھنے کی بجائے مباح سمجھا ہے اور یوں کہتے ہیں "کہ بعض اوقات خشوع کے حصول کی خاطر ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ یہی خشوع تو دراصل نماز کی روح' اس کا مخفی راز اور مقصود و مطلوب ہے۔"

امام ابن القیم کے بقول پھر راہ اعتدال یہ ہے:

"اگر آنکھوں کو کھلا رکھنا خشوع میں خلل انداز نہیں ہوتا تو یہ افضل عمل ہے' اگر نمازی کے خشوع کے درمیان قبلہ کی جہت میں تحسین و تزئین یا آرائش وغیرہ جیسی کوئی چیز دل کی تشویش وغیرہ کا سبب بنے تو آنکھوں کو بند کر لینا بالکل مکروہ نہیں ہو گا۔ ایسی حالت میں اسے مباح سمجھنے والوں کا مؤقف اصول شریعت اور مقاصد شرع تک پہنچنے کے لئے دوسرے کراہت والے مؤقف سے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔"[1]

= البانی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے (ضعیف ابو داؤد)

اس کی شاہد سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھتے ہوئے کنکریوں کو مت ہٹاؤ اور اگر ضروری کرنا ہو تو صرف ایک بار ایسا کرو" ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب مسح الحصا فی الصلاۃ (ح ۹۴۶) و ھو متفق علیه بلفظ مختلف انظر بخاری (۱۲۰۷) مسلم (۵۴۶) اس کی سند میں ابوالاحوص کو ابن حبان نے کتاب الثقات میں درج کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن خزیمہ اور حافظ ابن حجر نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ترمذی اور امام بغوی نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور اس کا بخاری (۱۲۰۷) اور مسلم (۵۴۶) میں اس کا شاہد ہے۔ (ابوالحسن مبشر احمد ربانی)

[1] زاد المعاد (۱/ ۲۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۱﴾ نماز میں کھانا' پینا یا ہنسنا'

فرضی نماز کے دوران کھانا یا پینا بالاجماع نماز کو باطل کر دینے والا ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ اس طرح رقمطراز ہیں:

"اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نمازی کو کھانا یا پینا منع ہے' اور مستند علماء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جس نے عمداً (دانستہ) فرضی نماز کے دوران کچھ کھا لیا یا پی لیا وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔"[1]

اسی طرح امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے ہنسنے کی وجہ سے نماز کے باطل ہونے پر بھی اجماع نقل فرمایا ہے۔

﴿۲۲﴾ زیادہ بلند آواز سے قراءت کرنا

اتنی بلند آواز سے قراءت کرنا جس سے آس پاس والوں کو تشویش لاحق ہو۔

نمازی کا اپنے آپ کو سنا لینا تو مستحب ہے لیکن کسی دوسرے نمازی یا کسی قرآن کی تلاوت کرنے والے کو جہری قراءت سے پریشان کرنا جائز نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یوں روایت نقل کی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی اور دوران نماز ایک آدمی کو سورۃ الاعلی پڑھتے ہوئے سنا' نماز سے فارغ ہونے پر آپ نے دریافت فرمایا: کہ "تم میں سے پڑھنے والا کون ہے؟" ایک آدمی بولا: "میں ہوں" تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں سمجھا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔"[2]

تو علماء کرام نے اس کلام سے نمازی کے لیے بلند آواز سے پڑھنے کو ناپسند سمجھا

---

[1] المغنی (۲/۳۹۲)

[2] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب نہی المأموم عن جہرہ بالقراءۃ خلف امامہ (ح ۳۹۸) و دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی آدمی قرآن کی تلاوت کر رہا ہو اور باقی لوگ نفلی نماز میں مصروف ہوں تو اسے اتنی بلند آواز سے تلاوت نہیں کرنی چاہیۓ کہ انہیں بھی مشغول کر دے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک شب صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے پاس تشریف لائے جو سحری کے وقت نمازیں پڑھ رہے تھے تو آپ سرکار(ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم میں سے ہر کوئی اپنے پروردگار سے سرگوشی میں مصروف ہے لہٰذا کوئی بھی بلند آواز سے قراءت نہ کرے۔" [1]

(۲۳) نمازیوں کا مزاحمت کر کے ایک دوسرے کو تنگ کرنا

اور یہ بھی اذیت کی وجہ سے منع ہے' نمازی کو وہاں کھڑے ہو جانا چاہیۓ جہاں پر جگہ ختم ہو رہی ہے۔ ہاں اگر اس سے آگے جگہ نظر آتی ہو اور وہاں تک آسانی سے پہنچنا بھی ممکن ہے تو وہاں پر چلا جائے [2] جمعہ کے روز خاص طور پر اس طرح آگے بڑھنا یہ بھی منع ہے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے صفوں کو کراس کرتے ہوئے آدمی کو یوں فرمایا تھا:

---

[1] موطا امام مالک (۸۰/۱) کتاب الصلاۃ : باب العمل فی القراءۃ (ح ۲۸)
ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل (ح ۱۳۳۲)
وقول ابن تیمیۃ رحمہ اللہ "فی" مجموع فتاوی ابن تیمیۃ"(۶۴/۲۳)۔

[2] کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے اگلی (پہلی) صف کو مکمل کرو پھر اس کے بعد والی کو پورا کرو۔ اور اگر کوئی کمی وغیرہ ہے تو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہیۓ۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب تسویۃ الصفوف (ح ۶۷۱) نسائی۔ کتاب الامامۃ : باب الصف المؤخر (ح ۸۱۹)
اور جو شخص صف کو ملاتا (پورا کرتا) ہے تو اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "جو صف کو ملائے گا' اللہ تعالٰی بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا۔"
(ابوداؤد۔ حوالہ سابق (ح ۶۶۶) نسائی (ح' ۸۲۰) اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر اگلی صف میں جگہ ہو تو پیچھے والوں کی نماز نہیں ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَ اٰنَيْتَ)) [1]

"یہاں پر ہی بیٹھ جا' تو نے تکلیف پہنچائی ہے جبکہ ابھی (دیر سے) آیا ہے۔"

(۳۲) صفوں کو برابر نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے نماز کو قائم رکھنے کے لیے یوں حکم دیا ہے:

﴿ وَ أَقِيْمُوا الصَّلَاةَ ﴾ (النور: ۵۶/۲۴)

"اور نماز قائم کرو۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے یوں حکم دیا ہے:

((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) [2]

"اپنی صفوں کو برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا اقامت صلاۃ میں سے ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ ہی نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت بیان کی ہے:

((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ)) [3]

"تم ضرور اپنی صفوں کو برابر کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔"

بہت سی احادیث میں صفوں کو برابر کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب آئی ہے۔

---

[1] مسند احمد (۱۸۸/۴) واللفظ له' ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ (ح ۱۱۱۸) نسائی۔ کتاب الجمعۃ: باب النهی عن تخطی رقاب الناس (ح ۱۴۰۰)

[2] بخاری۔ کتاب الاذان: باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ (ح ۷۲۳) مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب تسویۃ الصفوف (ح ۴۳۳)

[3] بخاری۔ کتاب الاذان: باب تسویۃ الصفوف عندالاقامۃ و بعدها (ح ۷۱۷) مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب تسویۃ الصفوف (ح ۴۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵ دورانِ سجدہ قدموں کو اٹھانا یہ بھی حکم کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ثبوت ہے:

((أُمِرَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْضَآءَ وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا: اَلْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ)) [1]

"نبی اکرم ﷺ کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ملا ہے' اس کی طرح بالوں اور کپڑوں کو بھی نہ سمیٹیں' (سات اعضاء یہ ہیں) پیشانی(ناک سمیت) دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔"

نمازی آدمی کو دونوں قدموں پر سجدہ کرنے کا حکم ملا ہے۔ اور اس کی کامل و مکمل صورت یہ ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے۔ [2]

ہر قدم میں سے کم از کم ایک عضو یعنی ایک انگلی کو زمین پر ضرور لگائے رکھنا یہ آخری درجہ ہے' اگر اس نے حالت سجدہ میں ایک قدم کو بھی زمین سے اٹھائے رکھا تو اس کا سجدہ صحیح نہیں ہو گا(کیونکہ سات اعضاء حالت سجدہ میں پورے نہ ہوئے)

۲۶ دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھتے ہوئے نحر تک بلند کر لینا اور یہ خلاف سنت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے ہوئے سینے پر باندھتے

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان: باب السجود علی سبعة اعظم (ح ۸۰۹)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب اعضاء السجود (ح ۴۹۰)

[2] سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اسی طرح رکھتے کہ بازو نہ تو زمین پر بچھے ہوتے اور نہ ہی جسم کے ساتھ ملے ہوتے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوتیں۔ (بخاری۔ کتاب الاذان: باب سنة الجلوس فی التشھد (ح ۸۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے [1] یہ حدیث ضعیف طرق سے مروی ہے لیکن ایک دوسری کو تقویت دیتے ہوئے درجہ حسن تک آ پہنچتی ہے۔ تو اس حدیث سے ماحصل یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں کو "وسط صدر" یا "قرب قلب" باندھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق قلب بھی تو صدر (سینے) ہی میں واقع ہے۔

﴿ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴾ (الحج: ۲۲/۴۶)

"........ مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

دونوں ہاتھوں کو سینے سے بھی اوپر "نحر" یعنی حلق تک لے جانا خطاء ہے اور خلاف سنت بھی۔ ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ﴾ (الکوثر: ۱۰۸/۲) کی تفسیر میں جو علی رضی اللہ عنہ سے ہاتھ باندھنے کی بابت بیان کیا جاتا ہے۔ وہ ضعیف ہے قابل حجت نہیں۔

﴿۲۷﴾ سجدے کو جاتے ہوئے یا اس سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا

یہ اس مشہور سنت مبارکہ کے خلاف ہے جو اکثر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے منقول ہے جنہوں نے رفع الیدین کے مقامات و مواقع کو بیان کیا ہے۔ مسلمان کو صرف اسی معروف سنت رسول کا ہی التزام کرنا چاہیئے۔ اور نماز میں رفع الیدین کے صرف چار مقامات ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے ساتھ۔

(۲) رکوع کرتے وقت۔

(۳) رکوع سے اٹھنے کے بعد

(۴) تیسری رکعت کے لیے قیام کے بعد

جس طرح کہ شیخین (امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ) نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما

---

[1] عن وائل بن حجر صحیح ابن خزیمة (ح ۴۷۹)

عن هلب الطائی رضی الله عنه مسند احمد (۲۲۶/۵ز)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کو شروع فرماتے تو اپنے کندھوں کے برابر تک رفع الیدین فرماتے' پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے' اور جب رکوع سے سر کو اوپر اٹھاتے [1] بخاری شریف ہی کی دوسری روایت میں یوں ہے:

((وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ)) [2]

"جب سجدہ فرماتے تو یوں نہ کرتے اور جب سجدے سے سر کو اوپر اٹھاتے تب بھی ایسے نہ کرتے یعنی رفع الیدین نہ کرتے۔"

اور مسلم شریف میں الفاظ اس طرح ہیں:

((وَلَا یَفْعَلُهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ)) [3]

یعنی "جس وقت آپ سجدے سے سر کو اوپر اٹھاتے تو یوں نہ کرتے۔"

نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ رَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ)) [4]

"جب وہ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے' ابن عمر رضی اللہ عنہما اس فعل کو نبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب فرماتے۔"

ان چاروں مقامات پر رفع الیدین کرنا کئی ایک احادیث سے صحیح ثابت ہے۔ [5]

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان: باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواء (ح ۷۳۵)

[2] بخاری۔ کتاب الاذان: باب الی این یرفع یدیه؟ (ح ۷۳۸)

[3] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب استحباب رفع الیدین حذوالمنکبین...... (ح ۳۹۰/۲۲)

[4] بخاری۔ کتاب الاذان: باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین (ح ۷۳۹)

[5] سجدوں میں رفع الیدین کرنے کی روایت سنن نسائی میں سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لیکن اس کی سند میں قتادہ راوی مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ اس عدم تصریح سماع کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے اور بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایات میں اس کے خلاف مروی ہے۔ کما مر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۸﴾ نماز میں عدم طمانیت اختیار کرنا

بعض ائمہ کا نماز پڑھانے میں جلدی کرنا اور عدم طمانیت کا اظہار کرنا اور مقتدی کو نماز میں اطمینان لینے اور سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا موقع نہ دینا' خصوصاً آخری رکعات میں۔

امام اپنی نماز کی خوبصورتی کا' پیش امام ہونے کی وجہ سے' مسئول ہے۔ سنت کا متلاشی رہنا اس پر لازم و واجب ہے۔ طمانیت کا اظہار نماز کا رکن رکین ہے'[1] امام و پیشوا ہونے کی وجہ سے اس اطمینان کی اہمیت اس کے لیے اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا بھی نماز کا رکن ہے اس لیے مقتدی کو اس کے پڑھنے کا موقع دینا امام پر واجب ہے۔ طمانیت اور قراءۃ فاتحہ کے رکن ہونے کے دلائل (مسئلہ نمبر۴ اور مسئلہ نمبر۹ میں) گزر چکے ہیں۔

﴿۲۹﴾ سجدہ میں ساتوں اعضاء زمین پر رکھنے کا اہتمام نہ کرنا

ساتوں اعضاء (پیشانی ناک سمیت' دونوں ہاتھوں کے اندرونی حصے' دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں) پر سجدے کا اہتمام نہ کرنا۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اس طرح سنا ہے:

((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ : وَجْهُهُ وَ كَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَ قَدَمَاهُ))[2]

www.KitaboSunnat.com

"جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ' دونوں ہتھیلیاں' دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔"

---

[1] حدیث مسیء الصلاۃ اس کی واضح دلیل ہے' جو کہ پچھلے صفحات میں مکمل گذر چکی ہے

[2] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب اعضاء السجود والنہی عن کف الشعر والثوب (ح ۴۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صاحب المنتقی رحمہ اللہ اور امام المزی رحمہ اللہ نے بھی مسلم شریف کے حوالے سے نقل کیا ہے) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے "پیشانی' پر۔" اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناک کی طرف اشارہ فرمایا۔ دونوں ہاتھوں ' دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں پر [1]

کچھ لوگ سجدے کی حالت میں اپنی پیشانی اور اپنی ناک کو زمین پر نہیں ٹکاتے یا اپنے قدموں کو زمین سے اٹھا لیتے ہیں یا اپنے ہاتھوں کو زمین پر درست نہیں رکھتے۔ یہ سب امور شرعی حکم کی خلاف ورزی ہیں۔

احکام صلاۃ کی معرفت میں بے اعتنائی برتنا

مسلمان کو جو کرنا چاہیئے یہ اس کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نماز ہی تو عملی ارکان اسلام میں سے سب سے اہم عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے ﴿ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ ﴾ (بنی اسرائیل : ۷۸/۱۷) "اور نماز کو قائم کرو" تقریباً ستر(۷۰) آیات میں ایسا ہی حکم ہے' تو احکام صلاۃ کی واقفیت اور معرفت کے بغیر اس کو قائم رکھنا ممکن ہی نہیں۔ اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت کو جانے بغیر یہ ممکن ہے احکام نماز کی معرفت کے ضمن میں' شروط نماز' ارکان نماز' واجبات نماز باجماعت نماز کے احکام' سجدہ سہو کے مسائل وغیرہ سب شامل ہیں' جن سے عدم واقفیت اسلام کو گوارا نہیں۔ ان مذکورہ احکامات کی معرفت فرض ہے۔ [2] یہ

---

[1] بخاری۔ کتاب الاذان : باب السجود علی الانف (ح ۸۱۲)

مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب اعضاء السجود (ح ۲۳۱/۴۹۰)

[2] اللہ تعالیٰ نے نماز کا صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ اس کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ (البقرہ : ۲۳۹/۲) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی طریقہ نماز سیکھنے پر زور دیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ((صلوا کما رایتمونی اصلی)) نماز اسی طرح پڑھو' جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (بخاری۔ کتاب =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تو ممکن ہے کہ مسلمان کی ان احکامات و مسائل سے بے پروائی اور بے اعتنائی برتنا' کہیں نماز کو باطل اور فاسد کرنے والے کاموں سے غافل ہی رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والے اور توفیق مرحمت فرمانے والے ہیں:

(۳۱) تا (۳۴) سورۂ فاتحہ میں غلطیوں کا خیال نہ رکھنا

سورۃ الفاتحہ کی قراءت اور اس کی قراءت میں غلطیوں کا خیال نہ کرنا (مثلاً: "العالمین" میں "ل" پر زیر پڑھ جانا' "اھدنا" کے ھمزہ پر زبر پڑھنا' "انعمت" کی "ت" پر پیش پڑھنا وغیرہ

مذکورہ بالا یا پھر ایسی ہی دوسری قراءت کی غلطیاں جو نماز میں خلل ڈالنے والی ہیں' ان سے بچنا واجب ہے' ایسی غلطیوں کے مرتکب کو عہدہ امامت پر فائز نہیں رکھنا چاہیئے۔ جب اس سے ایسی غلطیوں کا صدور ہوتا ہے جیسے "انعمت" کی "ت" پر پیش پڑھے وغیرہ ایسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

= الاذان : باب الاذان للمسافر (ح ۶۳۱)

نبی کریم ﷺ نے اپنے قول کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی اس کی اہمیت کا عام پرچار کیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی قیام اور رکوع منبر پر کیا (سجدہ منبر سے اتر کر کیا اور دوبارہ منبر پر چڑھ گئے) اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا:

((انما صنعت هذا لتا تموا بي ولتعلموا صلاتي))

"میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ تم نماز ادا کرنے میں میری اقتداء کر سکو اور میری نماز کی کیفیت معلوم کر سکو۔" (بخاری۔ کتاب الجمعة : باب الخطبة علی المنبر (ح ۹۱۷)

مسلم۔ کتاب المساجد : باب جواز الخطوة والخطوتین فی الصلاة (ح ۵۴۴)

اس سے نماز سیکھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق علم حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ جس قدر کسی انسان کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہو گی وہ اسی قدر اجر و ثواب کا زیادہ حقدار ہو گا۔ اور جس قدر اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مختلف ہو گی اسی قدر کم اجرو ثواب حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ٹھیک سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵ نماز میں انگلیاں بجانا

انگلیوں کے پٹاخے نکالنا یا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا۔ یہ بھی ان ممنوعہ کاموں میں سے ہیں جو حالت نماز میں مکروہ ہیں۔ انگلیوں کے پٹاخے نکالنے کے بارے میں ابن ابی شیبہ میں' شعبہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "حسن سند" سے یہ مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب ہی نماز پڑھی اور میں نے اپنی انگلیوں کے پٹاخے نکالے تو جب میں نے اپنی نماز کو مکمل کر لیا تو مجھے فرمانے لگے: تیری ماں نہ رہے! تو نماز کے دوران ہی انگلیوں کے پٹاخے نکال رہا تھا؟ [1]

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الصَّلَاۃِ فَلَا یُشَبِّکَنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ فَاِنَّهٗ فِی صَلَاۃٍ)) [2]

"جب تم میں سے کوئی وضوء بنا کر' نماز پڑھنے کے ارادے سے گھر سے نکلے تو وہ اپنی انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالے کیونکہ وہ اب بھی نماز میں ہے۔"

امام دارمی رحمہ اللہ' امام حاکم رحمہ اللہ وغیرہ نے سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مرفوعا بیان کیا ہے:

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (۳۴۳/۲) "ابن ماجہ (ح ۹۶۵) میں بھی پٹاخوں کی نہی کے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت موجود ہے لیکن وہ ضعیف ہے' لائق استدلال نہیں ہے۔

[2] مسند احمد (۲۴۱/۴) ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی الھدی فی المشی الی الصلاۃ (ح ۵۶۲)

ترمذی۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی کراھیۃ التشبیک بین الاصابع فی الصلاۃ (ح ۳۸۶ والحدیث حسن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ، فَلَا يَفْعَلْ هٰكَذَا وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) [1]

"جب تم میں سے کوئی گھر سے وضوء کر کے مسجد کو آئے' تو واپس جانے تک وہ نماز ہی میں ہے' تو وہ ایسے نہ کرے اور آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔"

اس کی سند ظاہراً صحیح ہے شبک (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنے) کے بارے میں اور بھی احادیث ہیں جو ایک دوسری کو مضبوط کرتی ہیں۔

اونٹ کے بیٹھنے کی طرح سجدے کے لیے جھکنا

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر اپنے دونوں ہاتھ' پھر اپنی پیشانی اور ناک کو زمین سے لگاتے۔"

یہی وہ صحیح طریقہ ہے جسے شریک نے عاصم بن کلیب سے' اس نے اپنے باپ سے' اس نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ سجدہ فرماتے اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنوں کو نیچے لگاتے تھے' اور جب اوپر اٹھتے تو اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔"

آپ کے اس عمل کے خلاف کسی نے روایت بیان نہیں کی۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ابن المنذر رحمہ اللہ سے یوں بیان کیا ہے' کہ جنھوں نے ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنے کا کہا ہے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امام نخعی رحمہ اللہ' مسلم بن یسار رحمہ اللہ' امام ثوری رحمہ اللہ' امام شافعی رحمہ اللہ' امام احمد رحمہ اللہ' امام

---

[1] مستدرک حاکم (۲۰۶/۱) سنن دارمی (۳۲۸/۱) ابن خزیمہ (ح ۴۴۷)

12967

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ' امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اور اہل کوفہ ہیں۔ [1]

۴۷ اہل کی موجودگی میں نا اہل کو امامت کے لیے آگے کرنا

نماز کی امامت کے لیے ایسے شخص کو آگے کرنا جو اس منصب کا اہل نہ ہو جبکہ ان میں اس سے بہتر آدمی بھی موجود ہو۔ امامت سے جو بات مقصود ہے یعنی امام صاحب کی اقتداء اور پیروی' یہ اس کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں امام کو قاری قرآن اور سمجھدار ہونا چاہیے۔

((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَءُ هُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ......)) [2]

"قوم کی امامت وہ کروائے جو ان میں سے کتاب اللہ کا زیادہ پڑھنے والا ہو۔"

اہل علم نے امام کے غیر اہل ہونے کے لیے چند باتیں بطور رہنمائی تحریر فرمائی ہیں:

(۱) جو شخص قراءت قرآن کو عمدہ طریقے سے پڑھ نہ سکتا ہو۔

(۲) جو اعلانیہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہو۔

(۳) جس کی سیرت و کردار قابل تعریف نہ ہو۔

(۴) بدعتی یا فاسق و فاجر ہو وغیرہ۔

اگر ایسے آدمی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں گے تو مقتدیوں کی نماز درست ہو گی۔ [3] واللہ اعلم۔

---

[1] صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۴۔ ۲۰۵۔

[2] مسلم۔ کتاب المساجد: باب من احق بالامامۃ؟ (ح ۶۷۳)

[3] ایسے آدمی کو مستقل امام نہیں بنانا چاہیے۔ لیکن اگر پہلے سے ہی امام بنا ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجود کا بیان

پھر نبی ﷺ "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ ریز ہوتے۔ اور "مسی صلوۃ" (نماز خراب کرنے والے) کو اس کے کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کسی شخص کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہہ کر بالکل سیدھا کھڑا نہ ہو جائے' اور پھر "اللہ اکبر" کہہ کر نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ سجدہ نہ کرے۔ اور آپ نے جب سجدہ کرنا ہوتا تو پہلے "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور کرتے۔

دونوں ہاتھوں کے بل سجدہ ریز ہونے کا بیان

نبی ﷺ سجدہ میں جاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھتے۔ [1] اور اس کے کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے: "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ اونٹ کی طرح نہ بیٹھے' بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے۔" [2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا مؤقف اور نقطہ نظر کئی وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے۔ اسی لیے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری' شیخ احمد شاکر' شیخ ناصرالدین البانی اور شیخ شعیب و عبدالقادر ارناؤوط وغیرہ' نے ان کا رد کیا ہے' جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ان کی پہلی دلیل وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت شریک بن عبداللہ قاضی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یہ روایت ابو داود (۸۳۸) ترمذی (۲۶۸) نسائی (۱۰۹۰) اور ابن ماجہ (۸۸۲) وغیرہ میں ہے۔

۲۔ ابو داؤد (۸۴۰)اور نسائی (۱۰۹۱'۱۰۹۴) کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی وہ استدلال کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں اور جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے" وہ کہتے ہیں کہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھتا ہے۔ تو پہلے ہاتھ رکھنے کی ممانعت ہوئی اور حدیث کا آخری حصہ پہلے حصے کے مخالف ہے۔ بلکہ یوں ہونا چاہیے تھا کہ گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھے۔ اس روایت کے راوی سے سبقت لسانی واقع ہوئی ہے۔"

حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جانوروں کے گھٹنے اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں اور وہ بیٹھتے ہوئے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر لگاتے ہیں(حیاۃ الحیوان لسان العرب اور غریب الحدیث للسرقسطی)

اور گھٹنے پہلے رکھنے کی ہی حدیث میں ممانعت ہے۔ اس طرح حدیث کے پہلے حصے اور دوسرے =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

= حصے میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

سجدے کو جاتے ہوئے گھٹنے پہلے رکھنے کی ایک دلیل تو یہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور دوسری دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسے ابن خزیمہ (۶۲۷)حاکم (۲۲۶/۱) دار قطنی (۳۴۴/۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھا کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً بصیغہ جزم ذکر کیا ہے۔ دیکھئے بخاری (قبل ح ۸۰۳) ان کے علاوہ دیگر صحابہ اور سلف صالحین سے بھی یہی مروی ہے۔ اور یہی اقرب الی الصواب ہے۔ وللتفصیل (تحفة الاحوذی (۲۲۹/۱) ترمذی بتحقیق احمد شاکر (۵۸/۱۔۵۹) صفة الصلاة(۱۰۷) "تمام المنة للالبانی (۱۹۴۔۱۹۵) اور تحقیق زاد المعاد(۲۲۵/۱) (نصیر احمد کاشف)

لـه ابن خزیمہ (۱/۷۶/۱) دار قطنی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور اس کے خلاف جو حدیث ...... گھٹنوں کو زمین پر پہلے رکھا جائے ...... آئی ہے وہ ضعیف ہے، اور امام مالک اس کے قائل ہیں، اور "تحقیق ابن الجوزی (۲/۱۰۸)" میں امام احمد سے بھی اسی طرح منقول ہے، اور مروزی نے اپنے "مسائل (۱/۱۴۷/۱)" میں امام اوزاعی سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ : میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے ہیں۔

٢ـه ابوداود۔ فوائد تمام (ق ۱/۱۰۸) اور بسند صحیح سنن نسائی صغری اور سنن نسائی کبری(ملک عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ میں موجودہ فوٹو اسٹیٹ (۱/۱۵۷)'امام عبدالحق اشبیلی نے "احکام الکبریٰ (۱/۱۵۷)" میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور "کتاب التہجد (۱/۵۶)" میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی گزشتہ اس کی مخالف حدیث سے زیادہ بہتر ہے۔ بلکہ یہ حدیث اور اس معنی کی دیگر حدیثیں اس حدیث صحیح اور اس سے پہلے والی حدیث کی مخالف ہونے کے ساتھ سنداً بھی ضعیف ہیں، جیسا کہ "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ" (۹۲۹)" اور ارواء الغلیل (۳۵۷)" میں اسے میں نے بیان کیا ہے۔

واضح ہو کہ اونٹ کی مخالفت کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سجدے میں جاتے وقت زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے جائیں، کیونکہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو اپنے گھٹنے زمین پر پہلے رکھتا ہے، اور اس کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، جیسا کہ لسان العرب اور دیگر کتب لغات میں مرقوم ہے، =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸ قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں کرنا

اور یہ بھی ظاہر نقص ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ اسے غلطی سے پاک و مبرا پڑھا جائے' ہر ایک مسلمان کو تلاوت کرنے میں خوبصورتی اور عمدگی بنانے یعنی تجوید و قراءت کے اصولوں کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴾ (المزمل: ۷۳/۴)

"اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔"

اور دوسری جگہ یوں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴾* ۷۵/۱۸)

"جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قراءت کو غور سے سنتے رہو۔"

ان کا یہی معنی ہے کہ دوران تلاوت' حرکات کی درست ادائیگی' تلفظ کی واضح

= اور امام طحاوی بھی "مشکل الآثار" اور "شرح معانی الآثار" میں اسی کے قائل ہیں' اور یہی قول امام قاسم سرقسطی رحمہ اللہ کا بھی ہے' چنانچہ انہوں نے "غریب الحدیث (۲/۷۰/۱-۲) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں اڑیل اونٹ کی طرح ہرگز نہ بیٹھے۔ امام سرقسطی فرماتے ہیں کہ یہ بات سجدہ میں جانے کی حالت کے متعلق ہے' ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازی اپنے کو اس طرح نہ پھینکے جس طرح اڑیل اونٹ بے اطمینانی سے اپنے دونوں پیروں کو یکے بعد دیگرے توڑ کر سوار کو مشقت میں ڈال کر بیٹھتا ہے' بلکہ سجدے میں جانے کے لئے باطمینان پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے' پھر اس کے بعد اپنے گھٹنوں کو' جیسا کہ اس کی تفصیل ایک مرفوع حدیث میں آئی ہے۔ پھر امام قاسم نے مذکورہ بالا حدیث ذکر فرمائی۔ مگر علامہ ابن قیم کا یہ کہنا حیرت انگیز ہے کہ یہ بات غیر معقول ہی نہیں بلکہ عربوں کے یہاں غیر معروف بھی ہے۔ مگر ہم نے جو حوالے وغیرہ ذکر کئے ہیں اسے ملاحظہ فرمایا جائے' ان سے ابن قیم کی اس بات کی تردید ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو شیخ تویجری پر رد میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی اور غلطیوں سے مکمل اجتناب کا خیال رکھا جائے' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کے مطابق جو آدمی اپنی نیت اور ارادے کو خالص کر لے اس کی فضیلت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَ هُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)) [1]

"قرآن پاک میں مہارت رکھنے والا' نیکوکار بزرگ لکھنے والے فرشتوں کے ہمراہ ہو گا اور جو آدمی اس حال میں قرآن پڑھتا ہے کہ دوران قراءت اسے دشواری ہوتی ہے (اٹک اٹک کر بولتا ہے) اس کے لیے دوہرا (دوگناہ) اجر ہو گا۔"

۳۹ بعض مردوں کا عورتوں سے پیچھے والی صف میں نماز پڑھنا

یہ بھی مکروہ کاموں میں سے ایک ہے۔ یہ کام حرم مکی (یعنی خانہ کعبہ) میں ہو یا غیر حرم میں' دونوں جگہوں پر برابر ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں یہ فیصلہ موجود ہے کہ عورتوں کی صفیں مردوں کی صفوں کے پیچھے ہونی چاہئیں [2] آدمی کے کسی عورت کے پیچھے نماز پڑھنے سے۔ خشوع و خضوع کے ختم ہونے اور نماز میں خلل واقع ہونے' کہ اسے دیکھنا وغیرہ جیسے خدشات موجود ہیں۔ لہٰذا کبھی بھی کسی آدمی کو عورتوں کی صفوں کے پیچھے صف نہیں بنانی چاہیئے۔ ہاں البتہ جہاں اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو جیسے کہ نماز عید یا نماز جمعہ یا کسی ایسی ہی دوسری نماز میں' اچانک مجبوراً شامل ہونا پڑ جائے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب التفسیر : تفسیر سورة عبس (ح ۴۹۳۷)

مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین : باب فضل الماهر بالقرآن (ح ۷۹۸ واللفظ له)۔

[2] بخاری۔ کتاب الاذان : باب المرأة وحدها تکون صفا (ح ۷۲۷)

مسلم۔ کتاب المساجد : باب جواز الجماعة فی النافلة (ح ۶۵۸، ۶۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰ عورتوں کا بناؤ سنگار کر کے یا خوشبو لگا کے مسجدوں کی طرف آنا

یہ بھی اعلانیہ منکرات میں سے ہیں جن کا ماہ رمضان اور دوسرے عام مہینوں میں مشاہدہ کیا گیا ہے' یہ عورت تو صرف اپنے فریضہ نماز کی ادائیگی اور اپنے پروردگار کی عبادت کرنے کی خاطر آئی ہے۔ اپنی زیب وزینت یا کپڑوں کی نمائش کی خاطر تو نہیں آئی۔ بسا اوقات مرد حضرات ان چیزوں کو دیکھتے رہتے ہیں تو یہ عورت اپنے اس غلط کام کی وجہ سے ثواب سے محروم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)) [1]

"جس عورت نے خوشبو استعمال کی ہو وہ نماز عشاء کی ادائیگی کے لیے ہمارے ساتھ (مسجد میں) حاضر نہ ہو۔"

امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابو داود رحمہ اللہ نے صحیح سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ فرمان نبوی (ﷺ) بیان کیا ہے:

((لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ)) [2]

"تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکنا' اور انہیں چاہیئے کہ بلا زیب و زینت اور بغیر خوشبو لگائے نکلا کریں۔"

اور "تَفِلَاتٍ" کا معنی یہ ہے "غَيْرَ مُتَزَيِّنَاتٍ وَلَا مُتَطَيِّبَاتٍ" "بلا زیب وزینت اور بغیر

---

[1] مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب خروج النساء الی المساجد (ح ۴۴۲) صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: جو عورت مسجد میں نماز پڑھنے آئے تو وہ خوشبو استعمال نہ کرے۔

(ح ۴۴۳) یعنی جس عورت نے مسجد میں نماز پڑھنے آنا ہو تو وہ خوشبو استعمال نہ کرے اور اگر کسی عورت نے خوشبو استعمال کی ہو تو وہ مسجد نہ آئے۔

[2] مسند احمد (۴۳۸/۲) ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد (ح ۵۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشبو لگائے۔"

سیدہ زینب ثقفی رضی اللہ عنہا رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک اس طرح بیان فرماتی ہیں۔

((اِذَا خَرَجَتْ اِحْدَاكُنَّ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيْبًا)) [1]

"جب تم میں سے کوئی عورت مسجد کے لیے چلے تو خوشبو کے قریب تک نہ جائے۔"

عورت کے لیے فرض اور واجب یہی عمل ہے کہ وہ راستوں' بازاروں میں سے گذرتے ہوئے اپنے پورے بدن کو چھپا کر رکھے' اسی طرح اجنبی مردوں سے بھی اپنے جسم کو ڈھانپ کر رکھے۔ تو اس عورت کا کیا حال ہو گا جو مسجدوں میں آتے جاتے ہوئے پردہ کرنے میں تساہل اور سستی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے' مسلمانوں کی عورتوں کی اصلاح فرمائے اور مکاروں کے مکرو فریب کو ان سے دور رکھے۔

---

[1] مسلم۔ كتاب الصلاة باب خروج النساء الى المسجد (ح ۴۴۳) بلفظ "فلاتمس طيبا"

نسائي۔ كتاب الزينة : باب النهي للمراة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور (ح ۵۱۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعاء مانگنے میں خطائیں

﴿۱﴾ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا اگر کوئی صاحب ہر فرضی نماز کے بعد اس کو لازمی خیال کر کے اس کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بدعات میں سے ایک بدعت ہو گی' فرضی نمازوں کے بعد استغفار کرنا' تسبیح و تحمید تکبیر و تہلیل پڑھنا اور ہاتھ اٹھائے بغیر انفرادی دعائیں کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس طرح ہی کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرض نمازوں کے بعد دعاء کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے' تو یہ ایسا کام ٹھہرا کہ سنت کی مخالفت ہونے کی وجہ سے اسے نہ کرنا چاہیئے اور اس کا التزام و اہتمام کرنا بدعت ٹھہرے گا۔

﴿۲﴾ فرض نمازوں کے دوران ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا وہ گویا اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعاء کرے جیسے کوئی رکوع سے اٹھنے کے بعد قنوت نازلہ کے لئے یا اسی طرح دوسرے مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتا ہے۔ تو یہ ایسا عمل ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے یوں کیا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے' تو پھر اس جیسے اعمال اس فرمان نبوی (ﷺ) کے حکم میں داخل ہوں گے :

((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

---

[1] بخاری۔ کتاب الصلح : باب اذا اصطلحوا علی صلح جور .... (ح ۲۶۹۷)

مسلم۔ کتاب الاقضیة : باب نقض الاحکام الباطلة' (ح ۱۷۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس کسی نے ہمارے اس امر میں (یعنی شریعت میں) کوئی ایسا نیا کام شروع کیا جو اس میں نہ ہو' تو وہ مردود ہے۔"

مسلم شریف میں یہ فرمان اس طرح ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

"جس کسی نے کوئی بھی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ کام مردود ہے۔"

۳ دعاء کرتے ہوئے خشوع و خضوع اور حضور قلب میں تساہل

اللہ تعالیٰ خشوع خضوع اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ﴾ (الاعراف ۷/۵۵)

"اپنے پروردگار کو پکارو' گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے۔"

مزید یہ فرمان الٰہی ملاحظہ ہو:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّ كَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ○ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/۹۰)

"یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے' اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔"

دعاء کرنے والے کو چاہیئے کہ "آداب دعا" کا خیال رکھے۔ مثلاً: خشوع و خضوع' آواز میں دھیما پن اور پستی اور حضور قلب وغیرہ۔ دعاء مانگنے والے کو اس بات کا بھی حریص ہونا چاہیئے کہ اسے اس کا مطلوبہ سوال عطا کر دیا جائے' اس کی طلب کو پورا کر دیا جائے' لہٰذا اسے اپنی دعاء کو مکمل کرنے اور خوبصورت بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اس کی دعاء بارگاہ ایزدی میں پہنچ کر شرف قبولیت پا سکے۔

---

[1] مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۱۸/۱۷۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد رحمہ اللہ نے سید نا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے جس کی سند کو امام المنذری رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ لِعَبْدٍ دُعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غَافِلٍ)) [1]

"جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو تو دل میں اس کی قبولیت کا یقین رکھ کر سوال کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی دعاء کو قبول نہیں فرماتے جو غافل دل کے ساتھ دعاء کرتا ہے۔"

(۴) قبولیت دعاء میں جلدی مچانا

دعاء کی قبولیت سے مایوس ہونا یا قبولیت دعاء کے بارے میں جلدی مچانا۔ اور یہ دونوں چیزیں دعاء کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں جس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

((يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يُعَجِّلْ يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ)) [2]

"تم میں سے ہر کسی کی دعاء جب تک وہ جلدی نہ مچائے قبول کر لی جاتی ہے' وہ بندہ (دوسروں سے یوں) کہتا پھرتا ہے کہ "میں نے دعاء تو مانگی ہے لیکن قبول نہیں ہو رہی۔"

ہم نے ابھی اس بات کو بیان کیا ہے کہ دعاء مانگنے والے کو قبولیت کا یقین پیدا کرنا چاہیئے کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر سخی اور فیاض سے مانگ رہا ہے۔ جس سخی داتا کا یہ وعدہ ہے:

---

[1] مسند احمد (۱۷۷/۲) اس کی سند عبداللہ بن لھیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن یہ اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ دیکھئے (سلسلہ صحیحہ البانی۔ ۵۹۴)

[2] بخاری۔ کتاب الدعوات: باب یستجاب للعبد مالم یعجل (ح ۶۳۴۰)

مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب بیان انه یستجاب الداعی مالم یعجل (ح ۲۷۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (المومن : ٤٠/٦)

"تمہارا رب کہتا ہے "مجھے پکارو' میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔"

تو جس کی دعاء قبول نہیں ہو رہی تو اس کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ضرور ہو گی:

(۱) کہ اس دعاء کی قبولیت کے راستے میں کسی رشتہ دار سے قطع تعلقی یا ظلم و زیادتی' یا مال حرام کی کمائی رکاوٹ بنی کھڑی ہو گی اور اکثر دعائیں انہی وجوہات کی وجہ سے قبول نہیں ہو رہیں۔

(۲) یہ کہ اس دعاء کی قبولیت کو ذرا مؤخر کر دیا گیا ہو' یا اس سے کسی ایسی ہی آفت مصیبت کو دور کر دیا گیا ہو۔ جیسے کہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ناطق وحی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک روایت کیا ہے:

"مسلمان جو بھی دعاء مانگتا ہے اگر اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا فرما دیتے ہیں:

(i) یا تو اس کی مانگی ہوئی چیز جلد عطا فرما دیتے ہیں۔

(ii) یا اس کے اجر و ثواب کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتے ہیں۔

(iii) یا اس سے اس دعاء کے برابر' کسی برائی (پریشانی' بیماری وغیرہ) کو دور فرما دیتے ہیں۔

تو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے فرمایا:

تب تو ہم کثرت سے دعائیں مانگا کریں گے'

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یوں ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر کثرت سے نوازنے والے ہیں۔" [1]

اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے "جید سند" کے ساتھ

---

[1] مسند احمد (١٨/٣) مسند ابي يعلى (٢/٢٠٥) (ح ١٠١٥) الاثرى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے' یہ حدیث اپنے شواھد کے ساتھ صحیح ہے' امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے [1] اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایات نقل فرمائی ہیں۔ [2]

﴿۵﴾ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور وسیلے دعاء مانگنا

یہ بھی دوسری بدعات میں سے ایک ہے' اور دعاء مانگنے میں زیادتی بھی ہے' اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کو بھی اس کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے ایسا کیا ہی ہے۔ تو یہی مذکورہ دونوں چیزیں' کسی کے جاہ و حشمت' یا کسی کی شخصیت کے وسیلے سے دعاء مانگنے پر' بدعت ہونے کی دلیل ہیں' اور دعاء جیسی اہم ترین عبادت کے معاملے میں بلا دلیل ہی ایک نئی ایجاد ہے۔ اسی طرح شریعت میں "ممنوع و حرام غلو بیانی" کے اسباب میں سے ایک ہے۔

باقی رہے یہ الفاظ :

((اِسْأَلُوْا بِجَاهِيْ فَإِنَّ جَاهِيْ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ))

"تم میرے مقام و مرتبے کا واسطہ دے کر سوال کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا بہت اونچا مقام ہے۔"

تو یہ الفاظ نبیؐ سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا ان الفاظ کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صحیح نہیں ہے۔

﴿۶﴾ دعاء میں زیادتی کرنا یعنی کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء کرنا

تو یہ چیز بھی عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔ نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پہلے ہی یہ وضاحت بیان کر دی ہے :

---

[1] ترمذی۔ کتاب الدعوات : باب فی انتظار الفرج وغیر ذلك (ح ۳۵۷۳)

[2] ترمذی۔ کتاب الدعوات : باب ما من رجل یدعو اللہ بدعاء الا استجیب له (ح ۳/۳۶۰۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ)) [1]

"جلد ہی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دعاء مانگنے میں حد سے بڑھ جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک یوں موجود ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۷/۵۵)

"اپنے رب کو پکارو' گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے ' یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

"حد سے گذرنے" میں یہ بھی شامل ہے کہ کسی گناہ یا کسی آفت یا کسی قطع تعلقی کی دعاء کرے جس طرح کہ امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان کیا ہے:

"روئے زمین پر جو بھی مسلمان ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی دعاء مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے:

(i) یا تو وہی مانگی ہوئی چیز عطا فرما دیتا ہے۔

(ii) یا اس کی مانند' اس سے کسی برائی کو دور فرما دیتا ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے [2]

---

[1] مسند احمد (۱/۱۷۲' ۱۸۳) ابوداؤد۔ کتاب الوتر: باب الدعاء (ح ۱۴۸۰)

[2] ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک (ح ۳۵۷۳) (یہ حدیث پاک حسن درجے کی ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعۃ المبارک کے حوالے سے خطائیں

① شب جمعہ کو عبادت کے لیے خاص کرنا

شب جمعہ کو شب بیداری کے لیے اور "روز جمعہ" کو روزے کے لیے خاص کر لینا۔ اس سے بھی روکا گیا ہے' جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عباد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: "ہاں" [1]

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے:

((لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ ' وَلَا تَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَّصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ)) [2]

"راتوں میں سے صرف "شب جمعہ" کو قیام کرنے کے لئے (یعنی نماز نفل یا دیگر عبادات کرنے کے لئے) خاص نہ کرو۔ اور دنوں میں سے صرف "یوم جمعہ" کو روزہ رکھنے کے لئے خاص نہ کرو' وہاں یہ کہ جمعے کا دن تمہارے کسی کے روزوں کے دن میں آ جائے" (یعنی اگر ایک آدمی ایک ناغے یا دو

---

[1] بخاری۔ کتاب الصوم: باب صوم یوم الجمعۃ (ح ۱۹۸۴)

مسلم۔ کتاب الصیام: باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم۔ (ح ۱۱۴۳)

[2] مسلم۔ کتاب الصیام: باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم...... (ح ۱۱۴۴/۱۴۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناغوں سے روزہ رکھتا ہو تو اس کی ترتیب میں جمعہ کا دن آ جائے تو جائز ہو گا۔)

⑵ خطبہ کے منافی حرکات کرنا

خطبہ جمعہ سننے میں سستی کرنا یا امام صاحب کے خطبہ کے دوران ہی باتیں کرنا۔

خطبہ جمعہ سننا اور دوران خطبہ خاموشی سے بیٹھنا انتہائی ضروری ہے۔ خطبہ جمعہ نہ سننا یا باتوں میں مصروف ہو جانا منع ہے۔ جس طرح کہ فرمان رسول عربی (ﷺ) موجود ہے:

((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ)) [1]

"جب تو نے اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو' یوں کہا: "چپ کر جاؤ۔" تو' تُو نے فضول اور لغو بات کی۔"

"انصت" (یعنی چپ ہو جاؤ) کہنے سے خطبہ کا سننا منقطع ہو جاتا ہے خواہ چند ہی لمحوں کے لیے ہو تو اس پر "فضول بولنے" کا اطلاق ہوتا ہے۔ تو جب اس چپ کروانے والے' خیر خواہی کرنے والے کا یہ معاملہ ہے تو پہلے کلام کرنے والے کا کیا حال ہو گا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں یوں لکھا ہے کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے اس نیکی کا حکم دینے والے کے صرف ایک بول "انصت" (یعنی چپ ہو جاؤ) کو لغو قرار دیا ہے تو اس سے زیادہ بول اور مزید باتیں تو بالاولیٰ لغو ہوں گی۔ [2]

⑶ دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا

جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت حلال اور جائز نہیں

---

[1] بخاری۔ کتاب الجمعة: باب الانصات یوم الجمعة والامام یخطب (ح ۹۳۴)

مسلم۔ کتاب الجمعة: باب فی الانصات یوم الجمعة فی الخطبة (ح ۸۵۱)

[2] فتح الباری (۲/۴۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ ایسی بیع ہی فاسد ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کی وجہ سے وہ بیع صحیح نہیں ٹھہرے گی:

﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (الجمعة : ٦٢/٩)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو' اور خرید و فروخت چھوڑ دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔"

تو جس اذان کے بعد خرید و فروخت سے روکا جا رہا ہے وہ جمعہ کی دوسری اذان ہے لہٰذا دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت فاسد ہو گی کیونکہ یہ نہی فساد اور خرابی کا ہی تقاضا کر رہی ہے

⑭ خطیب کی آمد پر جمعہ کی سنتیں پڑھنا

خطیب صاحب کی آمد پر' اذان کے بعد نماز پڑھنا' جسے عوام الناس "جمعہ کی سنتیں" کہتے ہیں۔

حالانکہ یہ نماز سنت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نہیں پڑھا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ اس سلسلے میں نبی آخر الزماں ﷺ کا طریقہ یوں قلمبند فرماتے ہیں:

"جونہی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوتے رسول اللہ ﷺ خطبہ شروع فرما دیتے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی بھی کھڑا ہو کر دو رکعت نہیں پڑھتا تھا۔ اس وقت تو اذان بھی صرف ایک ہی تھی۔ بلکہ یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ نماز جمعہ تو نماز عید کی مثل ہے جس سے پہلے کوئی "سنت رکعات" نہیں ہیں۔ علماء کرام کے دو اقوال میں سے صحیح ترین قول یہی ہے اور سنت بھی اسی کی تائید کرتی ہے"

پھر فرماتے ہیں: "جس آدمی کا یہ خیال اور گمان ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے اذان سے فارغ ہونے پر سب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کھڑے ہو کر "دو رکعت پڑھا کرتے تھے تو وہ شخص سب لوگوں میں سے "سنت رسول" سے زیادہ جاہل ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی ہمارا تحریر کردہ موقف نماز جمعہ سے قبل کوئی سنت رکعات نہیں ہیں' یہی امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا موقف ہے ' اصحابِ امام شافعی رحمہ اللہ بھی ایک موقف یہی رکھتے ہیں........ [1]

⑤ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنا

یہ بھی عام پھیلی ہوئی خطاؤں میں سے ایک ہے۔ اس طریقے سے پہلے آنے والے نمازیوں کو ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس سے روکا گیا ہے سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں :

((جَآءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَ اٰنَيْتَ)) [2]

"ایک آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آ رہا تھا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یوں فرمایا : "یہیں بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو تکلیف پہنچا رہے ہو جبکہ تم ابھی آئے ہو۔"

⑥ خطبہ جمعہ لمبا کرنا اور نماز جمعہ کو مختصر کرنا

تو یہ بھی خلاف سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے' جبکہ خطبہ کو مختصر

---

[1] زاد المعاد (۱/۴۳۱-۴۳۲) اگر امام صاحب ابھی نہیں آئے تو حدیث میں آتا ہے۔ جتنی چاہیے سنتیں پڑھے اور اگر امام آ چکے ہیں تو پھر کوئی آئے یا دوران خطبہ آئے تو دو رکعات پڑھے۔ (نسائی) اگر پہلے موجود لوگ آذان کے بعد سنتیں پڑھتے ہیں تو اس کا ثبوت نہیں جیسا کہ مؤلف نے تردید کی ہے۔ (انجم گوندلوی)

[2] مسند احمد (۴/۱۸۸) ابوداؤد۔ کتاب الصلاة : باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعة (ح ۱۱۱۸) نسائي۔ کتاب الجمعة : باب النهي عن تخطي رقاب الناس ' (ح ۱۴۰۹) صحیح ابن خزیمة (۱۸۱۱) صحیح ابن حبان (۲۷۹۰) مستدرك حاکم (۱/۲۸۸) نسائي۔ نقاب الجمعة' باب ما یستحب من تقصیر الخطبة (ح ۱۴۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اسے زائد باتوں سے بچانا (یعنی غیر ضروری باتیں خطبہ جمعہ میں بیان کرنے سے احتراز کرنا) اور نماز کو لمبا کرنا سنت مبارکہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُطِیْلُ الصَّلَاۃَ وَ یُقْصِرُ الْخُطْبَۃَ)) [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کو لمبا کیا کرتے اور خطبہ جمعہ کو مختصر رکھا کرتے تھے۔"

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوا سنا ہے:

((اِنَّ طُوْلَ صَلَاۃِ الرَّجُلِ وَ قِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِنْ فِقْھِہٖ فَأَطِیْلُوْا الصَّلَاۃَ وَ اَقْصِرُوْا الْخُطْبَۃَ وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔)) [2]

"یقیناً ایک خطیب کی نماز کی طوالت اور اس کے خطبے کا اختصار' اس کی سمجھداری اور فقاہت کی علامت و پہچان ہے۔ لہٰذا تم نماز کو طول دینا اور خطبے کو مختصر رکھنا اور یقیناً بیان و خطابت میں جادو ہوتا ہے۔"

اس حدیث پاک میں نماز کو لمبا کرنے اور خطبے کو چھوٹا رکھنے کا حکم ہے۔ تو اس ایک ہی مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فرمان' فعل و عمل اور امرو حکم سب جمع ہو گئے ہیں۔

((اِنَّ طُوْلَ صَلَاۃِ الرَّجُلِ.........)) قول ہے۔ ((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُطِیْلُ الصَّلَاۃَ وَ یُقْصِرُ الْخُطْبَۃَ)) عمل مبارک ہے اور فَاَطِیْلُوا الصَّلَاۃَ۔ امر ہے۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الجمعۃ: باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ (ح ۸۶۹)

[2] مسلم۔ کتاب الجمعۃ: باب تخفیف الصلاۃ و الخطبۃ (ح ۸۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ نماز میں بے مقصد حرکات کرنا

کسی کنکری کو چھونا یا تسبیح کے دانوں اور کسی دوسری چیز سے عبث حرکات کرتے رہنا۔

اس سے بھی روکا گیا ہے' کمبل کے پلو سے یا کپڑوں سے یا مسجد کے فرش سے یا مسواک سے یا پھر اسی طرح تسبیح' گھڑی اور قلم سے بے مقصد حرکات کرتے رہنا بھی اسی حکم میں ہے' جیسے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح مسلم" میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک ذکر کیا ہے:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ' وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغٰى))[1]

"جس آدمی نے بڑی خوبصورتی سے وضوء کیا پھر وہ مسجد میں آ گیا اور خطیب صاحب کی باتوں کو خاموشی سے بڑے دھیان سے سنتا رہا' اس کے اس جمعہ اور گذشتہ جمعہ کے درمیان والے گناہ معاف فرما دیے گئے اور مزید تین ایام کے گناہ بھی۔ اور جس نے کنکری کو چھوا تو اس نے فضول حرکت کی۔"

⑧ صرف "جمعۃ المبارک" کا روزہ رکھنا

صرف جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنے کی ممانعت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ ان میں سے ایک سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے یوں سنا ہے:

((لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ يَوْمًا بَعْدَهٗ))[2]

"تم میں سے کوئی بھی صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے' اس سے ایک دن

---

[1] مسلم۔ کتاب الجمعة : باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة (ح ۲۷/۸۵۷)

[2] بخاری۔ کتاب الصوم : باب صوم یوم الجمعة (۱۹۸۵)

مسلم۔ کتاب الصیام : باب کراهة افراد یوم الجمعة بصوم (ح ۱۱۴۴ بالفاظ متقاربة)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ ساتھ ملائے۔"

جبکہ صحیح مسلم شریف میں الفاظ حدیث اس طرح ہیں:

((لَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ)) [1]

"باقی دنوں میں سے صرف "یوم الجمعہ" کو روزہ رکھنے کے لیے خاص نہ کرنا مگر یہ کہ کوئی روزے رکھتا ہو تو اس کے روزے رکھنے میں آجائے"

(ایسی ہی ایک حدیث پاک مسئلہ نمبر ۱ کے ضمن میں بھی گذر چکی ہے)

"صحیح البخاری" میں سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جمعۃ المبارک کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا' اس نے کہا: "نہیں۔" پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تو کل بھی روزہ رکھے گی؟" تو اس نے پھر کہا: "نہیں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ [2]

اس مسئلہ میں احادیث بکثرت موجود ہیں۔ اس نہی کی حکمت کے متعلق اللہ بہتر جانتا ہے۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وجہ یوں تحریر فرمائی ہے۔

"کوئی بات جو شریعت میں موجود نہ ہو اس کو شریعت میں داخل کرنے والے راستے کو بند کرنا مقصود ہے۔ اور اس میں اہل کتاب کے اس عمل سے بھی مشابہت لازم آتی ہے جو انہوں نے بعض ایام کو دنیاوی کاموں سے الگ تھلگ کر کے صرف دینی کاموں کے لیے خاص کر لیا تھا۔ اور اسی معنی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جمعہ کا دن چونکہ باقی ایام کی نسبت بظاہر فضیلت والا ہے تو اس کے روزہ رکھنے کا داعیہ اور رجحان بھی زیادہ قوی ہے۔ تو کہیں لوگ اس کی فضیلت کے پیش نظر متواتر جمعہ کے

---

[1] مسلم۔ کتاب الصیام: باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم۔ (ح ۱۴۸/۱۱۴۴)

[2] بخاری۔ کتاب الصوم: باب صوم یوم الجمعۃ (ح ۱۹۸۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن کا روزہ ہی نہ رکھتے چلے جائیں۔ اور صرف اسی روزے کی وجہ سے خاص قسم کی محفلوں کا اہتمام کرنے لگیں جو کسی دوسرے دن کے روزے کی وجہ سے نہ کرتے ہوں۔ تو پھر اس طرح شریعت میں ایسے کاموں کو داخل ہونے کا موقع ملتا ہے جو پہلے شریعت میں نہ ہوں اور اسی معنی کے پیش نظر۔ واللہ اعلم۔ باقی راتوں میں سے صرف "شب جمعہ" کو قیام اور شب بیداری کے لیے خاص کرنا کہ یہ سب راتوں سے افضل رات ہے بھی منع ہے۔"[1]

---

[1] زاد المعاد (۱/۳۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زکوۃ" کے مسائل میں خطائیں

① زکوۃ بروقت ادا نہ کرنا زکوۃ ادا کرنے میں غفلت دکھانا یا بروقت ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرنا۔ یہ معاشرے میں رونما ہونے والی برائیوں اور وقوع پذیر ہونے والے معاصی میں سے ایک ہے' کیونکہ زکوۃ تو اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے۔ یہ مال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حق ہے۔ تو ایک مسلمان آدمی پر اسے بروقت دل کی خوشی سے اور اس کی ادائیگی سے اپنے مولا کریم کا قرب حاصل کرنے کے لیے حقداروں کو پہنچا دینا فرض ہے۔ بلکہ اسے ادا کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وعید نازل فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے رکھے۔ (آمین) فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (آل عمران : ۱۸۰/۳)

"جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لیے اچھی ہے۔ نہیں! یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ زمین اور آسمان کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے"

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے حدیث پاک مروی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ.........)) (الحدیث) [1]

"نہیں ہے کوئی بھی سونے کا مالک' نہ ہی چاندی کا مالک' جو اس کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کرتا مگر قیامت کے دن اس کے لیے (اس کے سونے چاندی سے کہ جس کو وہ دنیا میں جمع کر کر کے رکھتا تھا) چوڑے چوڑے تھال نما قطعے بنا دیے جائیں گے پھر انہیں آگ میں تپایا جائے گا اور اس کے پہلوؤں' پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا پھر جب وہ پورے ہو جائیں گے تو از سر نو شروع کر دیا جائے گا' یہ سب کچھ اس دن میں ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو آخر میں وہ آدمی بھی اپنا راستہ دیکھ لے گا۔"جنت کی طرف یا جہنم کی جانب........ الخ

سورۃ توبہ میں یوں فرمان باری تعالیٰ موجود ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴾ (التوبہ: ۹/۳۴'۳۵)

"درد ناک سزا کی خوشخبری دو ان کو' جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں

---

[1] مسلم۔ کتاب الزکاۃ: باب اثم مانع الزکاۃ (ح ۹۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔''

نقد رقم یا جو مال اس کے حکم میں ہے اس کے لیے زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت ایک سال کا گذرنا ہے ہر مسلمان جب اس کا مال نصاب کو پہنچ جائے گا ہر سال زکوٰۃ ادا کرے گا' آٹھ مصارف میں رہتے ہوئے حقدار کو تلاش کرے گا۔(ان آٹھ مصارف کی تفصیل آگے مسئلہ نمبر۳ میں آ رہی ہے) کسی صحیح شرعی عذر اور شرعی مقصد کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی لیٹ نہیں کرے گا۔ حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

۲ مال زکوٰۃ کی معرفت حاصل نہ کرنا

احکام زکوٰۃ کی معرفت میں سستی کا مظاہرہ کرنا' یا زکوٰۃ کے قابل مال مویشی کی معرفت میں عدم دلچسپی رکھنا یا زکوٰۃ کے وقت ادائیگی میں کاہلی کا ثبوت دینا۔

مال مویشی والے آدمی پر ان مسائل کو سیکھنا یا اپنی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کرتے رہنا واجب ہے۔ کیونکہ یہ زکوٰۃ تو اس پر فرض ہے۔ جب تک وہ ان احکامات و مسائل کو صحیح معنوں میں سیکھے گا نہیں وہ صحیح طور پر زکوٰۃ ادا نہیں کر سکے گا۔ مثلاً: مندرجہ ذیل باتیں: نصاب' مال کی قسم' زکوٰۃ کی مقدار اور اس کے مصارف وغیرہ

تو جو آدمی ان کے سیکھنے میں یا کسی سے دریافت کرنے میں سستی و کاہلی کا شکار رہے گا تو ممکن ہے لاعلمی میں ایسے کام کرتا رہے جن سے شریعت نے روکا ہوا ہے۔ یا زکوٰۃ کو لیٹ ادا کر کے گناہ گار بنتا رہے یا کسی غیر حقدار کو دیتے رہنے سے یا اسی طرح دوسری باتیں ہیں۔

تو چونکہ زکوٰۃ مال پر فرض ہے' اسے ادا کرنا اور صحیح طریقے سے اس فرض کی ادائیگی سے سبک دوش ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان احکام و مسائل کو سیکھا جائے یا کسی اہل علم سے پوچھ لیا جائے۔

۳ مستحق افراد تک زکوٰۃ پہنچانے میں سستی دکھانا

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ. فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (التوبۃ : ۹/۶۰)

''یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں' اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو' نیز یہ گردنوں (غلاموں) کے چھڑانے (آزاد کروانے) اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے' اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔''

تو یہ ہیں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف' تو جس آدمی نے سستی دکھاتے ہوئے ان آٹھ مصارف سے ہٹ کر کسی اور کو زکوٰۃ دے دی تو وہ زکوٰۃ ادا کرنے والا نہیں بنے گا اور اس سے فرض کی ادائیگی بھی شمار نہ ہوگی۔

لوگوں میں سے کچھ یوں بھی کرتے ہیں کہ زکوٰۃ آٹھوں مصارف میں سے صرف ایک مصرف میں ہی خرچ کر دیتے ہیں اگرچہ اس کے پاس بقدر ضرورت پہلے ہی موجود ہو۔ وہ فقراء مساکین وغیرہ باقی مصارف کو تلاش نہیں کرتے۔ بس صرف سستی کی بنا پر ہی ایک جگہ ہی خرچ کر دیتے ہیں۔تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کی طرف سے اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ (بلکہ وہ دوسرے مصارف کی پڑتال رکھے کہ کس مصرف میں زیادہ ضرورت ہے۔ زکوٰۃ کے ان آٹھ مصارف میں سے کسی بھی مصرف میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں زیادہ ضرورت سمجھی جائے وہیں اگر خرچ کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور اگر مختلف مصارف میں خرچ کر دے تو یہ بھی درست ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی پابندی عائد نہیں کی۔) (ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"روزوں" کے مسائل میں واردہ خطائیں

(1) روزے کی نیت زبان سے ادا کرنا

یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی نے بھی زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کیے۔ لہٰذا یہ نئی ایجاد اور بدعت ہے۔ نیت کا اصل مقام تو دل ہے اور یہ "عبادت کے ارادے" کا نام ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے صحیح احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ فرض روزے کی نیت فجر سے پہلے پہلے رات کو ہی لیا کرتے تھے۔ اس کا یہی معنیٰ و مفہوم ہے کہ آپ اپنے دل ہی میں نیت اور قصد فرماتے تھے کہ صحیح روزہ رکھیں گے۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث میں مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ)) [1]

کہ "جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی اس کا کوئی روزہ نہیں ہے۔"

تو اس حدیث پاک میں "تبییت الصیام" کا معانی "دل کا قصد ہے۔ واللہ اعلم۔"

---

[1] مسند احمد ۲۸۷/۲ ابوداؤد۔ کتاب الصیام : باب النیة فی الصوم (ح ۲۴۵۴) ترمذی کتاب الصوم : باب ماجاء لا صیام لمن لم یعزم من اللیل (ح ۷۳۰) نسائی کتاب الصیام : باب الذکر اختلاف الناقلین لخبر حفصة فی ذلك (ح ۲۳۳۳) واللفظ له۔ ابن ماجه۔ کتاب الصیام : باب ماجاء فی فرض الصوم من اللیل (ح ۱۷۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۴﴾ سحری کے وقت کھانا پینا چھوڑنے میں سستی کرنا

جس طرح کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مؤذن کی اذان ختم ہونے تک اپنے کھانے پینے ہی میں لگے رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو ان کی غفلت و بے پرواہی یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ جن جن موذنوں کی آوازیں ان تک پہنچ رہی ہوتی ہیں ان کی آوازیں آنے تک وہ کھانے پینے سے پیچھے ہی نہیں ہٹتے۔ یہ سب انداز غلط ہیں ۔ بعض اوقات تو اس طرح روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ (البقرہ : ۲/۱۸۷)

"راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔"

یہاں نمایاں نظر آنے سے مراد "فجر کا اول وقت" ہے اور یہی "اذان فجر" کا وقت ہے۔ اور اس آیت پاک میں "حتی" غایت اور انتہا کے لیے ہے یعنی جب مؤذن دوسری اذان کہنا شروع کر دے جو طلوع فجر کے بعد ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی کھانا پینا بند کرنا اور روزہ شروع کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی احادیث کا بھی یہی مطلب و معنی ہے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے :

((اِنَّ بِلَالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ))[1]

"بے شک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں لہٰذا کھاتے پیتے رہو۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الصوم : باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم "لا یمنعنکم من سحورا کم اذان بلال (ح ۱۹۱۸'۱۹۱۹)

مسلم۔ کتاب الصیام : باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر (ح ۱۰۹۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دینے لگیں۔"

اور "بخاری شریف" میں یہ جملہ بھی موجود ہے:

((فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ)) [1]

کہ وہ (یعنی عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) طلوع فجر سے قبل اذان نہیں دیتے تھے۔"

تو مذکورہ متفق علیہ روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان گرامی:

((كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ......)) (اذان شروع ہونے تک کھاؤ پیو)

"اس امر کی دلیل ہے کہ یہ اذان طلوع فجر کے بعد ہو رہی ہے لہٰذا کھانے پینے سے ہاتھ اٹھا لو اور روزہ شروع کر دو۔"

البتہ جس آدمی کے ہاتھ میں کھانے پینے والا برتن ہو کوئی ایک آدھ لقمہ یا کوئی پینے والی چیز کا ایک آدھ گھونٹ باقی ہو وہ اپنی حاجت کو پورا کرے اس کی سنت مبارکہ میں وضاحت موجود ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ ہی صحیح عمل کی توفیق دینے والے ہیں۔

۳ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے سے سو جانا

باجماعت نماز ادا کرنے کی بجائے سو جانا اور نمازوں کو جمع کرنے کی سستی کرتے رہنا۔ ماہ صیام میں بڑی بڑی غلطیوں میں سے یہ ہے جبکہ شہادتین (اللہ کی توحید کی شہادت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری رسول ہونے کی شہادت) کے بعد یہ دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس میں سستی کسی طور پر بھی روا اور جائز نہ ہے۔ "نماز کے بیان میں" مساجد میں باجماعت نماز کے واجب ہونے کے دلائل بیان ہو چکے ہیں تو باجماعت نماز ترک کرنے اور اس کے مدمقابل سونے وغیرہ

---

[1] بخاری۔ حوالہ سابق

[2] ابو داؤد۔ کتاب الصیام: باب الرجل یسمع النداء والاناء علی یدہ (ح ۲۳۵۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ترجیح دینے والی سستی بھی حرام ہے۔ دو یا زائد نمازوں کو جمع کرنا بھی بہت بڑی غلطی ہے البتہ عذر شرعی کی موجودگی میں مباح ہے وگرنہ جائز نہیں ہے۔ [1]

مسلمان تو اس بات کا مامور ہے کہ اپنے تمام اوقات کو اس بنیاد پر ترتیب دے کہ باقی تمام معاملات و اعمال پر نماز کو مقدم رکھے۔ مسلمانوں کو باہمی تعاون کی فضا قائم رکھنی چاہیئے اور پھر خصوصاً اس ماہ صیام کے اندر ایسے معاملے میں خیر خواہی تو ضرور کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی تو اسی لیے ہے

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

(المائدة : ۵/۲)

"جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔"

(۴) دورانِ روزہ جھوٹ اور جہالت کے کام کرنا

روزوں یا دوسرے نیک کاموں میں جھوٹ بولنا' جھوٹ پر عمل کرنا اور جہالت والے کام کرنا۔

جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا یہ گناہ ہے جائز نہیں ہے' جس طرح کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے "صحیح البخاری" میں یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] کبھی کبھار مقیم آدمی بھی بغیر کسی عذر کے دو نمازیں جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔ اس کے جمع کا طریقہ یہ ہو گا کہ نماز ظہر کو تاخیر سے ادا کرے اور عصر اول وقت میں پڑھ لے' اسی طرح نماز مغرب کو لیٹ کرے اور عشاء کو اول وقت میں پڑھ لے۔ اس طرح دو نمازیں صورتاً تو جمع ہوں گی لیکن حقیقتاً جمع نہ ہوں گی بلکہ اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں گی جس طرح کہ سنن نسائی میں باب الوقت الذی یجمع فیه المقیم کے تحت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح حدیث مروی ہے۔ یہ حدیث بخاری میں اختصار کے ساتھ باب من اخر الظهر میں موجود ہے۔ (ابوالحسن مبشر احمد ربانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ)) [1]

"جس آدمی نے جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے کو نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کو ایسے آدمی کے کھانا اور پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

فحش کلامی اور گالی گلوچ وغیرہ جاہلانہ حرکتیں کرنا برے اخلاق ہیں پھر خصوصاً ایک روزہ دار کے لیے تو بڑی برائی والی بات ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں حدیث مبارکہ موجود ہے' رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ابن آدم کے سب عمل اسی کے لیے ہیں ماسوائے روزے کے' پس بے شک وہ میرے لیے ہے' میں خود ہی اس کا بدلہ عطا فرماؤں گا' اور روزہ ڈھال ہے' پس جس دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو پس نہ تو وہ کوئی گناہ کی بات کرے' نہ ہی شور کرے' اگر کوئی اسے گالی بھی دے دے یا اس سے لڑائی بھی کرنا چاہے تو یوں کہہ دے کہ: میں روزے سے ہوں' میں روزے سے ہوں۔" [2]

امام ابن خزیمہؒ نے اپنی "صحیح" میں رسول رحمت ﷺ کا فرمان بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

((لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ ○ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ: اِنِّيْ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ)) [3]

---

[1] بخاری۔ کتاب الصوم: باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم (ح ۱۹۰۳)

[2] بخاری۔ کتاب الصوم: باب هل یقول انی صائم اذا شتم (ح ۱۹۰۴)

مسلم۔ کتاب الصیام: باب فضل الصیام (ح ۱۱۵۱/۱۶۳)

[3] صحیح ابن خزیمة (۱۹۹۶) صحیح ابن حبان (۳۴۷۹) مستدرك حاکم (۱/۴۳۰، ۴۳۱) و صححه الالبانی فی (صحیح الجامع۔ ۵۳۷۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"روزہ صرف کھانے اور پینے سے رکنے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ فضول اور بے ہودہ باتوں سے رکنے کا نام روزہ ہے' اگر تجھے کوئی گالی دے یا تیرے ساتھ جہالت سے پیش آئے' تو کہہ دینا : "میں روزے سے ہوں' میں روزے سے ہوں۔"

امام بخاریؒ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث اپنی "صحیح بخاری کے کتاب الادب" میں ان الفاظ سے بیان کی ہے :

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ)) [1]

"جس نے جھوٹی بات اس پر عمل کرنا اور جہالت کو ترک نہ کیا۔"

اس لفظ "الجھل" میں فحش کلامی' گالی گلوچ' غیبت خوری' چغل خوری' کذب بیانی اور غلط بیانی وغیرہ زبان و دیگر اعضاء جسمانی کی غلطیاں سب ہی مراد ہو سکتی ہیں۔ ایک روزہ دار کو جھوٹ' غیبت' جہالت' سب و شتم اور اسی طرح دوسری غلط حرکات سے اپنے آپ کو پاک و صاف اور منزہ رکھنا چاہیئے بالکل اسی طرح غیر روزہ دار کو بھی ان سے بچ کر رہنا چاہیئے۔ لیکن روزے کے احترام اور ماہ صیام کے اکرام کے پیش نظر ایک روزہ دار کو ان باتوں سے سختی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچنے کی توفیق عنایت فرمانے والے ہیں۔

⑤ آنکھوں اور کانوں کو حرام کاموں میں کھلا چھوڑ دینا

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے :

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل : ۳۶/۱۷)

"یقیناً آنکھ' کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔"

یہ تمام اعضاء جسمانی جو بندوں کو بطور امانت دیئے گئے ہیں ان اعضاء کے

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب : باب قول اللّٰه تعالٰی (واجتنبوا قول الزور) (ح ۶۰۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق اور ان کے کاموں کے متعلق بندوں سے پوچھا جائے گا۔ کچھ لوگ تو ایسی غلط باتوں کو سننے اور ناجائز چیزوں کو دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ مثلاً: فتنہ پیدا کرنے والی عریاں تصاویر کو دیکھنا' یا گانے وغیرہ سننا۔

ایسی تمام چیزوں سے خصوصاً ماہ صیام میں اور عموماً دوسرے مہینوں میں اجتناب کرنا واجب اور ضروری ہے' ماہ صیام کے احترام مقام و مرتبے کے پیش نظر اور اس کے فرماں برداری اور بخشش کا مہینہ ہونے کے ناطے ایسی تمام خرافات سے دور رہنا بالکل ظاہر ہے۔

ایک مسلمان کے لیے کتنا بہترین موقع ہے [illegible] ماہ صیام کی وجہ سے رشتہ داروں سے قطع تعلقی' سمعی و بصری محرمات سے تعلق داری اور اسی طرح باقی شہوات و منکرات سے میلان طبع جیسی برائیوں سے کنارہ کش ہو جائے' حدیث قدسی میں آتا ہے:

((يَدَعُ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ وَ شَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي)) [1]

"روزہ دار صرف میری وجہ سے اپنے کھانے' پینے اور اپنی شہوات کو چھوڑ دیتا ہے۔"

﴿٦﴾ ماہ صیام وغیرہ میں آلاتِ لہو و لعب اور آلاتِ موسیقی کو سننا

کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ باجے گاجے اور دوسرے آلات موسیقی کا سننا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ﴾ (لقمان: ٦/٣١)

---

[1] بخاری۔ کتاب الصوم: باب فضل الصوم (ح ۱۸۹۴)

مسلم۔ کتاب الصیام: باب فضل الصیام (ح ۱۱۵۱/۱۶۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس "لھوالحدیث" (کلام دلفریب) سے مراد "گانا" ہے۔[1] اور یقیناً باجے گاجے اور گانا وغیرہ سب چیزیں "لھو الحدیث" میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے والی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں صیغہ جزم کے ساتھ تعلیقاً ایک روایت اس طرح ہے۔ بعض علماء نے اسے موصول بھی کہا ہے۔

((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَ الْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ........))[2]

"میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنے، ریشم پہننے، شراب پینے اور باجے بجانے کو حلال سمجھیں گے........"

یہ حدیث پاک تو اس کی حرمت میں واضح دلیل ہے۔ کیونکہ حلال تو صرف اسی چیز کو ہی سمجھا جا سکتا ہے جو حرام ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بالکل سچ ہو چکا ہے۔ کہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) میں سے کچھ لوگوں نے باجے گاجے اور گانے وغیرہ کو یوں استعمال کرنا معمول بنا رکھا ہے جیسے وہ ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں یا ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ایک مسلمان کے ذمے واجب ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی اتباع کرے۔ اور ماہ صیام وغیرہ میں محرمات و منکرات کو بالکل ترک کر دے۔ اس ماہ مبارک کی فضیلت کے پیش نظر ان چیزوں کو زیادہ تاکید سے چھوڑنے والے بن جائے۔

---

[1] مستدرک حاکم (۲/۴۱۱)

[2] بخاری۔ کتاب الاشربة : باب ماجاء فیمن یستحل الخمر و یسمیه بغیر اسمه (ح ۵۵۹۰)
ابو داؤد۔ کتاب اللباس : باب ماجاء فی الخمر (ح ۴۰۳۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ احکام صیام کی معرفت میں سستی

ایک مسلمان کے ذمے یہ لازم اور واجب ہے کہ ان ضروری احکامات و مسائل کو پہچانے جو روزوں کے حوالے سے اس پر لازم ہیں۔ مثلاً: افطاری کے وقت کو، سحری بند کرنے کے وقت کو، افطار کرنے والی اشیاء کو، حالت صوم میں پرہیز کرنے والی چیزوں اور کاموں کو، روزے کی شروط وغیرہ کو، تاکہ اس کی عبادت صحیح معنوں میں مکمل ہو سکے۔ اور اس فضیلت علم کے پیش نظر وہ پورے اجر و ثواب کا حقدار بن سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حج بیت اللہ" کے مسائل میں خطائیں

(۱) احرام باندھنے سے قبل دو رکعت نفل واجب ہونے کا اعتقاد رکھنا

ان دو رکعت نفل نماز کے واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو فرضی نماز کے بعد ہی احرام باندھ لیا تھا[1] تو فرض نماز کے بعد احرام باندھ لینا ہی سنت بنا۔

البتہ حج کا احرام باندھنے سے قبل دو رکعت نماز نفل ادا کر لینا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے۔ اس پر دلائل موجود ہیں ان میں سے ایک دلیل جو صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے رسول کریم ﷺ سے کہا تھا۔

((صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ))[2]

"اس وادی مبارک (یعنی وادی عقیق) میں نماز پڑھیں اور یہ بھی فرما دیں کہ حج میں عمرہ داخل ہے۔"

تو یہ حدیث پاک احرام سے قبل نفلی نماز کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) حالت احرام میں ممنوعات کا ارتکاب کرنا

اس کا مطلب ہے کہ فریضہ حج کی ادائیگی میں سستی کرنا۔ لہٰذا

---

[1] مسلم۔ کتاب الحج: باب اشعار البدن و تقلیده عند الاحرام (ح ۱۲۴۳)

[2] بخاری۔ کتاب الحج: باب قول النبی صلی اللّٰه علیه و سلم "العقیق واد مبارك" (ح ۱۵۳۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت احرام میں تمام طرح کی ممنوعات کو جاننا واجب ہے۔ یہ وہی امور ہیں جن سے ایک محرم نے اجتناب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۹۶)

"اور اپنے سر نہ مونڈھو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔"

اور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک بھی بخاری اور مسلم میں موجود ہے:

((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ)) [1]

"محرم آدمی نہ کرتا' نہ پگڑی' نہ پاجامہ' نہ ٹوپی اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو اور اگر جوتی نہ ہو تو موزے پہن لے اور انہیں اوپر سے کاٹ لے تاکہ ٹخنے کھل جائیں۔"

یہ تو چند چیزیں ہیں اسی طرح باقی ممنوعات کا علم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ان سے بچ سکے' اور نتیجتاً اس کا حج صحیح سلامت بن سکے اور اس کا اجر و ثواب مکمل بن سکے۔

۳۰ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے حجاب نہ کرنا

عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ اور پورا بدن چھپا کر رکھنا' حج میں اور دیگر مقامات میں' واجب ہے لیکن حج میں' جہاں اجنبی آدمی نہ ہو عورت اپنے چہرے کو ننگا بھی رکھ سکتی ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ملتی ہے۔ فرماتی ہیں:

"کہ مردوں کے قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج پر تھیں' جب وہ قافلے ہمارے قریب آتے تو ہم میں سے ہر عورت اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر ڈال لیتی پھر جونہی وہ ہمارے پاس سے گزر جاتے تو

---

[1] بخاری۔ کتاب الحج: باب مالا یلبس المحرم من الثیاب (ح ۱۵۴۳)

مسلم۔ کتاب الحج: باب ما یباح للمحرم بحج او عمرۃ لبسہ (ح ۱۱۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پھر سے اپنے چہرے ننگے کر لیتیں۔"[1]

اسی طرح سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے، کہتی ہیں:

((کُنَّا نُغَطِّيْ وَجُوْهَنَا مِنَ الرِّجَالِ ، وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي الْإِحْرَامِ))[2]

"ہم مردوں سے اپنے چہرے ڈھانپ لیتی تھیں، اور ہم اس سے قبل حالت احرام میں کنگھی بھی کر لیتی تھیں۔"

(۴) عورتوں کا مردوں سے ملتے جلتے کپڑے پہننا

یہ بھی ممنوع ہے کیونکہ شریعت میں عورت کو مردوں جیسا لباس اور ان جیسی وضع قطع اور شکل و صورت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن کچھ خواتین ایسے لباس زیب تن کرتی ہیں جو مردوں سے مشابہت رکھتے ہیں یا ایسی وردیاں اور یونیفارم پہنتی ہیں جو مردوں کے لیے ہوتی ہیں۔ تو یہ منع ہے۔ عورت کے لیے حالت احرام میں کوئی خاص لباس نہیں ہے۔ البتہ مردوں سے مشابہت تو مطلق طور پر منع ہے۔ جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))[3]

---

[1] مسند احمد (۳۰/۶) ابو داؤد۔ کتاب المناسك : باب فی المحرمة تغطی وجهها (ح ۱۸۳۳) ابن ماجه۔ کتاب المناسك : باب المحرمة تسدل الثوب علی وجهها (ح ۲۹۳۵)
اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے البتہ اگلی روایت اس کی بہترین شاہد ہے۔

[2] مستدرك حاکم (۴۵۴/۱) صحیح ابن خزیمة (۲۶۹۰) موطا امام مالك (۳۲۸/۱)، کتاب الحج : باب تخمیر المحرم وجهه

[3] بخاری۔ کتاب اللباس : باب المتشبهین بالنساء والمتشبهات بالرجال (ح ۵۸۸۵)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح الباری“ میں بعض علماء کا قول یوں رقم کیا ہے:

”اس مشابہت سے مراد! لباس پہننے میں مشابہت اسی طرح کچھ دوسری صفات و حرکات وغیرہ میں مشابہت کرنا مراد ہے۔ نیکی کے کاموں میں مشابہت مراد نہیں ہے۔“ [1]

⑤ مشاعرج وغیرہ کی یاد داشت کے لیے تصاویر بنانا

قرآن و حدیث کے دلائل اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ تصویر اپنی تمام انواع و اقسام سمیت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دلائل تصاویر کی تمام انواع و اقسام کے لیے عام ہیں، کسی خاص نوع کی حرمت کے لیے نہیں ہیں۔

جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث پاک مروی ہے، کہتے ہیں کہ: میں نے بذات خود نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) [2]

”قیامت کے روز سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب کے حقدار ”مصور“ ہوں گے۔“

اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات بھی موجود ہیں [3] بلکہ تصویر کے حرام ہونے میں احادیث بکثرت ملتی ہیں۔

---

[1] فتح الباری (۱۰/۳۳۳) ذکر الشیخ ابو محمد بن ابی جمرۃ رحمۃ اللہ علیہ

[2] بخاری۔ کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ (ح ۵۹۵۰)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان (ح ۲۱۰۹)

[3] بخاری حوالہ سابق (ح ۵۹۵۱، ۵۹۵۳) مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۲۱۰۸، ۲۱۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ حدیث پاک سے وجہ استدلال اس طرح ہے کہ "المصورون" (تصویر بنانے والے) اسم فاعل ہے۔ پھر مزید اس پر "ال" موصولہ بھی داخل ہوا ہے جو تصویر کی تمام انواع و اقسام کو شامل ہے۔ تو اس سے کسی بھی چیز کی تصویر کو جائز نہیں بنایا جا سکتا مگر صرف غیر ذی روح کی تصویر کو' وہ بھی دوسرے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے۔

فوٹو گرافی والی تصاویر بھی لغت اور عرف دونوں اعتبار سے تصویر ہی میں شامل ہیں۔ تو اس طرح شرعی ممانعت اس کے لیے بھی ہے۔ تصویر کی حرمت کی وجہ سے وسائل تصویر بھی حرام ٹھہرے۔ اور جس چیز کے ذرائع کو بھی حرام قرار دیا گیا ہو وہ تو صرف کسی خاص اور راجح مصلحت کے تحت ہی مباح ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اپنی حفاظت یا اپنے محکمے کی پہچان کے لیے یا اسی طرح دوسری کسی خاص مصلحت کی بنا پر' جس میں مصلحت راجح اور غالب ہو یا جس کا کوئی بدل نہ ہو سکتا ہو اس کام کو کراہت اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے اور اس سے غیر مانوس رہتے ہوئے تصویر بنوائی جا سکتی ہے۔

٦ پتھروں کو چومنا یا دفع مصیبت کے لیے کوئی چیز لٹکانا

پتھروں اور دروازوں کو چھونا' چومنا یا ان پر کوئی چیز لٹکانا (وہ مسجدوں کے دروازے ہوں یا خانہ کعبہ وغیرہ کی دیواریں ہوں) تو یہ سب کام بھی بدعات و محدثات میں سے ہیں۔ کعبہ کے علاوہ مختلف پتھروں اور دروازوں کو چھونا تاکہ ان سے برکت حاصل ہو یہ شرک ہے۔ کیونکہ برکت یا تبرک کا مطلب ہے نفع اور خیر کی طلب و چاہت' تو یہ کسی پتھر یا لکڑی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ "عقائد" کے بیان میں "ذات انواط" والی حدیث پاک پہلے گزر چکی ہے وہ اس مسئلہ میں بڑی واضح دلیل ہے۔

باقی رہا معاملہ کعبہ کی دیواروں کا' تو حجر اسود کو چھونا' چومنا اور رکن یمانی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھونا صرف یہی سنت سے ثابت ہے [1] باقی دیواروں کو چھونا جائز نہیں ہے۔ البتہ ملتزم سے اپنے رخسار سینے اور بدن کو لگانا یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ [2] چونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسے کیا ہے' لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

کعبہ کی باقی دیواریں' دوسرے کونے' یا غلاف کعبہ کو چھونا یا بوسہ دینا بدعت ہے' جس کا سنت سے کوئی نشان نہیں ملتا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے دونوں شامی ارکان جو حطیم کی جانب ہیں کو چھونے والے مؤقف سے دست برداری کا اظہار کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مؤقف کو تسلیم کر لیا تھا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں کہا تھا:

"لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا"

"بیت اللہ کا کوئی ایک حصہ بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔"

تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

کہ "یقیناً آپ سب کے لیے رسول اللہ (ﷺ) ہی میں بہترین نمونہ ہے۔"

تو اس کے جواب میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"صَدَقْتَ" کہ آپ نے بالکل سچ فرمایا۔

اس مکالمے کو امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] بخاری۔ کتاب الحج : باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین (ح ۱۶۰۹) و باب تقبیل الحجر (ح ۱۶۱۰)

مسلم۔ کتاب الحج : باب استحباب استلام الرکنین الیمانیین فی الطواف (ح ۱۲۶۷' ۱۲۷۰)

[2] ابن ماجہ۔ کتاب المناسك : باب الملتزم (ح ۲۹۶۲)

[3] مسند احمد (۲۱۷/۱) واللفظ لہ۔ ترمذی۔ کتاب الحج : باب ماجاء فی استلام الحجر و الرکن الیمانی (ح ۸۵۸)

بخاری۔ کتاب الحج : باب من لم یستلم الاالرکنین الیمانیین (ح ۱۶۰۸ مختصراً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل اسی طرح ہر مسلمان کو بدعات ومحدثات کو ترک کرتے ہوئے سنت نبوی (ﷺ) کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

⑦ عبادت کی نیت سے جبل عرفات پر چڑھنا

دعاء کرتے وقت جبل عرفات کی جانب منہ کرنا اور عبادت کی نیت سے اس پر چڑھنا۔ جبل عرفات کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے صرف رسول اللہ ﷺ اس کے پیچھے قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہوئے تھے (یعنی جب آپ ﷺ نے دعاء فرمائی تھی تو جبل عرفات کعبہ کی جانب آپ کے سامنے اتفاقاً ہی تھا قصداً نہیں تھا) اور آپ ﷺ نے یوں فرمایا تھا:

((وَقَفْتُ هٰهُنَا وَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)) [1]

"میں اس مقام پر کھڑا ہوں جبکہ سارا عرفہ ہی کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔"

لہٰذا عرفہ کے روز یا کسی دوسرے دن جبل عرفات کی طرف منہ کر کے دعاء کرنے کی کوئی فضیلت ہے اور نہ ہی مستحب۔ بلکہ اگر کوئی اسے لازمی خیال کرتے ہوئے یا ایسی دعاء کی فضیلت سمجھتے ہوئے یوں کرے گا تو اس کا یہ کام بدعت تصور ہو گا۔ اس طرح جبل عرفات پر........ اللہ کی عبادت اور حصول تقرب کی نیت سے چڑھنا بھی بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ اس کے اوپر نہیں چڑھے تھے بلکہ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ تو حصول قرب الٰہی کی خاطر اس پر چڑھنا۔ جیسا کہ لوگوں کا اس پر چڑھنے میں ازدحام اور رش نظر آتا ہے۔ یہ بدعات میں سے ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نور بصیرت عطا فرمائے۔

⑧ غارِ حراء پر عبادت کی نیت سے جانا

بعض ایسے آثار و مقامات کی زیارت کو جانا جن کی زیارت از راہ عبادت

---

[1] مسلم۔ کتاب الحج : باب حجة النبی صلی اللہ علیہ و سلم (ح ۱۲۱۸) و باب ماجاء ان عرفة کلھا موقف (ح ۱۴۹/۱۲۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروع نہیں ہے جیسے غار حراء وغیرہ یا ان کی زیارت کے مشروع ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ تو یہ بھی نئی ایجاد کردہ بدعات میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ' صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور تابعین عظام (رحمۃ اللہ علیہم) میں سے کسی نے بھی ان آثار کی زیارت نہیں کی۔ حالانکہ وہ ہم بعد والوں کی نسبت نیکی' فضل اور اتباع سنت کے زیادہ حقدار تھے۔ ان آثار و مقامات کی زیارت کے ذریعے اظہار تعظیم اور حصول تقرب شرک تک پہنچانے کے اسباب میں سے ہے۔ اسی لیے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو دیکھ کر' جو ایسی جگہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی' یوں فرمایا تھا:

((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِمِثْلِ هٰذَا يَتَّبِعُوْنَ اٰثَارَ اَنْبِيَآئِهِمْ)) [1]

"تم سے پہلے والے بھی تو اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ وہ بھی انبیاء کے آثار کی پیروی کرتے تھے۔"

⑨ عورتوں کے لیے احرام میں سفید لباس افضل سمجھنا

اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ احرام میں عورتوں کے لئے سفید لباس زیادہ فضیلت والا ہے۔

یہ بھی عوام الناس کی غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے۔ عورت کے لیے حالت احرام میں صرف دستانے' ہاتھ پاؤں کے زیورات اور نقاب باندھنا منع ہے [2] اس عورت کے لیے ہر طرح کا لباس مباح ہے کسی ایک لباس کو دوسرے لباس پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں ہے۔

عورت کے کسی لباس کو بھی ایسا بالکل نہیں ہونا چاہیئے کہ جو اس کی زینت اور اس کے بدن کی خوبصورتی کو نمایاں اور ظاہر کرے اور نہ ہی ایسا ہونا چاہیئے جو اس

---

[1] فتح المجید (ص ۲۵۶) باب ماجاء ان الغلو فی قبور الصالحین' یصیرها اوثانا

[2] بخاری۔ کتاب جزاء الصید : باب ماینهی من الطیب للمحرم والمحرمة (ح ۱۸۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جسم کے انگ انگ کو الگ الگ دکھائے یا اس کے بازو' اس کی پنڈلی یا دیگر اعضاء کو ظاہر کرے۔ امام ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جید سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((نَهَى النِّسَآءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرَسَ وَالزَّعْفَرَانَ مِنَ الثِّيَابِ)) [1]

"آپ نے حالت احرام میں عورتوں کو دستانے پہننے (یا ہاتھ پاؤں کے زیورات پہننے) اور نقاب کرنے سے اور ہر اس کپڑے کو پہننے سے منع فرمایا ہے جسے ورس یا زعفران خوشبو لگی ہوئی ہو۔"

اسی طرح عورت کو حالت احرام میں ایسے شوخ رنگ والے کپڑے بھی زیب تن نہیں کرنے چاہئیں جو جاذب نظر اور دلکش ہوں یا حالت احرام میں ترک و زیبائش و آرائش کے منافی ہوں۔ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر شوخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اور سرمہ لگائے ہوئے ان لوگوں میں دیکھا تھا جنہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا تھا [2] مسلم شریف کی اس روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے حلال ہونے (یعنی احرام کھولنے) کی خبر بھی نہ تھی۔ گویا کہ ان کے ہاں یہ بات چلی آتی تھی کہ عورت ایسے جاذب نظر اور شوخ رنگ والے کپڑے حالت احرام میں نہیں پہنا کرتی تھی۔

حالت احرام کے بعد عورت جیسے کپڑے پسند کرے یا جو رنگ بھی چاہے ریشمی' سنہری وغیرہ یا پاجامہ' شلوار' قمیص یا موزے وغیرہ پہن سکتی ہے۔ لیکن اجنبی غیر محرم مردوں سے مکمل ستر پوشی اور پردے کی شرط کے ساتھ۔ اللہ ہی توفیق دینے والے

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب المناسك: باب ما يلبس المحرم (ح ١٨٢٧) و هو عندالبخاری انظر السابق

[2] مسلم۔ کتاب حجة النبی صلی اللہ علیہ و سلم (ح ١٢١٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

⑩ نبی کریم ﷺ کے روضہ پر جائے بغیر حج ناقص سمجھنا

نبی کریم ﷺ کے روضہ کی زیارت کیے بغیر حج کے نامکمل ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

یہ بات کچھ ممالک کے عوام میں مشہور ہو چکی ہے حالانکہ یہ محض ایک خطاء اور غلطی ہے۔ کیونکہ ارکان حج واجبات حج یا سنن حج میں نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت شامل نہیں ہے۔ اس پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تابعین عظام (رحمۃ اللہ علیہم) اور فضیلت والے دور کے معروف ائمہ دین اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔

حج کے بعد قبر نبوی (ﷺ) کی زیارت کے سلسلے میں ملنے والی تمام احادیث میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے۔ جیساکہ اس کا بیان آئندہ مسئلہ میں آرہا ہے۔

اور اگر کوئی حاجی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا شوق رکھتا ہے تو یہ مستحب عمل ہے۔ اس میں دوسری مساجد کے مقابلے میں ایک ہزار درجے زیادہ ثواب اور فضیلت کی بات رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے[1] اگر اس نے مسجد نبوی میں صرف نماز پڑھنے کے لیے قصد کیا ہے تو اس کی فضیلت کے پیش نظر یہ مستحب ہے۔ پھر جب وہ نماز ادا کر چکے جتنی اس کے مقدر میں ہو تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر سلام کہہ لے۔ نبی اکرم ﷺ پر سلام کہنے اور اس کے جواب میں' قریب و بعید والے سب مساوی ہیں۔ اب اسے چاہیے کہ سلام پیش کرے لیکن کوئی فضول اور لایعنی بات نہ کرے۔ اور نہ ہی زیادہ دیر تک وہاں کھڑا رہے۔ بلکہ صرف سلام کہنے پر ہی اکتفا کرے اور چل دے۔ یہی بات رسول مصطفی ﷺ کو محبوب ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ : باب ا (ح ۱۱۹۰)

مسلم۔ کتاب الحج : باب فضل الصلاۃ ' لمسجدی مکۃ والمدینۃ (ح ۱۳۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) من گھڑت روایات کے صحیح ہونے کا عقیدہ رکھنا

ان میں سے چند ایک یہ بھی ہیں:

(۱) ((مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ))

''جس نے حج تو کر لیا لیکن میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی''

(۲) ((مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَ قَبْرَ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ عَامٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ))

''جس نے ایک ہی سال میں میری قبر کی اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کر لی اس کے لیے شفاعت واجب ہو گئی''

(۳) ((إِذَا ضَاقَتْ بِكُمُ الصُّدُوْرُ(الاُمُوْرُ) فَعَلَيْكُمْ بِأَصْحَابِ الْقُبُوْرِ))

''جب تمہارے اوپر حالات تنگ ہو جائیں تو تم قبروں والوں کو لازم پکڑ لینا۔''

www.KitaboSunnat.com

(۴) ((لَوِ اعْتَقَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ حَجَرٍ لَنَفَعَهُ))

''تم میں سے اگر کوئی پتھر پر بھی عقیدہ پختہ کرے تو وہ بھی ضرور نفع پہنچا دے گا۔''

یہ سب جھوٹی روایات ہیں۔ اہل علم نے ایسی تمام روایات پر یوں فیصلے دیے ہیں کہ یا تو یہ من گھڑت ہیں یا ان کی کوئی اصل ہی نہیں۔

(۱۲) طواف وداع کے بعد الٹے پاؤں چلنا

یہ بھی نئی ایجاد شدہ بدعات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب طواف وداع فرمایا تھا تو ان کے متعلق ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔ تو اس کام کو کرنا یا اس کے درست ہونے کا عقیدہ رکھنا بدعت ہو گا۔

(۱۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا طواف کرنا

یہ تو شرک ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ کیونکہ طواف کرنا تو عبادت ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا طواف کرنا اسے بت بنانا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء مانگی تھی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَ ثَنًا يُعْبَدُ)) [1]

"اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی عبادت ہونے لگے۔"

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کی دعاء کو قبول فرماتے ہوئے آپ کی قبر کو محفوظ رکھا ہے۔ کیونکہ آپ کی قبر مبارک تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا' پھر بھی لوگوں نے قبر کے حجرے کو ہی بیت اللہ کی طرح سمجھ لیا ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے' اور یہ شرک ہے۔ کیونکہ بیت اللہ کے سوا کوئی بھی گھر اور حجرہ ایسا نہیں ہے جس کے طواف کو عبادت کہا جا سکے یا جس کے طواف کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو۔

﴿۱۴﴾ مزدلفہ اور منیٰ میں راتیں بسر کرنے میں تساہل

"لیلۃ النحر" (چاند کی دسویں رات) مزدلفہ میں گزارنا اور "لیالیي منٰی" (منیٰ کی راتیں یعنی گیارہویں' بارہویں اور تیرہویں راتیں) منیٰ میں گذارنا واجبات حج میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴾ (البقرۃ: ۱۹۸/۲)

"پھر جب عرفات سے چلو' تو مشعر حرام (مزدلفہ کے پاس ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو۔"

تو یہ آیت مبارکہ واجب ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حکم الٰہی کی تفسیر اپنے عمل مبارک سے ایسے ہی فرمائی ہے کہ آپ ساری رات مزدلفہ میں رہے یہاں تک کہ آپ نے نماز فجر ادا فرمائی اور پھر مزید دن کے روشن ہونے تک (لیکن طلوع شمس سے قبل تک) ٹھہرے رہے [2] لیکن ضعیفوں اور ان جیسے

---

[1] موطا امام مالک(۱۷۲/۱) کتاب قصر الصلاۃ فی السفر : باب جامع الصلاۃ' مرسلاً مسند احمد (۲۴۶/۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ۔

[2] بخاری۔ کتاب الحج : باب من یصلي الفجر بجمع (ح ۱۶۸۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے افراد کے لیے نصف رات کے بعد بوجہ عذر مزدلفہ سے کوچ کرنے کی رخصت ہے۔ جس طرح کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُفِيْضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا)) [1]

"ام المؤمنین سودہ (رضی اللہ عنہا) بھاری جسم والی خاتون تھیں انہوں نے رات ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت مانگی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مزدلفہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال میں سے جن کمزوروں کو پیشگی روانہ فرما دیا تھا میں بھی ان میں شامل تھا [2] اسی طرح مسند احمد میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بھی موجود ہے۔ [3]

بخاری اور مسلم میں موجود سیدہ اسماء رضی اللہ عنہما کی روایت میں یوں ہے:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ)) [4]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہودج والیوں کو جانے کی اجازت دے دی۔"

یہ فرمان مبارک تو عذر والیوں اور غیر عذر والیوں سب عورتوں کو عام ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الحج: باب من قدم ضعفة اهله بليل فيقفون بالمزدلفة (ح ١٦٨١)
مسلم۔ کتاب الحج: باب استحباب تقدم دفع الضعفة من النساء (ح ١٢٩٠)

[2] بخاری۔ کتاب الحج: باب من قدم ضعفة اهله بليل (ح ١٦٧٨)
مسلم۔ کتاب الحج: باب استحباب تقدم دفع الضعفة من النساء (ح ١٢٩٣)

[3] مسند احمد (٢/٣٣)

[4] بخاری۔ کتاب الحج: باب من قدم ضعفة اهله بليل (ح ١٦٧٩)
مسلم۔ کتاب الحج: باب استحباب تقدم دفعه الضعفة من النساء۔ (ح ١٢٩١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدلفہ میں رات گذارنے کے وجوب پر عمل یا حکم الٰہی کی تعمیل مزدلفہ میں اکثر رات گذار لینے سے ہو جاتی ہے۔ اور یہ اکثر رات نصف سے زائد مراد ہے خواہ تھوڑی سی ہی ہو۔ اکثر اہل علم کا یہی مؤقف ہے۔

اسی طرح منیٰ کی راتیں منیٰ میں گذرانی واجب ہیں صرف عذر والوں کے لیے جیسے کہ سقایہ والے (یعنی واٹر ڈیپارٹ منٹ والے) یا حاجیوں کے فائدے اور خدمت کے لیے کام کرنے والے یا اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں انہیں مکہ یا کسی دوسری جگہ میں راتیں گذارنے کی رخصت ہے۔ اس پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث واضح دلیل ہے، کہتے ہیں:

((اِسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَاَذِنَ لَهُ)) [1]

"سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں پانی پلانے کی وجہ سے مکہ میں گذارنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے اجازت عطا فرما دی۔"

(اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بخاری اور مسلم ہی میں موجود ہے)

تو مذکورہ حدیث پاک میں "اجازت مانگنا" اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے کیونکہ غیر واجب میں بلا اجازت ہی جانا یا اس کام کو کر لینا جائز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد مبارک میں بھی یہ مراد ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۰۳)

---

[1] بخاری۔ کتاب الحج: باب سقایة الحاج (ح ۱۶۳۴)

[2] مسلم۔ کتاب الحج: باب وجوب المبیت بمنٰی لیالی ایام تشریق (ح ۱۳۱۵) کلهما عن ابن عمر رضی اللہ عنهما۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کی یاد کرو۔"

تو اس حکم الٰہی کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں راتیں گذار کر فرما دی ہے جو اس امر کے وجوب کی دلیل ہے۔ اسی طرح مسند احمد اور اصحاب السنن کا روایت کردہ فرمان رسول اللہ ﷺ بھی اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو بھی منیٰ سے باہر راتیں گذارنے کی رخصت دی تھی۔" [1]

﴿۱۵﴾ مزدلفہ اور منیٰ میں بلا ضرورت ہی دیر تک جاگتے رہنا

یہ بھی سنت نبوی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کے خلاف ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ جب مزدلفہ تشریف لائے تھے۔ تو آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز (نفل و سنت) وغیرہ نہیں پڑھی۔ پھر آپ فجر طلوع ہونے تک سوئے رہے (رواہ مسلم، عن جابر رضی اللہ عنہ) [2]

رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک ہی یہی تھا کہ نماز عشاء کے بعد ماسوائے کسی ضروری حاجت کے مثلاً: علم کی خاطر یا کسی دوسری مصلحت کے لیے جاگتے نہیں رہتے تھے۔ [3]

---

[1] مسند احمد (۵/۴۵۰) ابو داؤد۔ کتاب المناسك: باب فی رمی الجمار (ح ۱۹۷۵) ترمذی۔ کتاب الحج: باب ماجاء فی الرخصة للرعاة ان یرموا یوما ویدعوا یوما (ح ۹۵۵) نسائی۔ کتاب مناسك الحج: باب رمی الدعاء (ح ۳۰۷۱)۔ ابن ماجه۔ کتاب المناسك: باب تاخیر رمی الجمار من عذر (ح ۳۰۳۷)

[2] مسلم۔ کتاب الحج: باب حجة النبی صلی اللہ علیه وسلم (ح ۱۲۱۸)

[3] بخاری۔ کتاب مواقیت الصلاة: باب مایکره من النوم قبل العشاء (ح ۵۶۸) مسلم۔ کتاب المساجد: باب استحباب التکبیر بالصبح فی اول وقتها (ح ۶۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۶﴾ سلائی والی چیز کو ممنوع قرار دینا

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ ایسی گھڑی یا ایسے جوتے پہننا جن میں سلائی کی گئی ہو وہ شرعاً ممنوع ہیں اور اسی طرح یہ خیال کرنا کہ جس چیز میں بھی سلائی ہو وہ قابل پرہیز ہے۔

یہ خیال بھی غلط ہے۔ احرام والے کو سلے ہوئے کپڑے پہننے سے جو منع کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لباس جسمانی قدوقامت کے ناپ سے سلائی کیا گیا ہو، جیسے کہ عام کپڑے، شلواریں وغیرہ بعض علمائے سلف نے نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل فرمان مبارک کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اور اس کا عام معنی لیتے ہوئے "سلے ہوئے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ)) (الحديث)[1]

"احرام باندھنے والا قمیص پہنے اور نہ ہی پگڑی باندھے، نہ ٹوپی لے اور نہ ہی شلوار پہنے........"

احرام والے کے لیے جوتے پہننا خواہ کیسے بھی ہوں مباح اور جائز ہیں۔ باقی رہا مسئلہ گھڑی وغیرہ کا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ارشاد کی روشنی میں اجتناب ہی بہتر ہے۔

((لَا تَعْقِدْ عَلَيْكَ شَيْئًا))[2]

"وہ کوئی چیز نہ باندھو۔"

باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الحج : باب مالا یلبس المحرم من الثیاب (ح ۱۵۴۲)
مسلم۔ کتاب الحج : باب مایباح للمحرم بحج اور عمرة لبسه (ح ۱۱۷۷)

[2] مصنف ابن ابی شیبة (۳۹/۲/۴) السنن الکبری للبیهقی (۵۱/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۷﴾ حج وغیرہ میں آلات طرب (ڈھول' باجے وغیرہ) کا استعمال

باجوں گاجوں اور ڈھول ڈھمکوں کا استعمال بھی جائز نہیں ہے' روزوں کے آخر (مسئلہ نمبر۶) میں اس کے دلائل گذر چکے ہیں۔

﴿۱۸﴾ قبل از وقت رمی جمرات کر لینا

قبل از وقت جمرات کو کنکریاں مار لینا کافی نہیں ہوں گی بلکہ وقت آنے پر ان کا اعادہ کرنا واجب ہو گا"یوم النحر" تو سارا دن ہی "رمی کا وقت" ہے البتہ جو آدمی نصف رات کے بعد مزدلفہ سے ادھر آ جائے اس کے لیے نصف شب بھی "رمی کا وقت ہے" اور ایام منیٰ میں "رمی کا وقت" زوال شمس کے بعد ہے' جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں:

((كُنَّا نَتَحَيَّنُ ' فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا)) [1]

"ہم وقت کا حساب رکھا کرتے تھے' تو جس وقت سورج ڈھل جاتا تو ہم جمرات کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔"

جبکہ مسلم شریف میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو تو چاشت کے وقت "جمرۃ" کو رمی فرمائی تھی جبکہ بعد کے ایام میں سورج کے زوال کے بعد [2]

﴿۱۹﴾ کنکریاں مارنے سے قبل انہیں دھونا

یہ بھی غلط ہے' کیونکہ کنکری پلید اور نجس نہیں ہوتی' اس کے لیے طہارت کی شرط بھی نہیں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماری ہیں لیکن انہیں دھویا نہیں تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے ہی میں بہترین نمونہ ہے۔ اس مسئلہ

---

[1] بخاري۔ كتاب الحج: باب رمي الجمار (ح ۱۷۴۶)

[2] مسلم۔ كتاب الحج: باب بيان وقت استحباب الرمي (ح ۱۲۹۹/۳۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں امام الموفق رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کنکریوں کو دھونا مستحب نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ہم تک نہیں پہنچا۔ اور یہی صحیح اور درست ہے۔ امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اہل علم کا یہی کہنا ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کنکریاں چنی گئیں تو گر پڑیں اور آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے تو آپ نے دوبارہ انہیں ہاتھوں میں پکڑا [1] لیکن انہیں دھویا نہیں تھا' اور نہ ہی انہیں دھونے کا حکم ہی دیا تھا' اور نہ ہی اس میں ایسا کوئی معنی ملتا ہے جو دھونے کا تقاضا کرتا ہو' اگر کوئی آدمی پلید کنکری بھی جمرات کو مار دے گا تو وہ بھی اسے کافی ہو جائے گی کیونکہ وہ کنکری ہی ہے [2] امام الموفق کی بات پوری ہوئی۔''

۲۰ حجر اسود کے پاس مردوں کی موجودگی میں عورتوں کا رش کرنا

عورت قابل پردہ چیز ہے۔ اور اس کے ذمے لازم ہے کہ وہ ایسی حرکت کرنے سے اجتناب ہی کرے وہ مردوں کے ساتھ اختلاط اور بھیڑ کرنے جیسے افعال' جو گناہ کا سبب بنیں یا اس کے حج میں یا فرائض میں نقص پیدا کرنے والے ہوں' ان کی کوشش ہی نہ کرے۔

حجر اسود کو بوسہ دینا واجب نہیں ہے۔ جس کے لیے مردوں سے جھگڑے اور دھکم پیل کے بغیر آسانی سے ممکن ہو جائے تو اس کے لیے بہت ہی اچھا ہے وگرنہ دھکم پیل سے بچ کر رہنا ہی اس کے لیے واجب ہے۔ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یوں فرمایا تھا:

---

[1] نسائي. كتاب مناسك' الحج: باب التقاط الحصي (ح ٣٠٥٩)

ابن ماجه. كتاب المناسك: باب قدر الحصي الرمي (ح ٣٠٢٩)

[2] المغني (٢٩١/٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے عمر! اگرچہ تو قوی اور توانا آدمی ہے لیکن حجر اسود پر دھکم پیل نہ کرنا۔"[1]
تو یہ دھکم پیل تو شرعی عذر کی موجودگی میں بالکل منع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں یوں روایت بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے الگ تھلگ ان سے اختلاط کیے بغیر ہی خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں تو ایک خاتون نے ان سے عرض کیا' اے ام المومنین! تم اپنی مرضی سے چلی جاؤ اور خود جانے سے انکار کر دیا۔"

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کے ساتھ دھکم پیل کو ناپسند کیا ہے۔[2]

﴿۲۱﴾ بلاضرورت ہی رمی جمرات وغیرہ میں کسی کو وکیل بنانا

رمی جمرات میں عورتوں اور کمزوروں کا وکیل بنا لینے میں کوئی حرج تو نہیں ہے' کیونکہ رمی جمرات میں ازدحام اور ایذاء وغیرہ پہنچتی ہے۔ لیکن اگر رمی جمرات کے وقت ازدحام اور مشقت و تکلیف والی صورت نہ ہو تو وکیل بنانے کی اجازت نہیں ہے' اہل علم کے ایک گروہ نے یوں بھی کہا ہے؟

"کہ نفلی رمی جمرات میں مطلق طور پر وکیل بنانا جائز ہے قدرت والے اور غیر قدرت والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

﴿۲۲﴾ اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ رمی جمرات کے مقام پر شیطان ہوتا ہے

تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ تینوں مقامات وہ ہیں جیسا کہ ذکر ملتا ہے کہ ان مقامات

---

[1] مسند احمد (۲۸/۱) اس حدیث کی سند کو شیخ شعیب ارناؤط اور دیگر محققین نے مسند احمد کی تخریج ص ۳۲۱/۱ میں حسن قرار دیا ہے۔ اور اس حدیث میں ذکر کردہ مسئلہ کے کئی ایک شواہد بھی موجود ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تخریج و تحقیق مسند احمد (۳۲۱/۱' ۳۲۲) (ابوالحسن مبشر احمد ربانی)

[2] بخاری۔ کتاب الحج: باب طواف النساء مع الرجال (ح ۱۶۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ابراہیم علیہ السلام کے سامنے شیطان آیا تھا [1] تو یہ تینوں عبادت کے مقامات ٹھہرے۔ تو ان مقامات کے پاس کنکریاں پھینک کر اور ذکر کر کے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے وہاں پر جمرہ پر شیطان تو کھڑا نہیں ہوتا۔

۲۳ عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے آنا یا مزدلفہ سے پہلے نکلنا

غروب آفتاب سے قبل میدان عرفات سے نکلنا' یا نصف شب سے قبل مزدلفہ سے نکل آنا۔

میدان عرفات میں غروب آفتاب کے بعد تک رہنا یہ واجب ہے۔ نبی اکرم ﷺ غروب آفتاب کے بعد سرخی اور پھر زردی غائب ہونے تک میدان عرفات ہی میں رہے تھے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی ایک روایت بیان کی ہے [2] سیدنا عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث [3] کے پیش نظر رات میدان عرافت میں گذارنی ضروری ہے خواہ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو آدمی غروب آفتاب سے قبل ہی میدان عرفات سے نکل جائے تو اس پر ایک قربانی لازم ہو گی۔

اسی طرح مزدلفہ میں ٹھہرنا اور رات گذارنا بھی واجب ہے نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف بوڑھوں' کمزور عورتوں وغیرہ کو وہاں سے پہلے آنے کی اجازت دی تھی۔ جیسا کہ مسئلہ نمبر ۱۴ میں بیان گذرا ہے۔ جو آدمی مزدلفہ

---

[1] مسند احمد (۲۹۷/۱) مستدرک حاکم (۴۶۶/۱) بیهقی فی السنن الکبریٰ (۱۵۳/۵)

[2] مسلم. کتاب الحج : باب حجة النبی صلی اللّٰه علیه و سلم (ح ۱۲۱۸)

[3] ابوداؤد. کتاب المناسك : باب من لم یدرك عرفة (ح ۱۹۵۰)

ترمذی. کتاب الحج : باب ماجاء فی من ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (ح ۸۹۱)

نسائی. کتاب مناسك الحج : باب فیمن لم یدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (ح ۳۰۴۲)

ابن ماجه. کتاب المناسك : باب من اتی عرفة قبل الفجر لیلة جمع (ح ۳۰۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آدھی رات گذارنے سے قبل ہی ادھر سے چلا آئے تو اس نے بھی ایک واجب کو ترک کر دیا۔ تو اس کے ذمے بھی قربانی آئے گی کیونکہ مزدلفہ میں ٹھہرنا بھی واجبات حج میں سے ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

((خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ))[1] "تم مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو۔"

۴۴ عرفہ میں ہونے کے باوجود یوم عرفہ کا روزہ رکھنا

نبی کریم ﷺ نے عرفہ میں ہوتے ہوئے یوم عرفہ کا روزہ نہیں رکھا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے یوم عرفہ کے روزے میں شک سا پیدا ہوا۔ تو میں نے آپ ﷺ کے پاس کچھ دودھ روانہ کیا اس وقت آپ "موقف" یعنی میدان عرفات میں کھڑے تھے۔ تو آپ نے اسے نوش فرمایا جبکہ لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے[2] سیدہ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے بھی بخاری اور مسلم میں اس کی مثل روایت موجود ہے۔[3]

۴۵ مزدلفہ پہنچتے ہی کنکریاں چننا

بعض لوگوں کا مزدلفہ پہنچتے ہی کنکریوں کو اٹھانے اور جمع کرنے میں مشغول ہو جانا۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے کہ کنکریوں کو دسویں ذوالحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے یا پھر وہاں سے واپس ہٹتے ہوئے راستے میں سے چنی جائیں جیسے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

---

[1] مسلم۔ کتاب الحج: باب استحباب رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر راکبا (ح ۱۲۹۷) بلفظ مختلف

[2] بخاری۔ کتاب الصوم: باب صوم یوم عرفۃ (ح ۱۹۸۹)

مسلم۔ کتاب الحج: باب استحباب الفطر للحاج بعرفات یوم عرفۃ (ح ۱۱۲۴)

[3] بخاری۔ کتاب الحج: باب الرکوب علی الدابۃ بعرفۃ (ح ۱۶۶۱)

مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۱۱۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَ هُوَ وَاقِفٌ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ: هَاتِ الْقُطْ لِیْ فَلَقَطْتُ لَهٗ ....)) (الحدیث) [۳]

"رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی صبح کو مجھے یوں فرمایا جبکہ آپ سواری پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چنو' تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چنیں۔"

---

[۳] نسائی۔ کتاب مناسك الحج : باب التقاط الحصى (ح ۳۰۵۹)

ابن ماجه۔ كتاب المناسك : باب قدر حصى الرمی (ح ۳۰۲۹)

صحیح ابن خزیمه (۲۸٦٧)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت میں پائی جانے والی خطائیں

① جو ملکیت میں نہیں وہ چیز فروخت کرنا

ایسی چیز کو بیچنا جس کا وہ مالک ہی نہیں یا مالک کے وکیل بنانے کے بغیر ہی بیچ دینا۔

اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جو کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں پوچھتا ہوں:

((يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنَ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي أَبْتَاعُ مِنَ السُّوقِ ثُمَّ أَبِيعُهُ؟))

”میرے پاس کوئی آدمی آتا ہے جو ایسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو میرے پاس ہی نہیں ہے‘ کیا میں وہ چیز بازار سے خرید کر اسے بیچ سکتا ہوں؟“

تو نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا:

((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ))

”کہ ایسی کسی چیز کو فروخت نہ کرنا جو آپ کے پاس نہ ہو“ [1]

---

[1] مسند احمد (۳/۴۰۲) ابوداؤد۔ کتاب البیوع: باب فی الرجل یبیع ما لیس عنده (ح ۳۵۰۳)

ترمذی۔ کتاب البیوع: باب ماجاء فی کراهية بیع ما لیس عنده (ح ۱۲۳۲)

نسائی۔ کتاب البیوع: باب بیع ما لیس عند البائع (ح ۴۶۱۷)

ابن ماجه۔ کتاب التجارات: باب النهی عن بیع ما لیس عندك (ح ۲۱۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل علم نے ((مَا لَیْسَ عِنْدَكَ)) کا معنی یہ بیان کیا ہے ((مَالاَ تَمْلِكُ)) کہ جس چیز کا تو مالک نہیں ہے۔ اور اسی طرح کی ایک روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بھی ملتی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

((لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَّ بَیْعٌ' وَ لَا شَرْطَانِ فِیْ بَیْعٍ وَلَا رِبْحُ مَالَمْ یُضْمَنْ ' وَلَا بَیْعُ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ)) [1]

"بیک وقت قرض اور بیع جائز نہیں ہے' ایک ہی بیع میں دو شرطیں بھی جائز نہیں' اور نہ ہی وہ منافع جائز ہے جس کا ضامن نہ ہوا جائے' اور نہ ہی وہ بیع جائز ہے جو تیرے پاس نہیں"

② مجہول چیز کی بیع

جیسے کوئی آدمی ایسی چیز کو فروخت کرے جو خریدار نے دیکھی بھی نہ ہو۔ اور نہ ہی اسے کسی خاص صفت سے پہچانتا ہی ہو۔ "فروخت ہونے والی چیز" کی جہالت کی وجہ سے بیع نہ تو درست ہے اور نہ ہی جائز۔ ایسی بے شمار صورتیں جن میں وہ چیز لانا معلوم ہو ان کے بارے میں نہی وارد ہے۔ جیسے کہ

۱۔ مال غنیمت کی تقسیم سے قبل ہی کوئی چیز بیچنا [2]

۲۔ ملامسہ یعنی ہاتھ کے چھونے سے ہی بیع پکی کرنا [3]

۳۔ منابذۃ یعنی صرف پھینک دینے سے ہی بیع پکی کرنا [4]

---

[1] مسند احمد (۱۷۹/۲) ابو داؤد۔ کتاب البیوع : باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ (ح ۳۵۰۴)
ترمذی۔ کتاب البیوع : باب ماجاء فی کراھیة بیع ما لیس عندہ (ح ۱۲۳۴)
نسائی۔ کتاب البیوع : باب بیع ما لیس عندہ (ح ۴۶۱۵)
ابن ماجہ۔ کتاب التجارات : باب النھی عن بیع ما لیس عندك (ح ۲۱۸۸)

[2] ابو داؤد۔ کتاب النکاح : باب فی وطء السبایا (ح ۲۱۵۸)

[3] بخاری۔ کتاب البیوع : باب بیع الملامسة (ح ۲۱۴۴' ۲۱۴۵)
مسلم۔ کتاب البیوع : باب ابطال بیع الملامسة والمنابذة (ح ۱۵۱۱' ۱۵۱۲)

[4] بخاری و مسلم (حوالہ سابق)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بیع الحصاۃ یعنی کنکری پھینک کر بیع کرنا[1]

۵۔ بیع الغرر یعنی دھوکہ سے بیع کرنا[2]

۶۔ بیع حبل الحبلہ یعنی حمل کے حمل کی بیع کرنا[3]

۷۔ ایسی مچھلی کی بیع کرنا جو ابھی پانی ہی میں ہو وغیرہ وغیرہ[4]

"ان مذکورہ تمام صورتوں کی سنت مبارکہ میں نہی وارد ہے اور یہ سب جہالت یا لاعلمی کی وجہ سے حرام ہے۔"

یا تو اصل چیز کی جہالت کہ وہ چیز معلوم نہیں یا اس کے وصف اور علامت کی جہالت۔

تو مجہول چیز کی بیع ۔ جیسے کہ مذکورہ صورتیں ہیں یا اس طرح کی دیگر صورتیں جس میں جہالت پائی جائے۔ جو زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ نئی بدل سکتی ہیں وہ منع ہیں۔ اور ان صورتوں میں نہی' ان تمام صورتوں میں "بیع کے فساد" کا تقاضا کرتی ہے۔

(۳) کسی بھی سودے کو' اس کے معلوم عیوب و نقائص بیان کیے بغیر بیچنا اور یہ دھوکہ

---

[1] [2] مسلم۔ کتاب البیوع : باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر (ح ۱۵۱۳)

[3] بخاری۔ کتاب البیوع : باب بیع الغرر و حبل الحبلۃ (ح ۲۱۴۳)

مسلم۔ کتاب البیوع : باب تحریم بیع حبل الحبلۃ (ح ۱۵۱۴)

[4] یہ بیع الغرر ہی میں شمار ہو گی۔ (تنقیح الرواۃ ۱۶۸/۲) اور مسند احمد (۳۸۸/۱) میں اس کا ذکر بھی ہے۔ لیکن اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے۔ پانی کے اندر مچھلی کی بیع اس لیے درست نہیں کہ یہ دھوکہ کی بیع ہے کیونکہ جس چیز کو فروخت کیا جا رہا ہے اس کی صحیح مقدار ہی معلوم نہیں خریدار کو قطعاً اس کا علم نہیں کہ پانی میں کتنی مچھلی ہے اور اس کی صورتحال کیا ہے اور نہ ہی بائع کو اس کا علم ہے۔ علاوہ ازیں سمندر دریا میں مچھلیاں بائع کے قبضہ میں بھی نہیں واللہ اعلم بالصواب۔ (ابوالحسن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شامل ہے' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

قابل فروخت چیز کے عیب اور نقص چھپانا جائز نہیں ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:۔

((اَلْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ)) [2]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو ایسی چیز بیچے جس میں کوئی عیب ہو مگر اس شکل میں کہ اس عیب کو اس کے لیے بیان کر دے۔"

(۴) پرانے سونے کو نئے سونے کے بدلے فرق ختم کیے بغیر بیچنا

یہ بھی سودی معاملات میں سے تفاضل کی شکل ہے یعنی ایک طرف سے زیادہ لینا یا دینا ہے' کیونکہ سونے اور چاندی اور جو چیزیں ان کے قائم مقام ہیں' میں بیع صرف اس صورت میں جائز ہے جب یہ ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر ہوں' خواہ یہ نقدی (یعنی درہم و دینار) کی شکل میں ہو یا ڈھلی ہوئی (یعنی زیوارات کی) شکل میں' دونوں صورتوں میں مساوی حکم ہے۔ ڈھل جانے کے باوجود وہ سونا ہی رہتا ہے اس لئے حکم ایک ہی ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّ لَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ

---

[1] مسلم۔ کتاب الایمان : باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم "من غشنا فلیس منا (ح ۱۰۱)
"جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

[2] ابن ماجہ۔ کتاب التجارات : باب من باع عیبا فلیبینہ (ح ۲۲۴۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَبِيْعُوْا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ)) [1]

"کہ سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے سے کم' زیادہ کر کے فروخت نہ کرو' اور چاندی کے عوض چاندی کو فروخت نہ کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے میں کمی بیشی کر کے مت بیچو اور غائب چیز کو حاضر کے عوض فروخت نہ کر. یعنی ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار۔"

((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ' مِثْلًا بِمِثْلٍ' يَدًا بِيَدٍ' سَوَآءً بِسَوَآءٍ)) [2]

"سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض مت بیچو مگر اس صورت میں کہ دونوں طرف سے وزن ایک ہو' مثل ایک جیسی ہو' ہاتھوں ہاتھ ہو اور مساوی مساوی ہو۔"

اگر ایک آدمی کے پاس ڈھلا ہوا یعنی زیورات کی صورت میں پرانا سونا ہو اور وہ نیا سونا خریدنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ پرانے کو الگ بھاؤ میں بیچ کر اس کی قیمت وصول کرے پھر جیسے چاہے اس قیمت سے سونا خریدے خواہ ڈھلا ہوا ہو خواہ نہ ہو۔

⑤ ایک ہی بیع میں ڈبل بیع کرنا

توبیع کی یہ صورت بھی ممنوع ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ فَلَهٗ اَوْكَسُهُمَا اَوِ الرِّبَا)) [3]

---

[1] بخاری۔ کتاب البیوع : باب بیع الفضة بالفضة (ح ۲۱۷۷)
مسلم۔ کتاب المساقاۃ : باب الربا (ح ۱۵۸۴)

[2] مسلم۔ کتاب المساقاۃ : باب الربا (ح ۱۵۸۴/۷۷)

[3] ابوداؤد۔ کتاب البیوع : باب فیمن باع بیعتین فی بیعة (ح ۳۴۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس آدمی نے ایک ہی بیع میں ڈبل بیع کی تو اس کے لیے دونوں میں سے کم قیمت ہو گی یا پھر سود ہو گا۔"

جبکہ مسند احمد' جامع ترمذی' اور سنن نسائی میں الفاظ اس طرح آتے ہیں۔

((نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ)) [1]

"کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی بیع میں ڈبل بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

ایک ہی بیع میں ڈبل بیع کے مفہوم کو امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اور شرح تہذیب السنن' میں اس طرح بیان کیا ہے:

"اس کی تفسیر یوں بیان کی جاتی ہے کہ کوئی آدمی یوں کہے کہ اس چیز کو دس (روپے) نقد میں خرید لو' پھر فوراً ہی میں اسے بیس (روپے) ادھار میں تجھ سے خرید لیتا ہوں۔ تو یہ عین "بیع العینہ" قرار پائے گی(بیع العینہ یہ ہوتی ہے کہ کسی چیز کو اس کی اصلی قیمت سے زیادہ قیمت پر ادھار بیچنا) تو یہ معنی حدیث پاک کے بالکل مطابق ہے۔ اگر اس بیچنے والے کا مقصود صرف یہی نقد دس روپے ہیں جو وہ ادھار کے بیس روپوں کے نام سے لینا چاہتا ہے تو وہ صرف اپنے "راس المال" کا ہی حقدار ہے تو یہ ((اوکس الثمنین)) یعنی دونوں قیمتوں میں سے کم قیمت ہے' اگر وہ اپنے ہی مال کو لیتا ہے تو گویا اس نے کم قیمت لے لی۔ اور اگر وہ زیادہ قیمت لیتا ہے تو اس نے سود وصول کیا۔ تو اس صورت میں دونوں راستوں میں سے ایک راستہ اسے ضرور اختیار کرنا پڑے گا۔ یا دونوں قیمتوں میں سے کم قیمت یا پھر سود' اس حدیث پاک کا اس کے سوا کوئی اور مطلب نہیں ہے' [2] امام ابن القیمؒ کا کلام ختم ہوا۔

⑥ سگریٹ فروخت کرنا یا فحش لٹریچر بیچنا

حرام چیزوں مثلاً سگریٹ وغیرہ کی بیع کرنا' یا ایسے رسالوں وغیرہ کی

---

[1] مسند احمد (۴۳۲/۲) ترمذی۔ کتاب البیوع: باب ماجاء فی بیعتین فی بیعة (ح ۱۲۳۱) نسائی۔ کتاب البیوع: باب بیعتین فی بیعة (ح ۴۶۳۲)

[2] تهذيب السنن لابن قيم (۹۸/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت کرنا جن میں عورتوں کی تصاویر ہوں' یا سگریٹوں کے اشتہارات' یا گندی فلمیں' یا وہ آلات اور سازو سامان جو حرام کاموں میں استعمال ہوتے ہیں' یا ایسی کتابوں کی خریدو فروخت کرنا جن میں مخرب اخلاق یا عشقیہ باتیں تحریر ہوں۔

علمائے کرام نے مذکورہ کاموں کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے' ایسے رسالوں اور فلموں کا فتنہ عظیم ہو چکا ہے' اسی سے ان کی حرمت ظاہر ہے' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک :

﴿ يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (الاحزاب : ۵۹/۳۳)

"اے نبی ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں' یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں' اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔"

کیونکہ یہی عریانی اور بے پردگی بے حیائی کا پیش خیمہ ہے۔

للہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النور : ۱۹/۲۴)

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں درد ناک سزا کے مستحق ہیں' اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اور رسول ہدایت ﷺ نے یوں فرمایا ہے : ۔

((اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) [1]

---

[1] ترمذی۔ کتاب الرضاع : باب استشراف الشیطان المرأۃ اذا خرجت (ح ۱۱۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عورت ساری کی ساری ہی قابل پردہ ہے' جونہی وہ باہر نکلتی ہے شیطان اسے جھانکنے لگتا ہے' (یا شیطان اسے بڑے غور سے دیکھتا ہے۔"

تو ان تصاویر کا کیا حکم ہو گا؟ جو کفار کی عورتوں یا ان جیسی دوسری عورتوں کی ہوں' جو فتنوں میں مبتلا کر دینے والی ہیں۔ تو جب اس مسئلے کی حرمت دلائل شرعیہ اور علماء کے فتاویٰ سے معلوم ہو چکی تو یہ بھی جان لیں کہ حرام چیزوں کی قیمت وصول کرنی بھی جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے :

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ)) [1]

"بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کہہ دیتا ہے تو اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دے دیتا ہے۔"

اسی طرح کی روایت مسند احمد اور ابو داؤد وغیرہ میں بھی موجود ہے [2] اس روایت کی اصل صحیحین میں پائی جاتی ہے۔ [3]

تو کسی حرام چیز کی قیمت کھانے والا حرام کھانے والا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس سے سلامت رہنے کا سوال کرتے ہیں۔

۷ فحش کیسٹیں فروخت کرنا

گانے کی کیسٹوں اور ویڈیو کی ایسی کیسٹوں کی خرید و فروخت کرنا جن میں عورتوں کی تصاویر ہوں یا جو عقل و ذہن کو تباہ و برباد کرنے والے خیالات پر مبنی ہوں یا بے حیائی کو پھیلانے والی ہوں۔

مسئلہ نمبر ٦ کے عنوان اور اس کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ حرام ہیں۔

---

[1] دارقطنی (۳/۷)

[2] مسند احمد (۱/۲۴۷، ۳۲۲) ابوداؤد۔ کتاب البیوع : باب فی ثمن الخمر و المیتة (ح ۳۴۸۸)

[3] بخاری۔ کتاب البیوع : باب لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ودکه (ح ۲۲۲۳)

مسلم۔ کتاب المساقاة : باب تحریم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام (ح ۱۵۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸﴾ بیع نجش یعنی کسی چیز کی ارادہ خریداری کے بغیر قیمت کو بڑھانا تو یہ بھی

جائز نہیں ہے۔ جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کرتے ہیں:

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ))[1]

"رسول اللہ ﷺ نے بیع نجش سے منع فرمایا ہے۔"

۹﴾ ایک مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنا یعنی دس (روپے) میں بیچنے والے آدمی کو یوں کہے مثلاً:

میں تجھ سے یہی چیز بارہ (روپے) میں خریدتا ہوں یا اس کی دوسری صورت یوں بنتی ہے کہ جو آدمی کسی سے مثلاً آٹھ روپے میں کوئی چیز خریدتا ہے تو کوئی دوسرا اس سے یوں کہے کہ بالکل ایسی ہی چیز میں تجھے صرف چھ روپے میں بیچتا ہوں یا ایسی ہی کوئی اور صورت۔ تو یہ سب ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان تمام صورتوں میں ایک دوسرے سے پیچھے ہٹانا' ایک دوسرے سے قطع تعلق کروانا' حسد وغیرہ جیسی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمان نبوی یوں قلمبند کیا ہے:

((لا یبع الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ))[2]

"کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔"

۱۰﴾ خرید و فروخت میں دھوکہ دہی اور چالبازی سے کام لینا دھوکہ دینا تو جائز نہیں ہے

---

[1] بخاری۔ کتاب البیوع: باب النجش (ح ۲۱۴۲)
مسلم۔ کتاب البیوع: باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه (ح ۱۵۱۶)

[2] بخاری۔ کتاب البیوع: باب لایبیع علی بیع اخیه (ح ۲۱۴۰)
مسلم۔ کتاب النکاح: باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه (ح ۱۴۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

"جس نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

دوسری روایت میں الفاظ یوں بھی ہیں:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ)) [2]

اسی طرح چال بازی بھی منع ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک دلیل ہے:

((لَا تُصَرُّوْا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ...... الحديث)) [3]

"اونٹنیوں اور بکریوں وغیرہ کا دودھ مت روکو" (یعنی بیچنے کی نیت سے تاکہ گاہک اور خریدار دودھ زیادہ دیکھ کر خرید لے)

تو یہ بھی دھوکہ ہی ہوا۔ اور چال بازی کا معنی یہ ہے کہ اپنے سامان کو صرف بیچنے کی نیت سے وقتی طور پر اچھا کہے اور اس کے نقص و عیب کو چھپائے۔

(11) اپنے سامان کو فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا

ایسی قسمیں کمائی اور برکت کو ختم کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

((اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ)) [4]

---

[1] مسلم۔ كتاب الايمان: باب قول النبي صلى الله عليه و سلم "من غشنا فليس منا" (ح ١٠١)

[2] ابوداؤد۔ كتاب البيوع: باب في النهي عن الغش (ح ٣٤٥٢)

[3] بخاری۔ كتاب البيوع: باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل...... (ح ٢١٤٨)

مسلم۔ كتاب البيوع: باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (ح ١١/١٥١٥)

[4] صحیح بخاری۔ كتاب البيوع: (ح ٢٠٨٧) صحیح مسلم۔ كتاب البيوع: باب النهي عن الحلف في البيع (١٣١/١٦٠٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جھوٹی قسم اگرچہ سامان تو بیچ دیتی ہے لیکن کمائی سے برکت کو ختم کر دیتی ہے۔"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (آل عمران: ۳/۷۷)

"وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے تو سخت درد ناک سزا ہے۔"

اور سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان مبارک روایت کرتے ہیں:

"کہ تین آدمی ایسے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا بھی نہیں نہ انہیں پاک صاف کرے گا بلکہ ان کے لیے درد ناک عذاب ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی باتیں تین بار دہرائیں۔ تو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا خائب و خاسر ہو جائیں۔ یا رسول اللہ! وہ لوگ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا، احسان کر کے جتلانے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے سامان کو فروخت کرنے والا۔" [1]

(اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے) جھوٹی قسم کھانے کی حرمت اور خیر و برکت کو ختم کرنے کے بیان میں احادیث مبارکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔

---

[1] مسلم۔ کتاب الایمان: باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار........ (ح ۱۰۶) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۲﴾ خرید و فروخت کے احکام کی معرفت میں تساہل اور سستی کرنا

مسلمانوں کی اکثریت ان احکامات کی واقفیت اور تعلیم و تعلم میں سستی اور کاہلی کا شکار ہے۔ ایسے احکامات کی واقفیت کو چھوڑنا بسا اوقات حرام کھانے پینے کا سبب بن جاتا ہے' اور اکثر اوقات ناجائز خرید و فروخت کا کام مال حرام کمانے کا ذریعہ بنتا ہے۔لہٰذا تمام "اشیاء فروخت کنندگان" کو"احکامات خرید و فروخت" کا علم سیکھنا چاہیے تاکہ ان کی نجات کا راستہ ہموار ہو سکے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ بازاروں میں گھوما پھرا کرتے تھے' اور ایسے تاجروں کو درے مار مار کر یوں فرمایا کرتے تھے:

((لَا يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا اِلَّا مَنْ يَّفْقَهُ وَ اِلَّا اَكَلَ الرِّبَا شَآءَ اَمْ اَبٰى))

"جو آدمی" احکامات خرید و فروخت" سے ناواقف اور ناشنا سا ہے وہ ہمارے بازار میں سودا فروخت نہ کرے' وگرنہ وہ سود خور ہے چاہے وہ کھاتا رہے چاہے باز آ جائے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن سند سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان اس طرح نقل کیا ہے:

((لَا يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا اِلَّا مَنْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ)) [1]

"ہمارے بازاروں میں صرف وہی آدمی سودا سلف فروخت کرے جو دینی احکامات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔"

---

[1] ترمذی۔ کتاب الوتر: باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم (ح ۴۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں میں پائی جانے والی خطائیں

① لباس میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا

لباس پہننے اور بال کٹوانے میں اہل مغرب سے مشابہت اختیار کرنا۔ کفار سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے خصوصاً ایسے کاموں میں جو ان کے لیے مخصوص بن چکے ہیں جیسے خاص لباس اور مخصوص جسمانی وضع قطع وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [1]

"جس نے کسی بھی (غیر) قوم کی مشابہت اختیار کی وہ یقیناً انہی میں سے ہو گا۔"

رہا معاملہ لباس پہننے کا! تو رسول اللہ ﷺ نے کافروں جیسے لباس زیب تن کرنے سے بھی منع کیا ہے' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن پر زرد رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا:

((إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا)) [2]

"یہ کافروں کے لباس میں سے ہیں انہیں مت پہنو۔"

تو یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ جو لباس کافروں کے لیے خاص بن

---

[1] مسند احمد (۲/۵۰) ابو داؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لبس الشهرة (ح ۴۰۳۱)

[2] مسلم۔ کتاب اللباس: باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر (ح ۲۰۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں ان کا پہننا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔بالکل اسی طرح بالوں کی حجامت کا معاملہ ہے' بخاری اور مسلم کے حوالے کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب کی "بال لٹکانے" میں مخالفت فرمائی ہے [1] اسی طرح بالوں کی ایسی وضع قطع جو کفار کے ساتھ مخصوص ہو چکی ہو رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک کے عموم میں داخل ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [2]

علمائے کرام نے فرمایا ہے! یہ حدیث پاک ہر اس مشابہت کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہے جو بھی کام اور انداز ان (کافروں) کے لیے خاص پہچان بن چکا ہو۔ بلکہ "مشرکین کی مخالفت" تو شریعت میں مقصود ہے اور فی الجملہ ہمیں اسی کا ہی حکم دیا گیا ہے۔

﴿۲﴾ نمازوں سے غفلت اور کھیل کو ترجیح دینا

نمازوں اور لازمی کاموں کی بجائے گیند بلے ہی میں مصروف رہنا یہ تو "ایمان کی کمزوری" یا پھر "ایمان کے زوال" کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوْا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴾ (مریم: ۱۹/۵۹)

"پھر ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی' پس قریب ہے کہ وہ گمراہی کے انجام سے دو چار ہوں۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب المناقب: باب صفة النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم (ح ۳۵۵۸)
مسلم۔ کتاب الفضائل: باب صفة شعره صلی اللّٰہ علیه و سلم (ح ۲۳۳۶)

[2] ابوداؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لبس الشهرة (ح ۴۰۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز تو دین کا رکن ہے اسے ہر طرح کے کھیل کود پر مقدم رکھنا واجب اور ضروری ہے تاکہ اسے بروقت ادا کیا جا سکے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو ان لوگوں کو جو نماز کی شان اور مقام کو کم سمجھتے ہوئے اس سے غافل ہو جاتے ہیں اور اسے یاد نہیں رکھتے یوں وعید بھی سنائی ہے!

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾ (الماعون : ۱۰۷/۴،۵)

"پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔"

تو ہر اس آدمی پر نماز فرض ہو جاتی ہے جو بھی اذان کی آواز کو سن لیتا ہے اسے کسی بھی طرح کے کھیل کود یا کاروبار یا کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں رہنا چاہیئے!

۳ حرام باتوں کو سننا، یا اخلاق باختہ مناظر کو دیکھنا، یا اخلاق سے گرے ہوئے رسائل و جرائد کو پڑھنا

۴ انتہائی تنگ یا انتہائی باریک کپڑے پہننا یا مونچھوں کو لمبا کرنا اور داڑھی کو استرے سے صاف کرنا

۵ بیرونی ممالک کا سفر اختیار کرنا یا بری عادات کو اختیار کرنا

۶ آلاتِ موسیقی کا استعمال

ان جملہ امور کا بیان، انکے انجام سے آگاہی، ان کے شرعی احکام اور پھر ان کے کتاب و سنت سے دلائل پیشگی بیان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو سلامتی کا طالب ہو، گناہوں کو چھوڑنے والا ہو اور فرائض کو بجا لانے والا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءت، مشاہدہ اور استماع میں خطائیں

مزید کانوں اور آنکھوں کے غلط استعمال کا بیان

(۱) ایسے ناولوں، رسالوں اور ڈائجسٹوں کو پڑھنا جو بری عادات و حرکات پر انگیخت کرنے والے ہوں یا جو تعلیم شریعت اسلام کے منافی ہوں یا جو اخلاق سے گرانے والے ہوں

(۲) ایسی فلموں یا ایسے عشقیہ اور پولیس کے کردار پر مبنی ڈراموں کو دیکھنا جو بری عادات اور جرائم کو بڑھانے والے ہوں

(۳) ایسے کھیل کے مقابلوں اور کشتیوں کے دیکھنے میں وقت کو ضائع کرنا جن کے اختتام پر کوئی عطیہ اور انعام نہ ہو

(۴) موسیقی اور گانوں کو سنتے رہنا

مذکورہ چاروں باتوں کے بارے میں ممانعت اور حرمت بدلائل شرعیہ سب کو معلوم ہے، ان کے متعلق دلائل، قبل ازیں تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/۳۶)

"یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔"

ایسی تصاویر کو دیکھنا جن میں مردوں کا "قابل ستر" حصہ بھی نمایاں عریاں ہوتا ہو جیسے کہ "کشتی کے مقابلہ جات" یا عورتوں کے "قابل ستر" اعضاء عریاں نظر آتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جیسے کہ فلمیں اور سلسلہ وار ڈرامے سیریل وغیرہ سب ممنوع ہیں۔ ان سے مکمل اجتناب ہونا چاہیئے۔ اسی طرح موسیقی کو سننے سے بھی بچنا چاہیئے۔ ان چیزوں سے بچ کر رہنے کے دلائل گذر چکے ہیں۔

اسی طرح ایسی ان تمام کتابوں کو پڑھنے سے بھی گریز کرنا چاہیئے جو ایک مسلمان کے حق میں ضرر رساں ہوں تاکہ مسلمان اپنے دین کی حفاظت کر سکے' آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق بن سکے مزید گناہوں اور پھر ان کے برے اثرات سے سلامت رہ سکے۔

باقی رہا "کھیلوں کے مقابلوں" کو دیکھنا تو اگر وہ نماز یا کسی شرعی واجب کام سے مشغول کر دینے والے ہیں تو وہ بھی ممنوع اور ناجائز ہیں' لیکن اگر وہ مشغول کرنے والے نہیں یا ان میں کوئی شرعی ممانعت بھی نہیں ہے پھر بھی ان کو نہ دیکھنا ہی بہتر ہے۔ ایسے "مقابلہ جات" دیکھنے والوں میں کم ہی لوگ آپ کو ملیں گے ورنہ اکثریت میں درج ذیل خامیاں جنم لے لیتی ہیں مثلاً گروہ بندی' پارٹی بازی' ایک دوسرے کے خلاف اظہار نفرت و کراہت' غیراللہ سے دوستی اور جاہلیت کے طور اطوار وغیرہ۔

⑤ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی میں تساہل

"نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا" حسب استطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ اس امت کے بہترین ہونے کے لیے یہی بنیادی عنوان ہے۔

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ (آل عمران : ۳/۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے' تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو' اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس میں سستی اور تساہل جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ترک کرنے اور اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سستی کا شکار رہنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت برسنے اس کے غیظ و غضب کے نازل ہونے اور اس کے عذاب و عقاب کے اترنے کی راہیں بھی ہموار ہو سکتی ہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ ﴾ (المائدۃ: ۵/۷۸، ۷۹)

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی، کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے، اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔"

امت مسلمہ تو خیر کی طرف بلانے والی اور نیکی کا حکم کرنے والی ہے۔ اور نیکی ہر وہ کام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور شریعت میں اس کی اچھائی معلوم و مفہوم ہے۔ بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو چھوڑ دینے "دعاؤں کی عدم قبولیت" کا ایک بڑا سبب بھی ہے۔ لوگ دعائیں تو مانگیں لیکن ان کی شنوائی نہ ہو تو یہ بہت بڑی آفت و مصیبت ہو گی۔ جبکہ ہم تو اللہ تعالیٰ سے "ایک چشم زدن" بھی بے پرواہ نہیں ہو سکتے، اسی لیے تو رسول ہدایت ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

((لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَّ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ)) [1]

"تم ضرور بر ضرور نیکی کا حکم کرتے رہنا اور ضرور بر ضرور برائی سے روکتے

[1] ترمذی۔ کتاب الفتن: باب ماجاء فی الامر بالمعروف و النہی عن المنکر (ح ۲۱۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنا یا پھر اس امر کا انتظار کرنا کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب نازل کر دے پھر تم اسے پکارو گے لیکن وہ تمھاری پکار کو قبول نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر دو عالم ﷺ کے حکموں کی تعمیل کرتے ہوئے ہم تمام نیکیوں کو بجا لائیں اور سب منکرات و معصیات سے بچ جائیں۔''

ہم پر واجب اور لازمی ہے کہ اور مسلمان کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جن کاموں کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے انھی میں اس کی خیر اور نجات اور اس کی خیر خواہی اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے' اللہ تعالیٰ نے اس نیک عمل کے ذریعے سے نیکیوں کے حصول اور درجات کی بلندی کو' اس بندے کے لیے پسند فرمایا ہے'تو اسے اللہ تعالیٰ کی بات کو بہ دل و جان قبول کر کرلینا چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرما دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر کی خطائیں

① ایسی سیرو سیاحت کرنا جس سے واجبات دین ضائع ہوں

سیر و سیاحت اور اسی طرح کسی دوسرے کام کی غرض سے بیرون ملک سفر کرنا جس سے واجباتِ دین ضائع ہوتے ہوں اور محرمات کا ارتکاب لازم آتا ہو۔ یہ تو واضح منکرات اور ظاہر محرمات میں سے ہے۔ کسی بھی ایسے بیرونی ملک کا سفر جہاں شرک و کفر، فسق و فجور اور محرمات کو حلال سمجھا جاتا ہو اس کا سفر اختیار کرنا جائز نہیں ہے ماسوائے کسی خاص ضرورت اور حاجت کے یا پھر اس آدمی کے لیے جائز ہے جو وہاں پہنچ کر اپنے دین اسلام کا اظہار کرے حق اور توحید خداوندی کو اعلانیہ بیان کرے۔

لیکن ایسا سفر میں جس میں نافرمانی غالب ہو یا واجبات و فرائض سے ہاتھ دھونا پڑے یا جو آدمی وہاں پہنچ کر اپنے دین کو بیان نہ کر سکتا ہو تو کسی بھی اہل علم نے ایسے سفر کو جائز نہیں کہا ہے۔ اور یہ آفت تو عام ہو چکی ہے صرف وہی بچا ہوا ہے جسے اللہ نے بچایا ہوا ہے۔

② کفار سے دوستی لگانا یا ان کے اقوال و افعال کو اپنانا

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ﴾

(المجادلة : ۵۸/۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں' یا ان کے بیٹے' یا ان کے بھائی' یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے......"

کافروں سے دوستی تو ایمان کے منافی ہے' اپنے اپنے حسب حال یا تو پورے ایمان کے یا پھر کمال ایمان کے۔ ایک مسلمان کے ذمے یہ لازم ہے کہ کافروں کی محبت کے تمام علاقے اور رشتے کاٹ کر رکھ دے۔ کیونکہ ان اللہ کے دشمنوں اور اس کی شریعت اور دین کے دشمنوں سے وہ آدمی کبھی بھی محبت و مودت نہیں رکھ سکتا جو صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

أَتُحِبُّ أَعْدَآءَ الْحَبِيْبِ وَ تَدَّعِي
حُبًّا لَّهُ مَا ذَاكَ فِيْ اِمْكَانِ

"کیا تو اپنے محبوب سے محبت کا دعویدار بھی ہو اور اپنے محبوب کے دشمنوں سے محبت بھی رکھے کیا ایسا ممکن ہے؟"

باقی رہا کافروں کے اقوال و افعال کو اپنانا' ان کی مشابہت اختیار کرنا (اس پر تفصیلاً گفتگو ہو چکی ہے) رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل فرمان کی موجودگی میں جائز نہیں ہے۔

((وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [1]

"جس نے کسی بھی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہو گا۔"

---

[1] ابوداؤد: کتاب اللباس: باب فی لبس الشهرة (ح ۴۰۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ کافروں کے ممالک میں اظہار اسلام نہ کرنا

کافروں کے ممالک میں دعوت الی اللہ اور اظہار اسلام کو ترک کر دینا' اور اسلام کے محاسن کو بیان نہ کرنا۔

مشرکین کے ممالک کی طرف سفر کے مباح ہونے کی شروط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے دین اسلام کا اظہار کیا جانا چاہیئے۔ تو جو آدمی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ اس کے لیے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ مسلمان سے تو دعوت الی اللہ پیش کرنے اور اظہار اسلام یعنی دین اسلام کو غالب دیکھنے کی کوشش کرنے کے لیے اپنے دین کو مکمل بنانا اور اپنے ایمان کو بڑھانے جیسے مطالبے اور تقاضے کیے گئے ہیں۔ اور ممالک غیر اسلامیہ میں تو اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بالکل یہی انداز تھا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا اور ان کے متبعین کا' جو بھی کافروں کے ملکوں میں داخل ہوئے تھے۔ وہ تو اسلام کے داعی بنے ہوئے تھے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بدولت بہت سی امتوں اور خلق کثیر کو فائدہ بخشا۔ ((فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ))

④ بیرون ملک مسلمانوں کی شہرت کو داغدار کرنا

ایسے برے افعال سے مسلمانوں کی شہرت و نیک نامی کو داغدار بنانا جو چند مسلمان بیرون ملک جا کر اپنا لیتے ہیں۔

مسلمان تو ایسا نمونہ ہے جو اپنی ذات اور شخصیت کی بجائے اپنے دین اور اپنی امت کو اجاگر کرتا ہے' اور بسا اوقات ایسا بھی ہو چکا ہے کہ جو آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے صرف ان لوگوں کے برابر کردار اور اپنے دین سے بیگانہ رہنے کی بنا پر وہ غیر مسلم اسلام ہی سے دور رہتا ہے۔

⑤ بیرون ملک سفر اختیار کرنے کی دعوت دینا یا کافروں کے ممالک اور ان کے کاموں کی تعریفیں بیان کرنا

⑥ ان ممالک سے ایسی تصاویر درآمد کرنا جو بیرون ملک سفر کرنے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمادہ کریں یا ایسے رجحانات کو عام کریں

ایسے لوگ تو معصیت کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ تو ان پر اپنا بھی اور ان لوگوں کا بھی گناہ اور بوجھ ہو گا جو اس دعوت کو قبول کر لیں گے۔ جیسے کہ صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث پاک موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس نے کسی بھی نیک راہ کی طرف دعوت دی' اسے اتنا اجر وثواب ملے گا جتنا اس نیک راہ پر چلنے والوں کو' اس سے ان کے اجر و ثواب سے کچھ کمی بھی نہ ہو گی۔ اور جس نے کسی بھی غلط راستے کی طرف دعوت دی اسے اتنا گناہ ملے گا جتنا اس غلط راستے پر چلنے والوں کو گناہ ہو گا اس سے ان کے گناہوں میں سے کچھ کم بھی نہیں ہو گا۔" [1]

اور سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں:

((وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئٌ)) [2]

"جس نے اسلام میں کوئی برا کام شروع کیا' اس کے بعد اس پر عمل کیا جانے لگا' تو اس شروع کرنے والے پر بھی اتنا ہی بوجھ اور گناہ لکھا جاتا رہے گا جتنا اس پر چلنے اور عمل کرنے والوں کو ملتا رہے گا اور ان کے گناہوں سے کچھ کم بھی نہ ہو گا۔"

۷ مسلمان خواتین کا بناؤ سنگار کر کے سفر کرنا

مسلمان خواتین کا میک اپ اور بناؤ سنگار کر کے بلا پردہ

---

[1] مسلم۔ کتاب العلم: باب من سن سنة حسنة او سيئة (ح ۲۶۷۴)

[2] مسلم۔ کتاب العلم: باب من سن سنة حسنة (ح ۱۰۱۷/۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر پھرنا' پھر خصوصاً جب وہ بیرون ملک کا سفر کر رہی ہوں۔

عورت کا پورے بدن کو ڈھانپنا' پردہ کرنا اور شرعی دلائل کا بیان اس سے قبل گذر چکا ہے۔ یہ مذکورہ باتیں جو ہمارے سننے میں آ رہی ہیں ایسا کیا جاتا ہے تو اس کے اسباب میں سے یہ باتیں بھی ہیں!

کہ جو مسلمان عورتیں اپنے ملک سے باہر کسی بھی غیر ملک میں پہنچ کر پردے کا اہتمام نہیں کرتیں تو وہ دراصل صحیح معنوں میں اپنے دین و ایمان کی حفاظت نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی "پردہ کرنے" میں اطاعت اختیار نہیں کرتیں حالانکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ایسی ذات ہے کہ ہر جگہ پر اس کی عبادت کرنی چاہیئے اور صرف اسی کی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے' سب مردوں اور عورتوں کو اپنے ملک میں اور غیر ملک میں صرف اسی کی اطاعت میں رہنا چاہیئے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء : ۴/۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

تو جو عورت آتش دوزخ سے اور عذاب قبر سے بچنا چاہتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے فرائض کی بجا آوری اپنے اوپر لازم قرار دے لینی چاہیئے اسے بے پردہ پھرنے اور ایسے بناؤ سنگار کر کے باہر جانے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو بھی چہرہ یا جو بھی پنڈلی باہر لوگوں کے سامنے ننگی ہو گی اسے لازماً قبر میں اور قیامت کے دن اتنی مقدار میں آگ کی لپٹ برداشت کرنی پڑے گی اور جو عورت جنت کی خواہش مند ہے اسے طاعات کی حرص ' پاک دامنی اور حجاب کی پابندی کا التزام رکھنا چاہیئے کیونکہ فرماں بردار اور پاک دامن خواتین کا آخری مقام رب رحمان کی بہشتیں اور جنتیں ہو گا۔

نافرمانیوں کا بکثرت ارتکاب کرنے والے۔ تجھے دل برداشتہ نہ کریں یہ بات یاد رکھ کہ ہر زمانے میں نجات پانے والے ہمیشہ قلیل تعداد میں ہی ہوا کرتے ہیں۔

﴿ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ (الانعام : ۶/۱۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اے نبی ﷺ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔"

﴿ وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴾ (هود: ۱۱/۴۰)

"اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو اس (نوح علیہ السلام) کے ساتھ ایمان لائے تھے۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی کا بیان

(1) عزیز و اقارب کی ملاقات کو چھوڑ دینا

بعض اوقات تو یہی قطع تعلقی کا بہانہ بن جاتا ہے۔ حالانکہ مسلمان کو صلہ رحمی یعنی رشتہ داری کو ملائے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیحین" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس طرح بیان کیا ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ))[1]

"جو بھی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی رکھے۔"

صلہ رحمی کا ثواب' اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزائے خیر' روزی میں وسعت اور مرنے کے بعد اچھی یادگیری ہے' جس طرح کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ))[2]

"جس آدمی کو یہ محبوب ہو کہ اس کی روزی میں کشادگی کی جائے اور اس کے پیچھے اس کی یاد باقی رہے اسے چاہیئے کہ رشتہ داروں سے میل جول

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب: باب اکرام الضیف و خدمته ایاہ بنفسه (ح ۶۱۳۸)

[2] بخاری۔ کتاب الادب: باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم (ح ۵۹۸۶)

مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب صلة الرحم و تحریم قطیعتها (ح ۲۵۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم رکھے۔"

بخاری میں ایسی ہی ایک روایت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[1]

صلہ رحمی کو چھوڑنے کا مطلب قطع تعلقی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت یوں بیان کی ہے:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْآ اَرْحَامَكُمْ أُوْلَٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ ﴾ (محمد: ۴۷/۲۲،۲۳)

"اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور آپس میں ناطے توڑو گے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کو (سچی بات سننے سے) بہرا کر دیا ہے اور (سیدھا رستہ دیکھنے سے) ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتی ہیں کہ آپ نے یوں فرمایا ہے:

((اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ))[2]

"رحم" عرش رحمان سے لٹکا ہوا یوں کہہ رہا ہے: جس نے مجھے ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے مجھے توڑا اللہ اسے توڑے۔"

صلہ رحمی پر ابھارنے کیلئے اور قطع تعلقی سے ڈرانے کیلئے یہی باتیں کافی ہیں۔

---

[1] بخاری۔ حوالہ سابق (ح ۵۹۸۵)

[2] بخاری۔ کتاب الادب: باب من وصل وصله الله (ح ۵۹۸۹)

مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها (ح ۲۵۵۵) واللفظ له۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲﴾ معمولی سی وجہ سے رشتہ داروں کو خیرباد کہہ دینا

شرعی سبب کے بغیر کسی کو چھوڑنا جائز اور روا نہیں ہے بلکہ تعلق قائم کیے رکھنا واجب ہے اگرچہ رشتہ دار تجھے اذیتیں بھی پہنچاتے رہیں۔ "صلہ رحمی" رکھنے والا صرف وہی آدمی ہوتا ہے جو تعلق کو قائم رکھے اور اس کے عزیز و اقارب اس تعلق کو توڑنے والے ہوں جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا))[1]

"برابر برابر تعلق رکھنے والا" صلی رحمی کرنے والا" نہیں ہوتا بلکہ "صلہ رحمی کرنے والا" تو وہ آدمی ہے کہ جب اس سے تعلق کو توڑا جائے تو وہ اسے جوڑنے والا ہو۔"

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے: کہ ایک آدمی عرض کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے رشتہ دار مجھ سے تعلق توڑتے ہیں جبکہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں' وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں جبکہ میں ان سے حسن سلوک سے پیش آتا ہوں' وہ میرے ساتھ جہالت والا معاملہ کرتے ہیں جبکہ میں بردباری سے کام لیتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تب یوں فرمایا: اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے ابھی اظہار کیا ہے پھر تو گویا کہ تو ان کی امیدوں کو خاک میں ملا دے گا۔ جب تک تو ایسا ہی کرتا رہے گا تو اللہ کی طرف سے تیرا ایک مددگار بدستور قائم رہے گا۔[2]

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب: باب لیس الواصل بالمکافی (ح ۵۹۹۱)

[2] مسلم۔ کتاب البر والصلة باب صلة الرحم (ح ۲۵۵۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ عزیز و اقارب سے قطع تعلق کرنا

عزیز و اقارب سے جان پہچان ختم کرنی' ان سے میل جول اور رابطہ ختم کرنا اگرچہ بذریعہ فون ہی ہو سکتا ہو جب کہ ان سے بالمشافہ ملاقات ناممکن ہو۔

۴ غریب و مفلس رشتہ داروں کو بالکل چھوڑ دینا' مالی تعاون اور حسن سلوک سے ان کی غمگساری نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ملاحظہ ہو:

﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (النور: ۲۲/۲۴)

"تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار' مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے۔ انہیں معاف کر دینا چاہیۓ اور درگزر کرنا چاہیۓ۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔"

سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہے:

((اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ اِثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَ صِلَةٌ)) [1]

"مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہی ہے جبکہ رشتہ دار مسکین کو صدقہ دینا دوہرا اجر رکھتا ہے صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔"

---

[1] ترمذی۔ کتاب الزکاۃ: باب ماجاء فی الصدقة علی القرابة (ح ۶۵۸)

نسائی۔ کتاب الزکاۃ: باب الصدقة علی الاقارب (ح ۲۵۸۳)

ابن ماجه۔ کتاب الزکاۃ: باب فضل الصدقة (ح ۱۸۴۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ اس طرح روایت بیان کرتے ہیں' کہ میں نے یوں دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! "نیک سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟" تو آپ نے فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر بھی تیری ماں اس کے بعد تیرا باپ' پھر زیادہ قرابت والا پھر اس سے کم قرابت والا" [1]

⑤ مستحق رشتہ داروں پر اپنا پیسہ خرچ نہ کرنا

ایسے رشتہ داروں کے خرچ اخراجات میں تساہل برتنا جن کا نان ونفقہ اس کے ذمے بنتا ہو۔ ایسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا لازمی ہو جاتا ہے جن پر خرچ کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اس کے صلے میں اسے خیر کثیر اور فضل عظیم میسر آئیں گے۔ سیدنا طارق المحاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ : أُمَّكَ وَ أَبَاكَ' وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ' ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ)) [2]

"جو تیری کفالت میں ہیں ان سے خرچ کو شروع کرو اپنی ماں' اپنے باپ' اپنی بہن اپنے بھائی سے پھر اس سے قریب تر تعلق والے پر' پھر اس سے نچلے تعلق والے پر۔"

رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک ((أُمَّكَ)) (کا مطلب یہ ہے۔)

((أَعْطِ أُمَّكَ))

یعنی اپنی ماں کی مالی خدمت کرو۔

---

[1] مسند احمد (۳/۵)'ابوداؤد۔ کتاب الادب : باب فی برالوالدین (ح ۵۱۳۹)
ترمذی۔ کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی برا الوالدین (ح ۱۸۹۷)

[2] نسائی۔ کتاب الزکاة : باب ایتهما الید العلیا؟ (ح ۲۵۳۳)
صحیح ابن حبان(۶۵۶۲) مستدرک حاکم(۲/۶۱۲) مطولاً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی بیاہ کے معاملات میں خطائیں

① بیوی کو پسند کرنے میں تساہل اور تغافل کا اظہار

شادی کا ارادہ رکھنے والے کے ذمے جو بات انتہائی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسے دیندار بیوی کا انتخاب کرنا چاہیے' جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اطاعت گذاری کے کاموں پر اس کی معاونت کر سکے' نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان مبارک میں اسی چیز کا حکم دیا ہے:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَا لِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا : فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)) [1]

"عورت سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔

1. اس کے مال کی وجہ سے۔
2. اس کے حسب و نسب کی وجہ سے۔
3. اس کے حسن و جمال کی وجہ سے۔
4. اور اس کے دین کی وجہ سے۔

تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہو جائیں تو صرف دین والی پر کامیابی پا لے۔"

یہ روایت بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ مسند احمد وغیرہ

---

[1] بخاري. كتاب النكاح : باب الاكفاء في الدين (ح ٥٠٩٠)

مسلم. كتاب الرضاع : باب استحباب النكاح ذات الدين (ح ١٤٦٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسی ہی روایت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے [1] اور صحیح مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے موجود ہے۔ [2]

(۲) پیغام نکاح دینے والے کا اپنی منگیتر کو نہ دیکھ سکنا

پیغام نکاح دینے والے کا اپنی ہونے والے بیوی کے ہاتھوں اور چہرے کو دیکھنا مستحب ہے۔ تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس عورت اور اس سے نکاح پر آمادہ کرنے والی چیز پر غور و فکر کر سکے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے جس نے کسی عورت سے منگنی کی ہوئی تھی یا اس کا شادی کرنے کا ابھی ارادہ ہی تھا' یوں فرمایا تھا:

((اُنْظُرْ اِلَیْهَا)) [3]

"اسے ایک بار دیکھ لو"

امام احمد رحمہ اللہ نے سند صحیح سے یوں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

((اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ امْرَاَۃً فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَیْهَا' اِذَا کَانَ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْهَا لِخِطْبَتِهٖ' وَاِنْ کَانَتْ لَا تَعْلَمُ)) [4]

"جب تم میں سے کوئی' کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اسے ایک بار دیکھ لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ جبکہ وہ اسے صرف پیغام نکاح دینے کے ارادے سے ہی دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ اس عورت کو اس کا علم نہ بھی ہو۔"

لیکن اگر آدمی کا اس سے نکاح کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو اسے دیکھنا بھی

---

[1] مسند احمد۔ (۸۰/۳۔۸۱) صحیح ابن حبان (۴۰۳۷) مسند ابی یعلی (۱۰۱۳)

[2] مسلم۔ کتاب الرضاع: باب استحباب النکاح ذات الدین (ح ۵۴/۷۱۵)

[3] مسلم۔ کتاب النکاح: باب ندب من اراد النکاح امراۃ .... (ح ۱۴۲۴)

[4] مسند احمد (۴۲۴/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اسے خلوت میں یا شرم و حیاء کو بالائے طاق رکھ کر نہ دیکھے۔ اسے معلوم کروائے بغیر دیکھنا مباح ہے یا اس کے اور اس کے اہل خانہ کے علم میں ہونے کے باوجود بھی اگر اس طرح اسے دیکھنا ممکن ہو۔

منگنی کے ارادے سے اپنی صاحبزادیوں کو یوں گھر والوں کا آمنے سامنے بٹھا دینا یہ کسی طرح بھی جائز اور مناسب نہیں ہے نہ ہی اہل غیرت ایسا کر سکتے ہیں۔ یہ تو صرف اس آدمی کے لیے ہے جس کی نکاح کی بات پکی ہو چکی ہو یا نکاح کرنے میں اس کی صداقت معلوم ہو چکی ہو۔ واللہ اعلم

۳ پڑھائی سے فراغت پانے تک شادی کو لیٹ کرنا

یہ تو اس حکم کے بالکل برعکس ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شرمگاہ اور اپنی ذات کو محفوظ رکھنے کے لیے ملا ہوا ہے "جلدی کی شادی" میں غالباً اور عموماً جسمانی صحت، عقل و ذہن کی سلامتی اور روح کی راحت و مسرت پائی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک اس طرح ہے:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی نکاح کرنے کی قدرت رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ شادی کرے کیونکہ یہ آنکھ کو نیچا رکھنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی چیز ہے اور جو اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لیے خصی کرنے کے مترادف ہے"(اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)[1]

کسی مرد یا کسی بھی عورت کی طرف سے پڑھائی سے فراغت پانے تک شادی کو مؤخر کرنا ایک عجیب اور اجنبی سا کام ہے جو اغیار کی طرف سے ہم تک آن پہنچا

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح : باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم "من استطاع منکم الباءۃ" (ح ۵۰۶۵)

مسلم۔ کتاب النکاح : باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه (ح ۱۴۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ امت اسلامیہ ایسی تعلیم سے ناواقف ہے۔ جب ایک نوجوان اخراجات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ ایسا صاحب عقل و فراست بھی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا برتاؤ رکھ سکتا ہے تو ایسے نوجوان کے لیے شادی کر لینا مستحب ہے یا اس کے حسب حالت واجب ہے۔ بالکل اسی طرح نوجوان لڑکی کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔"عالم بلوغت کی شادی" دونوں مرد و عورت کے لیے کتنی ہی بہترین دوائی ہے اور پھر خصوصاً دور حاضر میں!

۴۸ طاقت سے بڑھ کر حق مہر مقرر کرنا

حق مہر میں اصل بات تو یہی ہے کہ اس میں کوئی حد بندی نہیں ہے لیکن انتہائی زیادہ حق مہر مقرر کرنا سنت نبوی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کے خلاف ہے۔ اس طرح یہ شادی سے دور رکھنے کے لیے ایک سبب بھی ہے تو ایسے سبب کا سدباب کرنا چاہیئے، لڑکیوں کے اولیاء کو حق مہر میں تخفیف سے کام لیتے ہوئے اس کی مقدار کو کم ہی رکھنا چاہیئے اور اپنی پیاریوں کے لیے نیک اور صالح افراد کا ہی چناؤ کرنا چاہیئے، امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت بیان کی ہے اس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو ساڑھے بارہ اوقیہ حق مہر دیا تھا۔[1]

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خبردار! عورتوں کے حق مہر باندھنے میں غلو سے کام نہ لینا، اگر یہ دنیا میں قابل عزت کام ہوتا یا اللہ کے ہاں قابل منزلت عمل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے زیادہ اس کے حقدار تھے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے لیے یا اپنی بیٹیوں میں سے کسی کے لیے بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ حق مہر نہیں باندھا"۔[2]

---

[1] مسلم۔ کتاب النکاح : باب الصداق (ح ۱۴۲۶)

[2] مسند احمد (۱/۴۰۔ ۴۱) ابوداؤد۔ کتاب النکاح : باب الصداق (ح ۲۱۰۶) ترمذی۔ کتاب النکاح : باب (۲۳) منه (ح ۱۱۱۴)۔ نسائی۔ کتاب النکاح : باب القسط فی الاصدقة (ح ۳۳۵۱)۔ ابن ماجه۔ کتاب النکاح : باب صداق النساء (۱۸۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اوقیہ : ایک رطل کا بارھواں حصہ یعنی ایک رطل میں بارہ اوقیہ ہوں گے اور ایک اوقیہ برابر ہوتا ہے تقریباً بارہ درہم کے' اور ایک درہم تقریباً ۱/۸ اونس چاندی کے برابر ہے)

﴿۵﴾ بیوی کا خاوند کو ساتھ لے کر عورتوں کی محفل میں جانا

ہمارے معاشرے میں جاری اس ہندووانہ طریقہ میں دو رکاوٹیں حائل ہیں۔

(۱) اس فعل کے ارتکاب میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا کہ خاوند اور بیوی کا ایک ساتھ کسی بلند جگہ میں اکٹھے بیٹھنا' جہاں پر بیوی کو خاوند کے اقرباء کا اور خاوند کو بیوی کی سہیلیوں کا ملنا ملانا' اور سلام دعاء کا ہملهنا کرنا پڑے گا اور اس کے علاوہ ان کا ایک دوسرے کے پاس آنا جانا بھی ہو گا۔

(۲) مرد کا غیر محرم عورتوں کو دیکھنا جو زیب و زینت اور بناؤ سنگار کر کے آئی ہوں۔ بلکہ بعض اوقات تو ان کے چہرے اور پنڈلیاں بھی عریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ جائز نہیں ہے۔ اگر ہم نے ایسی باتیں نہ دیکھی ہوتیں یا نہ سنی ہوتیں تو ہم کبھی بھی ان باتوں کی تصدیق نہ کرتے کہ اہل توحید اور اہل غیرت ایسا کر سکتے ہیں۔ فاللہ المستعان۔

﴿۶﴾ تا ﴿۸﴾ آدابِ زفاف ملحوظ نہ رکھنا اور فضول خرچی کرنا

آداب زفاف کی نگہداشت کرنے میں تساہل برتنا

کھانے پینے میں فضول خرچی اور اسراف کرنا

چراغاں کرنے اور لائٹس جلانے میں اسراف کرنا

اسراف اور فضول خرچی سے باز رہنے کے متعلق دلائل ' پیشگی بیان ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ (الانعام : ۶/۱۴۱)

"اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گذرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

کہ جیسا ولیمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے موقع پر کیا تھا ویسا کسی بھی بیوی کے نکاح پر نہ کیا تھا اس پر آپ نے ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔[1]

"دعوت ولیمہ میں میانہ روی اور قابل کفایت کھانا پینا حاضر خدمت کرنا ہی سنت مبارکہ ہے' بلا اسراف مہمانوں کی خاطر تواضع اور اوسط درجے کا خیال رکھنا ہی بہتر ہے۔"

⑨ شادی میں پیسوں کی لوٹ مار کرنا

شادی بیان کے دوران روپے پیسے پھینکنے' کبھی کبھار تو ان روپوں پیسوں میں تحریر ذکر اللہ کی بھی توہین ہوتی ہے۔

اسماء باری تعالیٰ اور آیات الٰہیہ کی تعظیم و توقیر تو اصل مطلوب ہے وہ خواہ درہم و دینار میں ہوں (یعنی روپوں پیسوں میں) یا کاغذات وغیرہ میں تحریر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ ﴾ (الحج : ۳۰/۲۲)

"اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔"

اور پھر یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج : ۳۲/۲۲)

"اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔"

⑩ گانا اور موسیقی کی کیسٹوں کا استعمال کرنا

گانا گانے والوں اور گانے والیوں کو لانا یا ایسی کیسٹوں کا

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح : باب الولیمۃ ولو بشاۃ (ح ۵۱۶۸)
مسلم۔ کتاب النکاح : باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب (ح ۱۴۲۸/۹۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرنا جن میں گانے اور موسیقی ریکارڈ ہو۔

تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آلات موسیقی کا استعمال جائز نہیں ہے اس پر قرآن و سنت اور اقوال صحابہ سے دلائل قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں۔ صرف بچیوں کا اچھے کلام کے ساتھ یا جائز اشعار کے ساتھ ۔"دف بجانا" جائز ہے وہ بھی شادی والی رات اور سہاگ والی رات [1] تو جس قدر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کام کو جائز رکھا ہے اسی قدر ہمیں محرمات سے بچتے ہوئے اپنے لیے کافی سمجھنا چاہیئے۔[2]

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھیں کہ گانا گانے والے اور گانے والیاں حرام مال کماتے ہیں' تو ان کو مال دینے والے نے بھی "راہ حرام" میں مال خرچ کیا۔ کبھی کبھار تو یہ رقم ہزاروں تک ہوتی ہے' تو یہ کئی حرام کاموں کا مجموعہ ہوا۔ اس برائی میں گرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے ہمیں اور انہیں حق و ہدایت پر استقامت نصیب فرمائے۔

11 عورتوں کا لاؤڈ سپیکر استعمال کرنا

عورت کو اپنی آواز پست رکھنے کا حکم ہے' یہاں تک کسی اسلامی عبادت کی ادائیگی کے وقت بھی' تو غیر اسلامی کاموں میں کیا حکم ہو سکتا ہے؟ خود اندازہ لگا لیں ...... تو عورتوں کا لاؤڈ سپیکر کو استعمال کرنا کسی صورت میں روا و جائز نہیں ہو سکتا۔

---

[1] بخاری۔ كتاب النكاح : باب ضرب الدف في النكاح (ح ۵۱۴۷)

[2] موجودہ فتنے کے دور میں اگر بچیوں کے دف کے ساتھ اشعار پڑھنے سے بھی بچا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ کیونکہ بچیوں کے ساتھ بڑی لڑکیاں بھی اشعار گانے میں شامل ہو جائیں گی آبادی گنجان ہونے کی بنا پر آواز بلند ہونے سے غیر محرموں تک پہنچے گی جو فتنہ کا باعث بھی بنے گی۔ اگر بالفرض فتنہ کا باعث نہ بھی بنے تب بھی غیر محرموں تک عورت کی آواز پہنچنا روا نہیں ہے۔ اور دف کا بہانہ کر کے لوگ جدید طرز پر بنائی گئی دفیں بھی اس انداز سے بجاتے ہیں کہ وہ ایک نیا ساز بن جاتا ہے۔ ویسے بھی لڑکیوں کی آواز کو جب وہ مل کر شعر گائیں گی گھر سے باہر یا گھر میں موجود مہمانوں تک جانے سے روکنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اس سے بھی بچنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (نقاش)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑫ شادی بیاہ کے موقع پر عورتوں وغیرہ کی تصاویر اتارنا

تصویر اپنی تمام انواع و اقسام سمیت ممنوع ہے اور عورتوں کے حق میں تو اس سے بھی زیادہ سخت حکم ہے جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ان نسوانی تصاویر کو مرد بھی دیکھیں گے' جیسا کہ معاشرے میں ہو رہا ہے۔ اور بعض اوقات تو ان عورتوں کی تصاویر باوجود انتہائی نگہداشت کے مردوں کی محفلوں تک آ پہنچتی ہیں تو اس میں ان مستورات کی "ہتک عزت" بھی ہے اور ان کے باپ دادا' اور برادری کی بدنامی بھی۔ تصویر کے ناجائز ہونے کے دلائل پہلے جو بیان ہو چکے ہیں وہ آپ کو یاد ہی ہوں گے۔ جب عورت خود "سرتاپا" قابل پردہ ہے تو اس کی تصویر کے ناجائز ہونے میں کیا شک ہے؟

⑬ ایک سے زائد شادیاں کرنے والے پر اعتراض و انکار کرنا

تو یہ بھی ان آفتوں اور مصیبتوں میں سے ایک ہے جنہیں اسلامی شریعت کے دشمنوں نے پیدا کیا ہے۔ جبکہ ایک سے زائد شادیاں کرنا اسلام کا محکم فیصلہ ہے تو جو ایسا معاملہ ہو اس کے سامنے سر تسلیم خم ہونا چاہیئے اور اسے بدل و جان تسلیم کرنا چاہیئے۔ ایک سے زائد شادیاں کرنیوالے پر اعتراض یا تو کسی جاہل کی طرف سے ہو گا یا کسی ایسے شک و شبہ کرنے والے آدمی کی طرف سے ہو گا جس کے دل میں "ارباب شہوات" نے مختلف وسائل و اسباب کے نام سے شبہات پیدا کر دیئے ہوں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس اہلِ ایمان کو پکار رہا ہے:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ﴾ (النساء : ۴/۳)

"تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو' تین تین' چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک سے زائد شادیاں کی تھیں تو "تعدد ازواج" مباح اور جائز ہے۔ اور بسا اوقات تو اس آدمی کے لیے دوسری شادی کرنی مستحب ہو جاتی ہے جسے ایک بیوی ناکافی ہو یا وہ زیادہ کا خواہش مند ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کی خطائیں

① غیبت اور چغلی کرنا

غیبت کرنے اور چغلی کھانے میں تساہل کرنا اور مسلمانوں کو ان کے اخلاق و کردار یا ان کے جسمانی عیوب کے حوالے سے مذاق کرتے رہنا یہ ایسی محرمات و ممنوعات ہیں کسی بھی مسلمان کو ان میں تساہل نہیں برتنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (الحجرات : ۴۹/۱۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو' اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو' ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے' جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم ہیں۔"

اس کے بعد پھر دوسری آیت مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحجرات : ۴۹/۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو' تم خود اس سے گھن کھاتے ہو' اللہ سے ڈرو' اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔"

تو یہ غیبت سے دور رکھنے کے لیے کتنی بڑی زبردست تاکید ہے۔

رہی بات چغل خوری کی' تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ))[1]

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"

جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ایسی قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے' اور انہیں کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا' ہاں کیوں نہیں! یہ کام (عذاب ہونے میں) بڑے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا۔"[2]

چغلی کھانا حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ چغل خور وہ آدمی ہے "جو لوگوں کی باتوں کو سن کر' کسی دوسرے سے بیان کرے جسے وہ باتیں اچھی نہ لگتی ہوں تاکہ ان میں فساد پیدا کر دے" یا وہ آدمی بھی چغل خور ہے' جو ایسی باتیں کرے جن سے دوستوں کے مابین فساد پیدا کر سکے" ہم اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کی دعاء کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب: باب مایکرہ من النمیمۃ (ح ۶۰۵۶)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ (ح ۱۰۵ واللفظ لہ)

[2] بخاری۔ کتاب الادب: باب النمیمۃ من الکبائر (ح ۶۰۵۵)
مسلم۔ کتاب الطہارۃ: باب الدلیل علی نجاسۃ البول ...... (ح ۲۹۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمان کو ان کے اخلاق و کردار یا ان کے جسمانی طبعی نقائص پر مذاق کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ کفر بھی ہو سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کی پناہ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ أَ بِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهِ وَ رَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ﴾ (التوبۃ: ۹/۶۵'۶۶)

"اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ ان سے کہو "کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذرات لنگ نہ تراشو۔ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔"

مسلمانوں کے اخلاق' ان کے دین' اور ان کے نبی کریم ﷺ کے طریقے سے محبت کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بلکہ یہی "ایمان کی دلیل" ہے اور دین سے استہزاء اور مذاق یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے ہمیں بچائے رکھے۔

۴ سب و شتم اور لعنت کرنا

یہ سب چیزیں بھی منع ہیں۔ ایمان والوں کی صفات میں سے نہیں ہیں' جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ))[1]

"مومن طعنہ باز' لعنت کرنے والا' فحش گو اور بیہودہ کلام کرنے والا نہیں ہوتا۔"

مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے فرمان پیغمبر بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

---

[1] مسند احمد (۱/۴۰۵) ترمذی۔ کتاب البر والصلۃ: باب ماجاء فی اللعنۃ (ح ۱۹۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

"لعنت کرنے والے قیامت کے دن سفارشی بن سکیں گے اور نہ ہی گواہ۔"

بالکل اسی طرح کسی قسم کی گالی بھی جائز نہیں ہے نبی اکرم ﷺ کی درج ذیل حدیث پاک کی روشنی میں:

((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَ مَالُهُ وَعِرْضُهُ)) [2]

"ہر مسلمان کا خون' مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔"

بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں یوں بھی آتا ہے:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ)) [3]

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔"

سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں اسطرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یوں فرمایا:

((لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا))

"کسی کو بھی گالی مت دینا۔"

تو جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس فرمان کے بعد' میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی' کسی آزاد کو' نہ کسی غلام کو' نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو۔ [4]

---

[1] مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب النهي عن لعن الدواب وغيرها (ح ۲۵۹۸)

[2] مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب تحريم ظلم المسلم (ح ۲۵۶۴ و تفرد به)

[3] بخاری۔ کتاب الایمان: باب خوف المؤمن من ان يحبط عمله و هو لا يشعر (ح ۴۸)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم سِبَابُ المسلم فسوق (ح ۶۴)

[4] ابوداؤد۔ کتاب اللباس: باب ماجاء فی اسبال الازار (ح ۴۰۸۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اپنی جان، مال اور اولاد کو بد دعائیں دینا

تو یہ بھی ممنوع اور ناجائز ہیں۔ ایسی بد دعائیں کرنے والے مسلمان کو اپنی زبان پر ایسے نازیبا الفاظ نہیں لانے چاہئیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

((لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی خَدَمِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهِ عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ)) [1]

"اپنی جانوں پر بد دعاء نہ کرو، نہ اپنے بچوں کو بد دعائیں دیا کرو۔ نہ ہی اپنے خادموں اور نہ ہی اپنے مالوں کو بد دعائیں دینا، کہیں تم اللہ تعالیٰ کی اس گھڑی سے موافقت کر بیٹھو جس میں وہ تمہاری منہ سے نکلی ہوئی بات قبول کرے۔"

اور خود اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک اس طرح ہے:

﴿ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ﴾ (یونس: ۱۰/۱۱)

"اور اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ برا معاملہ کرنے میں بھی اتنی ہی جلدی کرتا جتنی وہ دنیا کی بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی مہلت عمل کبھی کی ختم کر دی گئی ہوتی" (مگر ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے)

۴۔ دنوں، مہینوں یا سالوں کو گالی دینا

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے اپنی "صحیح" میں سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان مبارک کو اس طرح "حدیث قدسی" میں بیان کیا ہے:

---

[1] مسلم۔ کتاب الزھد۔ باب حدیث جابر الطویل (ح ۳۰۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ)) [1]

"آدم کا بیٹا زمانے کو گالی دے کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے' حالانکہ میں خود ہی زمانہ ہوں کیونکہ میں ہی تو دن رات لاتا ہوں۔"

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان مبارک ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

((لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ یَا خَیْبَةَ الدَّهْرِ! فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) [2]

"تم میں سے کوئی بھی یوں ہرگز نہ کہے: مجھے زمانے پر افسوس! (اے زمانے کی نحوست!) کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی زمانہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی:

((وَ اَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ))

"کا مطلب یہ ہے کہ شب و روز میں جو بھی خیر شر' بھلائی و برائی ہو رہی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادے اس کی تدبیر اور اس کے علم و حکمت سے ہو رہی ہے۔ اس فعل میں کوئی بھی اس کا شریک و ساجھی نہیں ہے۔ جو وہ چاہتا ہے ہو رہا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہو رہا۔ تو دونوں حالتوں میں اس کی حمد و ثنا بیان کرنی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی تعریف و ستائش ہی کرنی چاہیئے اور اپنے گناہوں سے توبہ اور انابت الی اللہ ہی اختیار کرنی چاہیئے" [3]

البتہ یہ بات یاد رہے کہ سالوں کی سختی یا دنوں کی نحوست کو بیان کرنا زمانے کو گالی دینا شمار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب التفسیر' سورة الجاثیة (ح ۴۸۲۶)
مسلم۔ کتاب الالفاظ من الادب: باب النهی عن سب الدهر (ح ۲۲۴۶)

[2] مسلم۔ کتاب الالفاظ من الادب: باب النهی عن سب الدهر (ح ۲۲۴۶/۴)

[3] فتح المجید (ص ۴۴۳) باب من سب الدهر فقد اذی الله۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ ﴾ (یوسف : ۴۸/۱۲)

"پھر سات برس بہت سخت آئیں گے۔"

﴿ فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴾ (القمر : ۱۹/۵۴)

"ایک پیہم نحوست کے دن میں"

کیونکہ یہ لوگوں کی نسبت سے بات ہو رہی ہے یعنی وہ سال لوگوں پر سخت ہوں گے۔ یا وہ دن ان پر منحوس ہیں اسی طرح دوسرے مفہوم وغیرہ' دن اور سال حقیقت میں ایسے نہیں ہیں کیونکہ سارا حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

۵ اللہ کی مخلوق کو گالی دینا یا لعنت کرنا

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو گالی دینا یا لعنت کرنا جس کی شریعت میں نہ تو مذمت بیان ہوئی ہو نہ ہی اس پر لعنت کرنے کی بابت کوئی حکم ہو۔

تو یہ بھی منع ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا:

((لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا)) [1]

"کسی کو بھی گالی مت دینا۔"

یہ حکم عام ہے جس میں ساری مخلوقات شامل ہیں اس لیے مفہوم کو عام سمجھتے ہوئے سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر عمل کیا ہے۔ کہتے ہیں: "اس کے بعد میں نے کسی کو بھی گالی نہیں دی۔ کسی آزاد کو نہ ہی کسی غلام کو' کسی اونٹ کو نہ ہی کسی بکری کو" [2]

مسند احمد میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے کہ دوران سفر ایک آدمی نے اونٹنی پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ "اونٹنی کا مالک کون ہے؟"

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب اللباس : باب ماجاء فی اسبال الازار (ح ۴۰۸۴)

[2] ابو داؤد۔ حوالہ سابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آدمی نے جواب دیا: "میں ہوں جناب!" تو آپ سرکار ﷺ نے اسے فرمایا:

((أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِيبَ فِيهَا)) [1]

"اب اس اونٹنی کو الگ کر دو اس کے متعلق تمہاری بد دعاء قبول ہو چکی ہے۔"

ایسا ہی ایک واقعہ امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے [2] اور دیگر ائمہ کرام نے بھی۔

اسی طرح مرغ [3] اور ہوا [4] کو گالی دینے سے روکا گیا ہے' تو یہ سب باتیں اس نتیجے پر دلالت کناں ہیں کہ یہ نہی عام ہے اور ہر اس چیز کے لیے ہے جس کی شرع میں نہ مذمت بیان کی گئی ہے اور نہ ہی اس پر لعنت کا حکم ہے۔

۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین عظام رحمہم اللہ کو برا کہنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی بکنا بالا تفاق کفر ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود ان کی تعریفیں بیان فرمائی ہیں:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ...... الاية ﴾ (الفتح: ۴۸/۲۹)

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں' اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفر پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں' تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود' اور اللہ

---

[1] مسند احمد (۴۲۸/۴) وله شاهدان في صحيح مسلم (۲۵۹۵'۲۵۹۶) عن عمران بن الحصين و عن ابي برزة الاسلمي رضي الله عنهما۔

[2] مسند ابي يعلى (۴۵۰/۳' ح ۳۶۱۰) الاثرى۔

[3] ابوداؤد۔ كتاب الادب: باب في الديك والبهائم (ح ۵۱۰۱)

[4] ابوداؤد۔ كتاب الادب: باب في اللعن (ح ۴۹۰۸)

ترمذی۔ كتاب البر والصلة: باب ماجاء في اللعنة (ح ۱۹۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے' سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ (الفتح: ۱۸/۴۸)

"اللہ مؤمنوں سے خوش ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوْآ أَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ)) [1]

"میرے صحابہ کو گالیاں نہ دینا' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی روح ہے' اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مانند سونا بھی خرچ کر دے ان (صحابہ کرام) میں سے کسی ایک کے مد (صاع کے چوتھے حصہ کو مد کہتے ہیں) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

مد: ایک پیمانہ جس کی مقدار اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک اور تہائی رطل ہے۔ مصباح اللغات)

تو جس کسی نے بھی صحابہ کرام کو گالی دی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بیان کردہ ان کی مدح سرائی کو رد کر دیا اور قرآن پاک کی صراحت کو جھٹلا دیا تو یہ واضح کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لو کنت متخذا خلیلا (ح ۳۶۷۳)

مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ: باب تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ عنہ (ح ۲۵۴۰'۲۵۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تابعین عظام (رحمۃ اللہ علیہم) کو گالیاں دینا بھی منکر وحرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ بعض اوقات تو یہ کفر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ جو کہ تمام مخلوق سے شان بلند رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر سچے ہیں ان کی شہادت کی وجہ سے وہ عہد صحابہ کے بعد "خیر القرون" ہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی موجود ہے:

((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) [1]

---

[1] بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم : باب فضائل اصحاب النبی (ح ۳۶۵۱)

مسلم۔ کتاب فضائل الصحابة : باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم........ (ح ۲۵۳۳)

تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کی فضیلت و عظمت صحیحین کی اس روایت سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ جس کے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں:

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت جہاد کرے گی۔ جہاد کرنے والے لوگ(اپنی جماعت سے) کہیں گے کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی رضی اللہ عنہ موجود ہے؟ وہ کہیں گے' ہاں۔ چنانچہ وہ فتح و نصرت سے ہمکنار ہوں گے۔ پھر لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی' ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی شاگرد ہے؟ وہ کہیں گے' ہاں۔ چنانچہ انہیں فتح نصیب ہو گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی' ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ وہ کہیں گے" ہاں۔ "چنانچہ انہیں فتح نصیب ہو گی۔ (بخاری' مسلم)"

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا'لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جائے گا' لوگ کہیں گے کہ خیال کرو' کیا تم میں سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی ہے؟ چنانچہ صحابی موجود ہو گا تو انہیں کامیابی نصیب ہو گی۔ پھر دوسرے لشکر کو بھیجا جائے گا' لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھا ہو؟ چنانچہ انہیں کامیابی نصیب ہو گی۔ پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ خیال کرو' کیا تم اپنے لشکر میں کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہو؟ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا پس کہا جائے گا کہ خیال کرو کیا تم اپنے (رفقاء) میں سے کسی ایسے شخص =

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب لوگوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے قریب ہیں پھر ان لوگوں کا جو ان سے قریب ہوں گے۔"

علماء کرام کو گالیاں دینا اور ان کا مذاق اڑانا

اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ انہیں گالیاں دینا بھی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ اگر انہیں گالیاں دینے کا سبب' ان کا دین' ان کا اسلام' اور ان کا دین سے مضبوط ترین تعلق ہے تو یہ سب و شتم کفر و ارتداد بھی ہو سکتا ہے۔ ہم اہل دوزخ کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں! اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ ﴾ (فاطر: ۳۵/۲۸)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔"

= کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو' جنہوں نے ایسے شخص کو دیکھا ہو جس نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ چنانچہ ایسا شخص پایا جائے گا(اور) اس سبب انہیں فتح نصیب ہو گی۔

بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم: باب ۱ (ح ۳۶۴۹)

مسلم۔ کتاب فضائل الصحابة: باب الصحابة ثم الذین یلونهم........ (ح ۲۵۳۲)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان (بعد میں آنے والے) لوگوں کو حکم تو اس بات کا ہوا تھا کہ یہ ان (اصحاب النبی ﷺ) کے لیے بخشش اور مغفرت کی دعاء کریں لیکن انہوں نے الٹا ان کو سب و شتم کرنا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے سورہ حشر کی آیت (۱۰) کی تلاوت کی۔

﴿ وَالذین جاوٗا من بعد هم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ﴾ (اور جو بعد میں آنے والے ہیں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمانداروں کے لیے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ رکھ بے شک تو شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۲۹ بحوالہ ابن ابی حاتم۔ و رواہ مسلم فی صحیحه) کتاب التفسیر ح ۳۰۲۲/۱۵ بدون ذکر الایة) (نصیر احمد کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ شَهِدَاللّٰهُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (آل عمران : ۱۸/۳)

"اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی الہ نہیں ہے۔"

تو جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور حق و صداقت کی شہادت دینے میں اپنی ذات اور اپنے فرشتوں کے ہمراہ اکٹھا بیان کیا ہے ان کا اکرام کرنا اور ان کے دینی مرتبہ کی وجہ سے ان کا احترام کرنا واجب ہے۔ ان کو گالیاں دینے والا ان کے مقام و مرتبے کو کم کرنے والا ہے۔ اگر یہی سب و شتم ان کے دین اور احکام الٰہیہ بتانے کی وجہ سے ہے۔ گالیاں دینے والا اگر یہ کام دانستہ کر رہا ہے تو یہ واضح ارتداد ہے ان کے دینی مرتبہ کی وجہ ان سے مذاق و استہزاء کرنا یہ کفر ہو گا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ﴾ (التوبۃ : ۶۵/۹، ۶۶)

"اگر ان سے پوچھو، کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ ان سے کہو: "کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ، اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذرات لنگ (حیلے بہانے) نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔"

سیدنا عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَ يَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ"

وہ ہم میں سے نہیں، جس نے ہمارے بوڑھوں کی عزت و تکریم نہ کی، نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے بچوں پر رحم و پیار کیا اور نہ ہی عالم دین کے حق کو پہچانا“

ایک روایت میں ہے:

((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي........)) (وہ میری امت سے نہیں) [1]

وہ علمائے حق جن کے دینی مرتبہ کی وضاحت قرآن کریم کر رہا ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ امت پر ان کے حق کی اہمیت کو واضح فرما رہے ہیں۔ ان کا حق یہ ہے کہ ان کی تکریم کی جائے' توہین و ہتک آمیز رویہ نہ اپنایا جائے۔ ان کی بات کو سنا اور پھر اس پر عمل کیا جائے۔ [2]

---

[1] (صحیح الجامع (۵۴۴۳) واللفظ لہ' مستدرك حاکم(۱/۱۲۲)مسند احمد(۵/۳۲۳)

[2] علم اور صاحب علم کے متعلق مزید معلومات کے لیے علامہ ابن عبدالبر کی کتاب جامع بیان العلم و فضلہ جس کا اختصار و ترجمہ بنام ”العلم والعلماء ہے کا مطالعہ کریں (کاشف)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفلوں اور پروگراموں کی خطائیں

① تا ④ دعوت ولیمہ میں فضولیات سے پرہیز نہ کرنا

دعوت ولیمہ میں اسراف کرنا' ماکولات کو ناپاک جگہوں میں پھینکنا اور دعوت ولیمہ و دیگر دعوتوں میں فخر و غرور کرنا۔

گانے بجانے اور مختلف آلات موسیقی کا استعمال کرنا

ناجائز اور حرام قسم کے پروگراموں اور محفلوں کا انعقاد کرنا مثلاً عید میلاد' عیدالام' (ماں کے نام پر عید) بچوں کی سالگرہ اور ''عید پدر'' وغیرہ' اسی طرح ماتمی مجالس وغیرہ۔

محافل میں عورتوں مردوں کا اختلاط اور عورتوں کا مردوں کے سامنے اپنے محاسن کا اظہار کرنا۔

یہ سب خطائیں اور منکرات ہیں ان پر تفصیلی کلام گذشتہ اوراق میں گذر چکی ہے۔ اور ان کے دلائل کا مختلف مقامات میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ لیکن مذکورہ کام پوری شد و مد سے رواج پذیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام برائیوں اور خرابیوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے' انہیں دینی بصیرت عطا فرمائے' مزید انہیں پکی سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

⑤ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کی روشنی میں یہ بھی جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَاتَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا)) [1]

"سونے اور چاندی کے برتنوں میں مت پینا' اور نہ ہی سونے چاندی کی پلیٹوں میں کھانا ہی کھانا۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ)) [2]

"جس نے بھی سونے یا چاندی کے برتن میں پانی پیا یقیناً وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ' گھونٹ گھونٹ کر کے ڈال رہا ہے۔"

ایسی سب احادیث سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی حرمت کو بیان کر رہی ہیں' بالکل اسی طرح وہ برتن بھی استعمال کرنے حرام ہیں جن میں کسی ایک کا پانی پھیر دیا گیا ہو۔ اور برتنوں میں وہ سب برتن شامل ہیں جو استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً پلیٹ' چمچہ' گلاس وغیرہ اور ہر وہ چیز جس کا کھانا کھانے یا پانی پینے میں کسی طرح بھی استعمال ہوتا ہے۔

۶ اسم الٰہی والے کاغذات بطور دستر خوان استعمال کرنا

ایسے اوراق وغیرہ جن میں اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام ہو تو کھانے پینے کے لئے بطور دستر خوان بچھانا۔

یہ بھی عام پھیلی ہوئی برائیوں میں سے ایک ہے۔ جن کی عوام الناس کچھ بھی

---

[1] بخاری۔ کتاب الاطعمة : باب الاكل فی اناء فضة' (ح ۵۴۲۶)
مسلم۔ کتاب الاشربة : باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة (ح ۲۰۶۷)

[2] بخاری۔ کتاب الاشربة : باب آنية الفضة (ح ۵۶۳۴)
مسلم۔ کتاب الاشربة : باب تحريم استعمال اوانی الذهب والفضة (۲۰۶۵ واللفظ له)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرواہ نہیں کر رہے۔ حالانکہ ایک ایمان دار کو "شعائر اللہ" اور "حرمات الٰہیہ" کی تعظیم کرنے والا ہونا چاہیئے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ (الحج : ۳۲/۲۲)

"اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔"

اور دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے :

﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ﴾ (الحج : ۳۰/۲۲)

"اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے۔"

ایسے تمام اخبارات و رسائل جن پر آیات قرآنیہ' اسماء الٰہیہ وغیرہ تحریر ہوں ان کا احترام کرنا' ان کی تعظیم بجا لانی اور انہیں "پیروں تلے آنے سے بچانا" شرعی مطلوب' مقصود ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ' اس کی آیات اور اس کے اسماء مبارکہ کی تعظیم و تکریم ہو سکے۔ اسی لیے ایسے تمام اوراق جن پر ایسی کوئی چیز موجود ہو انہیں دسترخوان بنا کر بچھانے سے ان کے مقام و مرتبہ کو گرانا کسی صورت میں جائز اور مناسب نہیں ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لباس" کی خطائیں

(مردوں کے لباس کا بیان)

(1) کسی کپڑے یا گاؤن یا شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا

یہ منع ہے' اور یہ عوام الناس کی اکثریت میں اس طرح پائی جاتی ہے کہ نہ کسی کو گناہ کا خوف ہے اور نہ آئندہ اس سے بچنے کی فکر ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی اس طرح ہے:

((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ)) [1]

"تہبند جتنا ٹخنوں سے نیچے جائے گا اتنا حصہ دوزخ میں جائے گا۔"

"یہ آگ کی دھمکی اور وعید تو اس صورت میں ہے جب یہ تکبر اور غرور کی نیت سے نہ ہو [2] اور اگر یہی کپڑے کو لٹکانا اور کپڑے کو گھسیٹنا ازراہ تکبر ہو گا تو یہ

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار (ح ۵۷۵۸)

[2] بعض لوگ یہ سمجھتے اور اشکال پیش کرتے ہیں کہ کپڑے کو ٹخنوں سے لٹکانا صرف اس صورت میں منع ہے جب تکبر اور غرور کی نیت سے ہو۔ اگر غرور و تکبر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی یا عدم واقفیت کی بنا پر ہے۔ حالانکہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا ہی بذات خود تکبر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:
ایاك و اسبال الازار فانها من المخیلة وان الله لا یحب المخیلة (ٹخنوں سے نیچے) تہبند لٹکانے سے بچتے رہنا کیونکہ ایسا کرنا غرور و تکبر ہے اور اللہ غرور و تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ (ابو داؤد' کتاب اللباس: باب ماجاء فی اسبال الازار (ح ۴۰۸۴) اس حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا ہی تکبر کی علامت ہے۔ اللہ ہمیں اس گناہ کبیرہ سے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین! (کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑھ کر جرم ہو گا۔ اس لیے' اس کی یہ سزا بیان ہوئی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے آدمی کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بیان کرتے ہیں:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ)) [1]

"جس نے تکبرو غرور کی نیت سے اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔"

جبکہ مسلم شریف میں یہ لفظ آتے ہیں:

((مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ لَا یُرِیْدُ بِذٰلِكَ اِلَّا الْمَخِیْلَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) [2]

"جس کسی نے اپنے تہبند (چادر' شلوار' پینٹ پتلون وغیرہ) کو نیچے گھسیٹا' صرف تکبر کی نیت سے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے (متکبر) کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔"

صرف کپڑے کو لٹکانا ہی ناجائز ہوا تو ازراہ تکبر تو اس سے بھی عظیم گناہ ہوا اور بڑی سزا کا مستوجب بنا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفیان بن ابی سہل رضی اللہ عنہ کو پہلو سے پکڑے ہوئے دیکھا تو آپ یہ فرمارہے تھے:

((یَا سُفْیَانُ لَا تُسْبِلْ اِزَارَكَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ)) [3]

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب قول اللہ تعالیٰ (قل من حرم زینة اللہ......(ح ۵۷۸۳'۵۷۹۱)
مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم جر الثوب خیلاء (ح ۲۰۸۵)

[2] مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم جر الثوب خیلاء (ح ۴۵/۲۰۸۵)

[3] مسند احمد (۲۵۳/۴) ابن ماجہ۔ کتاب اللباس: باب موضع الازار ابن ہو (ح ۳۵۷۴) ابن حبان (موارد: ۱۴۴۹) اسے ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ بھی ابن حبان کے ہیں۔ یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ اس کے مزید شواہد بھی موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے سفیان! اپنی تہبند کو نیچے مت لٹکاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے ازار بند لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔"

۲ انتہائی تنگ یا انتہائی باریک کپڑے پہننا

اگر وہ کپڑے شرمگاہ کو نمایاں کریں یا شرمگاہ کے حجم کو عیاں کریں یا اسی طرح دوسری قباحتیں پائی جائیں تو ایسے کپڑوں کو چھوڑ دینا واجب ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ﴾ (الاعراف: ۷/۲۶)

"اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو۔"

لیکن اگر وہ کپڑے نہ تو شرمگاہ کو نمایاں کرنے والے ہوں (یعنی ان کے اندر سے جسم کی جھلک نظر نہ آرہی ہو) اور نہ ہی اس کے حجم کو عیاں کرنے والے ہوں تو ان کے باریک ہونے کے باوجود ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔ البتہ ان میں کفار کے مخصوص لباس یا پھر عورتوں کے لباس سے مشابہت ضرور ہوتی ہے۔ جس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۳ عورتوں کے لباس سے ملتے جلتے کپڑے پہننا

تو یہ بھی حرام ہے کیونکہ:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ))[1]

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال (ح ۵۸۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

بعض علماء کرام نے یوں لکھا ہے "کہ اس مشابہت سے مراد لباس پہننے میں مشابہت اختیار کرنا ہے اور کچھ عادات و اطوار اور حرکات و سکنات وغیرہ اختیار کرنا ہے نیکی کے کاموں میں مشابہت مراد نہیں ہے۔"

امام احمد' امام ابوداوٗد اور وغیرہ نے سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت بیان کی ہے' کہتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی پر لعنت فرمائی ہے جو کسی عورت کی مانند کپڑے پہنتا ہے اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کی مانند کپڑے پہنتی ہے۔"

(۴) شہرت کی خاطر لباس پہننا

مسلمانوں کے عام معروف کپڑوں سے ہٹ کر کپڑے پہننا یا ایسے قیمتی اور قابل فخر لباس زیب تن کرنا جن کی وجہ سے پہننے والے کی طرف اشارے کیے جائیں اور وہ صرف کپڑے پہننے کی بنا پر شہرت حاصل کرنا چاہے وغیر ذلک۔ اسی طرح میلے کچیلے کپڑے یا پیوند لگے) کپڑے پہن کر شہرت حاصل کرنے والا جبکہ وہ دوسرے کپڑے پہننے کی طاقت و قدرت بھی رکھتا ہو۔ یہ سب ممنوع انداز ہیں۔ جیسے کہ امام احمد رحمہ اللہ' امام ابو داوٗد رحمہ اللہ اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ)) [2]

---

[1] مسند احمد (۳۲۵/۲) ابو داؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لباس النساء (ح ۴۰۹۸)

[2] مسند احمد (۱۳۹/۲) ابو داؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لبس الشہرۃ (ح ۴۰۲۹)
ابن ماجہ۔ کتاب اللباس: باب من لبس شہرۃ من الثیاب' (ح ۳۶۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے شہرت کی خاطر لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔"

"یہ حدیث پاک شہرت کا لباس پہننے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے یہ حدیث پاک صرف قیمتی اور اعلیٰ ترین کپڑے پہننے سے روکنے کے لیے ہی خاص نہیں ہے بلکہ یہ حدیث پاک ان تمام کپڑوں کو بھی شامل ہے جو کوئی فقیروں میں سے لوگوں کے ملبوسات کے برخلاف کپڑے پہنے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کے لباس سے تعجب کر کے اس کے مرید و معتقد بننے لگیں۔ ابن رسلان نے بھی یوں ہی کہا ہے۔"

جب لوگوں میں طلب شہرت کے لیے کپڑے پہننے میں خواہ اعلیٰ ترین ہوں یا گھٹیا ترین' کوئی فرق نہیں ہے اسی طرح لوگوں کے موافق یا مخالف کپڑے پہننے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے(یعنی یہ غلط طریقے ہیں) کیونکہ اس حدیث پاک میں موجود حرمت کا حکم شہرت کے حصول کی وجہ سے ہے"[1]

⑤ بے ستر لباس پہننا

ایسے کپڑے پہننے جو قابل ستر حصے کو بھی چھپا نہ سکتے ہوں جیسے کہ ورزش کے لیے کپڑے پہننا جن سے رانیں وغیرہ ظاہر ہوتی ہوں یا ایسے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے آنا۔

مرد کے لیے قابل ستر حصہ "ناف تا گھٹنے) ہے۔ لہٰذا رانیں اس میں شامل ہوئیں۔ ایک مسلمان کو اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے علاوہ اپنے جسم کے اتنے حصے کو چھپا کر رکھنے کا حکم ہے۔ سیدنا بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نے خود دریافت کیا' یا رسول اللہ!(ﷺ) اپنی شرمگاہوں سے کس قدر ہم ظاہر کر سکتے ہیں اور کس قدر ہمیں احتیاط برتنی چاہیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ))

"اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو مگر اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے۔"

---

[1] نیل الاوطار(۱۳۶/۲/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے پھر یہ بات پوچھی' اگر قوم کے افراد ایک دوسرے کے بالکل قریب قریب ہوں؟ تو آپ نے یوں جواب ارشاد فرمایا:

((اِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا)) [1]

"پھر بھی اس بات کی کوشش کر کہ کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکے۔"

دونوں رانیں بھی "قابل ستر" حصہ میں داخل اور شامل ہیں رسول اکرم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں:

((مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ)) [2]

"ناف اور گھٹنے کے درمیان "قابل ستر" حصہ ہے۔"

نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی "صحیح سند" سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ)) [3]

ران بھی شرمگاہ میں داخل ہے۔

بالکل اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے اس کے چھپانے کا حکم بھی صحیح ثابت ہے۔ [4]

---

[1] مسند احمد (۳/۵-۴) ابوداؤد۔ کتاب الحمام: باب فی التعری (ح ۴۰۱۷) ترمذی۔ کتاب الادب: باب ماجاء فی حفظ العورۃ (ح ۲۷۹۴) ابن ماجہ۔ کتاب السنۃ عند الجماعۃ (۱۹۲۰)

[2] ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب متی یومر الغلام بالصلاۃ (ح ۴۹۶' ۴۱۱۴) بلفظ مختلف مسند احمد (۲/۱۸۷) اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن درجے کی ہے۔

مستدرک حاکم (۳/۵۶۷) عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ واللفظ لہ و حسنہ الالبانی فی "صحیح الجامع"

[3] ابو داؤد۔ کتاب الحمام: باب النہی عن التعری (ح ۴۰۱۴) ترمذی۔ کتاب الادب: باب ماجاء ان الفخذ عورۃ (ح ۲۷۹۵)

[4] مسند احمد (۳/۴۷۸'۴۷۹) ترمذی۔ کتاب الادب: باب ماجاء ان الفخذ عورۃ (ح ۲۷۹۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ مساجد میں آتے ہوئے زیب و زینت حاصل کرنے میں سستی دکھانا

تو یہ عمل اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے:

﴿ يَا بَنِيٓ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ (الاعراف: ۷/۳۱)

"اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد میں جاتے وقت (یا ہر نماز کے وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو۔"

نماز دراصل اللہ کے حضور پیشی (حاضری) ہے' تو یہ حق ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے' اگر ممکن ہو تو آدمی خوشبو استعمال کرے اور بدبودار چیزیں چھوڑے' یقیناً یہ عمل "مستحب زینت" کے اپنانے میں سے ہو گا۔

⑦ تصاویر والا لباس پہننا

ایسے کپڑے پہننا جن میں جانداروں کی تصاویر ہوں' خصوصاً غیر مسلم اداکاروں یا کھلاڑیوں یا ان کے حکمرانوں یا ان کے شہرت یافتہ لوگوں کی تصاویر ہوں' تو ہر ایسا کپڑا جس میں کسی انسانی یا حیوان یا کسی پرندے کی تصویر ہو پہننا حرام ہے

مذکورہ تمام باتیں ان بے شمار دلائل کی روشنی میں حرام ہیں جو دلائل' تصویر کی حرمت اور تصاویر کو گھروں میں لٹکانے یا کپڑوں میں ہونے کے سلسلے میں موجود ہیں۔ جس طرح کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تصاویر والا پردہ لٹکایا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تشریف لاتے ہی اتار دیا تھا۔ جس کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((فَقَطَعْتُهُ وَسَادَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا)) [1]

"میں نے اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لیے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنی رکھ کر

---

[1] بخاری۔ کتاب المظالم: باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر (ح ۲۴۷۹)
مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح ۹۶/۲۱۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیک لگایا کرتے تھے۔"

اہل علم نے یوں کہا ہے کہ: "ہر مرد و عورت پر اس کپڑے کو پہننا حرام ہے جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو' اسی طرح اسے لٹکانا یا دیواروں پر آویزاں کرنا بھی حرام ہے۔ اس کی تصویر کسی پردے میں یا کسی چھت میں یا کسی دیوار میں یا کسی چارپائی وغیرہ میں بنانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔"

اور ان کپڑوں کو پہننا جن میں غیر مسلموں کی تصاویر ہوں' سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کفار سے حد درجہ کی دوستی اور دلی تعلق ہے۔ تو یہ بات بہت ہی افسوس ناک ہے کیونکہ کافر سے بغض رکھا جاتا ہے۔ اس کے کفر کی بنا پر اسے ناپسند سمجھا جاتا ہے۔ اس سے مانوس نہیں ہوا جاتا' اس کی تعظیم نہیں کی جاتی' اس سے محبت نہیں کی جاتی۔ واللہ المستعان

⑧ مردوں کا سونا استعمال کرنا

مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا' خواہ زینت کی نیت سے ہو خواہ شادی وغیرہ کے بہانے سے ہو۔ مردوں کے لیے سونا پہننا حلال نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کی روشنی میں:

((أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِلْإِنَاثِ مِنْ أُمَّتِيْ' وَ حُرِّمَ عَلَى ذُكُوْرِهَا))[1]

"سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال رکھا گیا ہے' اور امت کے مردوں کے لیے حرام کیا گیا ہے۔"

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: "کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے سے روک دیا ہے۔"[2]

---

[1] مسند احمد (۳۹۲/۴) ترمذی۔ کتاب اللباس: باب ماجاء فی الحریر والذھب للرجال (ح ۱۷۲۰)

نسائی۔ کتاب الزینة: باب تحریم الذھب علی الرجال (ح ۵۱۵۱)

[2] بخاری۔ کتاب اللباس: باب خواتیم الذھب (ح ۵۸۶۳)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضة (ح ۲۰۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صحیح مسلم" میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بات آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی ایک انگوٹھی دیکھی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتار کر پھینک دیا اور یوں فرمایا:

((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهِ))[1]

"کیا تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کی طرف قصد کرتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔"

تو یہ حدیث مبارکہ تمام اغراض و مقاصد کے لیے' سونے کی انگوٹھی پہننے کو منع کرنے میں عام حکم رکھتی ہے۔ اس انگوٹھی کو پہننا کسی صورت بھی مباح اور جائز نہیں ہو گا' خوبصورتی کے لیے اور نہ ہی منگنی اور شادی کے لیے اور نہ ہی ہدیہ دینے والے کو خوش کرنے کے لیے۔

ب۔ عورتوں کے لباس میں خطائیں

① انتہائی چست یا باریک لباس پہننا

انتہائی تنگ یا انتہائی باریک اور اجنبی مردوں کی نظروں کو کھینچنے والے کپڑے پہننا۔ یہ بھی شرعی محرمات میں سے ہے۔ کسی بھی عورت کے لیے حلال اور جائز نہیں ہے کہ اجنبی مردوں کے پاس ایسا تنگ لباس پہنے جو اس کے بدن کے جوڑ جوڑ اور اعضاء کے حجم کو واضح دکھائے اور نہ ہی ایسے باریک کپڑے ہی پہنے جو اس کے چمڑے کی رنگت کو بھی نہ چھپا سکیں ۔ اسی طرح وہ کپڑے پہننا بھی حلال نہیں ہے جن کی وجہ سے لوگوں کی نگاہیں اس کی جانب اٹھیں اور پھر اٹھی ہی رہ جائیں۔ دور

---

[1] مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم خاتم الذهب على الرجال (ح ۲۰۹۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر میں مسلمان عورتوں اور ان کی بچیوں کی اکثریت ان گناہوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ بلکہ اگر یہ توبہ و استغفار نہ کریں گی تو دوزخ کے عذاب سے بھی دو چار ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ...... الاية ﴾ (النور: ۳۱/۲۴)

"اور وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے......"

اور اللہ تعالیٰ مزید یہ بھی فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ﴾ (النور: ۳۱/۲۴)

"وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔"

تو جب سامان زینت یعنی پازیب وغیرہ کی آواز کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے اور نظر آنے والی زینت و زیبائش کو ظاہر کرنا کس طرح روا اور جائز ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہ بھی ایسی کہ جس سے عورت کے پہلو' اس کے سینے اور پچھلے حصے کے اعضاء نمایاں نظر آتے ہوں یا پھر ایسے کہ اس کے بازو' پنڈلی اور چہرہ وغیرہ بھی ننگا ہو اور دعوت دیدار دے رہا ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ وانا للہ وانا الیہ راجعون

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"دو جماعتیں دوزخ والوں کی ہیں جن کو میں نے ابھی نہیں دیکھا۔"

۱۔ ایک ایسی جماعت جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کی طرح لمبے لمبے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے۔

۲۔ دوسری ان عورتوں کی جماعت جو کپڑے پہننے والی ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہی ہوں گی۔ خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو مائل کرنے والیاں جن کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف کو جھکی ہوئی کوہان کی مانند ہوں گے جو جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی نہ ہی اس کی خوشبو کو ہی پا سکیں گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے پائی جا سکے گی۔"[1]

"امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک موٹا سا قبطی کپڑا پہننے کو عطا فرمایا جسے میں نے اپنی بیوی کو پہنا دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ وہ قبطی کپڑا کیوں نہیں پہنتا؟ تو میں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے تو وہ اپنی بیوی کو پہننے کے لیے دے دیا ہے۔ تو پھر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اسے یہ کہو کہ اس کے نیچے بنیان' شلوکا' شمیز وغیرہ) پہنا کرے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے "جسمانی ہڈیوں" کا حجم نظر آتا ہو گا۔"[2]

﴿۲﴾ نیم عریاں لباس پہننا

ایسے اوپن کپڑے پہننا جن سے پنڈلیاں اور پاؤں بھی نہ ڈھانپے جائیں یا ایسے کپڑے پہننا جو جسمانی محاسن کو غیر محرم مردوں کے سامنے نمایاں کرنے والے ہوں۔

عورت کے لیے اجنبی غیر محرم مردوں کے سامنے ایسے کپڑے پہننا بھی حلال اور جائز نہیں ہے' وہ اجنبی مرد خواہ گھر کے اندر ہوں یا گھر سے باہر' بلکہ اس عورت کو دین و تقویٰ کا دامن تھامے رہنا چاہیئے اور ایسے اوپن لباس پہننے سے دور رہنا چاہیئے تاکہ وہ گناہوں سے بچی رہے بلکہ اسے ہدایت' بھلائی اور پاک دامنی کی دعوت دینے والی بن کر رہنا چاہیئے۔ اور سابقہ مسئلہ میں اس کے دلائل ابھی بیان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بچیوں کو کفار کی شر اور ان سے مشابہت اختیار کرنے سے بچائے رکھے۔ اسی طرح ہمیں منافقین کے مکرو فریب سے دور رکھے اور ان کی غلط راہوں سے محفوظ فرمائے۔

﴿۳﴾ بے ستر لباس پہن کر غیروں کے ساتھ تنہا ہونا

چھوٹی آستینوں والے لباس پہننا جن سے بازو

---

[1] مسلم۔ کتاب اللباس: باب النساء الکاسیات العاریات (ح ۲۱۲۸)

[2] مسند احمد (۲۰۵/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آتے ہوں اور پھر ایسی قمیضوں کے ساتھ بازاروں اور گاڑیوں میں مردوں کے سامنے گھومنا پھرنا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کی قبل ازیں وضاحت بیان کر دی ہے:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) [1]

"عورت کا سارا وجود ہی "قابل ستر" ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان ٹکٹکی لگا کر اسے دیکھنے لگتا ہے۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔ اور "استشرفھا" کا معنی یہ ہے کہ وہ اشارے کرتا ہے اور لوگوں کی آنکھوں کو ایسے دیکھنے کی طرف متنبہ کرتا ہے تاکہ فتنہ و فساد برپا کر دے۔ اور اس پر تفصیلی دلائل کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۴) مردوں کے مشابہ لباس پہننا ایسے کپڑے پہننا جن کی وضع قطع مردوں کے لباس سے مشابہ ہو۔

یہ بھی منع اور ناجائز ہے کیونکہ عورت کے لیے خاص لباس ہے جس سے وہ ممتاز اور نمایاں ہوتی ہے اور مرد کے لیے خاص لباس ہے جو اسے عورتوں سے ممتاز بناتا ہے۔ اس لئے عورت کو مردوں سے ملتے جلتے لباس پہننا' ان جیسی شکل و صورت بنانا اور ان جیسی چال ڈھال بنانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے:

((لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ)) [2]

"مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

امام احمد رحمہ اللہ' امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ان الفاظ میں سے ذکر کیا ہے:

---

[1] ترمذی۔ کتاب الرضاع : باب استشراف الشیطان المراة اذا خرجت (ح ۱۱۷۳)

[2] بخاری۔ کتاب اللباس : باب المتشبھین بالنساء (ح ۵۸۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَعَنَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ' وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مانند لباس پہننے والے آدمی پر لعنت فرمائی ہے اور مردوں کی مانند لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔"

۵ سر پر وگ پہننا سر پر "وگ" پہننا کیونکہ یہ بھی "بال ملانے" کے حکم میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہتے ہیں:

((لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)) [2]

"نبی اکرم ﷺ نے بال (مصنوعی) لگانے والی اور لگوانے والی' اور گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت بیان کی ہے فرماتی ہیں:

"ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے یوں پوچھا: اے اللہ کے رسول! لڑکی کو چیچک نکلی تو اس کے بال اتر گئے ہیں۔ اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے کیا میں اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا سکتی ہوں؟ تو آپ سرکار ﷺ نے یہ جواب دیا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ)) [3]

---

[1] مسند احمد (۲/۳۲۵) ابو داؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لبس النساء (ح ۴۰۹۸) اس حدیث پاک کی سند صحیح مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے

[2] بخاری۔ کتاب اللباس: باب الموصولۃ (ح ۵۹۴۰)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ (ح ۲۱۲۴)

[3] (بخاری۔ کتاب اللباس: باب الموصولۃ (ح ۵۹۴۱)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ (ح ۲۱۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگائے جا رہے ہیں دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ انہوں نے .... منبر پر کھڑے کھڑے .... ایک پہرے دار کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا سا پکڑا اور یوں فرمانے لگے:

تمہارے علماء کرام کہاں ہیں؟

میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے آپ اس طرح کے بالوں سے منع فرماتے تھے۔ اور یوں فرمایا کرتے تھے:

((اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَآءُ هُمْ)) [1]

"بنی اسرائیل اس وقت تباہ و برباد ہوئے جب ان کی خواتین نے ایسی چیزیں استعمال کرنا شروع کر دی تھیں۔"

اور اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ "وگ" استعمال کرنی بالکل منع اور ناجائز ہے۔

۶ وضوء کے وقت نیل پالش لگائے رکھنا

"نیل پالش" استعمال کرنی اور ہر ایسی چیز استعمال کرنی جو وضوء کے وقت پانی کے لیے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔

وضوء کرنے والے پر فرض ہے کہ اپنے تمام حصوں پر پانی پہنچائے اور اس میں اس کے ناخن بھی داخل و شامل ہیں۔ اور نیل پالش لگانے کے بعد پانی ہاتھ کے تمام اجزاء تک پہنچانا ناممکن ہے تو اس طرح وضوء والا فریضہ مکمل نہیں ہو پاتا جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک تو یہ ہے:

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب وصل الشعر (ح ۵۹۳۲)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة (ح ۲۱۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾

(المائدہ : ۶/۵)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیئے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔"

تو جب وضوء ہی پورا نہیں ہو گا تو نماز بھی صحیح اور درست نہ ہو گی، اور کون سی عورت پسند کرے گی کہ نماز بھی پڑھے لیکن قبول نہ ہو۔ تو جو خاتون ایسی چیز استعمال کرتی ہو اس پر وضوء کرتے ہوئے اسے زائل اور ختم کرنا واجب ہو گا۔

۷۔ مصنوعی ناخن لگانا یا ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو لمبا کرنا

اس میں "فطرت کی سنتوں" کی مخالفت ہوتی ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ان کا بیان آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ : اَلْاِسْتِحْدَادُ، وَالْخِتَانُ، وَ قَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَ تَقْلِيمُ الاَظَافِرِ))[1]

"پانچ کام فطرت سے تعلق رکھتے ہیں: زیر ناف بال صاف کرنا، ختنہ کروانا، مونچھوں کو کاٹنا، بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخنوں کو کاٹنا۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت بیان کی ہے، کہتے ہیں:

((وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيمِ الاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَ حَلْقِ الْعَانَةِ :

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس : باب تقلیم الاظفار (ح ۵۸۹۱)
مسلم۔ کتاب الطهارة : باب خصال الفطرة (ح ۲۵۷) باختلاف یسیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)) [1]

"ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے' ناخن اتارنے' بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال صاف کرنے میں وقت مقرر کر دیا گیا ہے کہ ہم چالیس راتوں سے زیادہ نہ ہونے دیں۔"

مذکورہ باتوں میں مرد کی طرح عورت بھی داخل ہے۔

"غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا"

---

[1] مسلم۔ کتاب الطہارۃ: باب خصال الفطرۃ (ح ۲۵۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا

(۱) چہرے کی وضع قطع میں کفار سے مشابہت کرنا

مردوں کا غیر مسلموں سے داڑھی منڈوانے اور مونچھیں بڑھانے میں مشابہت اختیار کرنا۔

نبی اکرم ﷺ نے مجوسیوں اور مشرکوں کی مخالفت کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے' آپ سرکار ﷺ نے داڑھیوں کو معاف کرنے اور مونچھوں کو مبالغہ سے کترانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمان جاری کیا ہے:

((خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ : وَفِرُوْا اللُّحٰی وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) [1]

"تم مشرکین کی مخالفت کرو' داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحٰی' خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ)) [2]

"تم مونچھوں کو کتراؤ' داڑھیوں کو بڑھاؤ' آتش پرستوں (مجوسیوں) کی مخالفت کرو۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس : باب تقلیم الاظفار (ح ۵۸۹۲)
مسلم۔ کتاب الطهارة : باب خصال الفطرة (ح ۲۵۹)

[2] مسلم۔ کتاب الطهارة : باب خصال الفطرة (ح ۲۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے لغت کہتے ہیں:

"داڑھی ' ٹھوڑی اور رخساروں کے جبڑوں پر اگنے والے بالوں کا نام ہے"

۲ مردوں کا انگریزی لباس پہن کر غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا

یہ بھی منع ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جب سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دو زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تھا تو یوں فرمایا تھا:

((اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا)) [1]

"یہ کپڑے کفار کے لباس میں سے ہیں انہیں مت پہنو۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن سند" سے نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

((خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ))

"تم اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مخالفت کیا کرو" تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ!(ﷺ) اہل کتاب تو شلواریں اور پائجامے پہنتے ہیں' وہ تہبند اور چادریں نہیں باندھتے' تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَسَرْوَلُوْا وَائْتَزِرُوْا وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ)) [2]

"تم شلواریں بھی پہنو اور چادریں بھی باندھو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔"

تو ہر ایسا لباس جو کفار سے مخصوص ہو جائے مسلمان اسے نہ پہنے۔

۳ تہواروں میں غیر مسلموں کی مشابہت اپنانا

غیر مسلم جن تہواروں کو مناتے ہیں ان کے منانے میں مشابہت اختیار کرنا یا ان کے ساتھ شمولیت کرنا۔

---

[1] مسلم۔ کتاب اللباس: باب النھی عن لبس الرجل الثوب المعصفر (ح ۲۰۷۷)

[2] مسند احمد (۵۰/۲) ابو داؤد۔ کتاب اللباس: باب فی لبس الشھرۃ (ح ۴۰۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ بھی حرام ہے۔ کسی کے لیے بھی جائز اور حلال نہیں ہے کہ عیسائیوں کی کسی عید یا کسی تہوار کو منائے یا ان کے منانے میں شریک ہو۔ بعض مسلمان مشترک کمپنیوں اور پیداواری اداروں میں کارکنوں کے لیے ایسے تہواروں کا اہتمام کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اپنے گھروں میں بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ تو یہ ان غیر مسلموں کے شرک و کفر پر مبنی دین کو اور دینی شعائر کو اپنے ہاں پختہ کرنا اور انہیں رواج دینا ہے تو جو کسی سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے انہیں میں سے ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[1]

"جس نے کسی بھی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہو جائے گا۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یوں لکھا ہے:

اس حدیث پاک کا کم ترین تقاضا یہ ہے کہ ان سے مشابہت اختیار کرنی حرام ہے اگرچہ اس حدیث پاک کا ظاہری معنی یہی ہے کہ جو آدمی ان سے مشابہت اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔"

اہل کتاب اور مشرکین کے تہواروں میں شرکت جائز اور حلال نہیں ہے خواہ وہ معمولی سے تحفہ یا چند الفاظ سے "مبارک باد" کہنے کی صورت ہی میں ہو' یہ شرک کی جڑ کاٹنے کے لیے اور اہل ضلالت پر اپنے غلبے اور فوقیت کا اظہار کرنے کے لیے ہے نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک اس طرح بھی ہے:

﴿ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾ (الحدید ۵۷/۱۶)

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۱۰۳) ط احیاء التراث الاسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان کے ساتھ اصولی اور فروعی امور میں سے کسی امر میں بھی مشابہت اختیار کرنے سے روک دیا ہے۔"[1]

۴ کفار سے مشابہت کے انداز پر بالوں کو رکھنا

تو یہ بھی منع ہے کیونکہ مسلمان اپنی عام حالت میں بھی کفار کی مخالفت کرنے پر ہی مامور ہے مزید اسے اس امر کا بھی حکم ہے کہ اپنے دین اسلام کے اوامر اور طریقوں پر مضبوطی سے کار بند رہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آغاز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال چھوڑنے میں اہل کتاب سے موافقت کی تھی پھر ان کی مخالفت فرمائی۔[2]

تو یہ اس بات کی دلیل ہوئی کہ ان کی مخالفت ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود و مطلوب ہے حتی کہ بالوں کی ہیئت میں ان کے سنوارنے اور مانگ نکالنے میں بھی تاکہ ان سے اس ظاہری مشابہت کو بھی سرے سے ہی ختم کر دیا جائے جو باطنی مشابہت کو اور ان سے پیار و محبت کو جنم دینے والی ہے جیسا کہ مشاہدات سے یہ بات نمایاں طور پر سامنے آ چکی ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر (ص ۱۳۱۱)

[2] بخاری۔ کتاب اللباس: باب الفرق (ح ۵۹۱۷)
مسلم۔ کتاب الفضائل: باب صفة شعره صلی اللہ علیہ وسلم (ح ۲۳۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصاویر کا بیان

① بلا ضرورت ہی ذی روح یعنی جانداروں کی تصاویر بنانا

یہ چیز تو ان نافرمانیوں اور معاصی میں سے ہے جو عام ہو چکی ہیں اور جنہیں بڑی سہولت و آسانی سے کیا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس کو جائز ہی سمجھا جانے لگا ہے یا اس کی حرمت کو فراموش ہی کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کا اپنی آخرت اور یوم آخرت کو نجات دلانے والی باتوں کا کم اہتمام کرنے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔

جانداروں کی تصاویر اپنی تمام تر انواع و اقسام میں ناجائز ہیں اپنے دلائل کے عموم کے پیش نظر' جن میں اس فرق کا بھی کوئی امتیاز نہیں ہے کہ تصویر والی چیز کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ تو ہر وہ کام جسے تصویر کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اسے سرانجام دینا یا اسے ارادۃً اختیار کرنا جائز نہ ہو گا' اس کی حرمت پر بہت سی احادیث مبارکہ سے دلائل موجود ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث پاک جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلَّذِيْنَ لَيَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

"جو لوگ یہ تصاویر بناتے ہیں انہیں قیامت کے روز عذاب سے دو چار کیا جائے گا۔"

اس سلسلے میں احادیث مبارکہ سے دیگر دلائل "حج سے متعلقہ خطائیں" میں

---

[1] بخاری۔ کتاب اللبا س: باب عذاب المصورین یوم القیامة (ح ۵۹۵۱)

مسلم۔ کتاب اللبا س: باب تحریم صورة الحیوان (ح ۲۱۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ نمبر۵ کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔ تصویر بنانا کسی بھی صورت میں مباح اور جائز نہیں ہے الا کہ انتہائی ناگزیر مجبوری ہو جیسے کہ پاسپورٹ بنوانے کے لیے یا اپنی حفاظت کے لیے یا اسی طرح دیگر کوئی خاص مجبوری ہو جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو لیکن اس میں بھی ناپسندیدگی اور اظہار نفرت کے جذبات نمایاں اور غالب نظر آتے ہوں۔

البتہ وہ تصاویر جو ڈبوں یا گتے کے ڈبوں (برائے سامان پیکنگ) اخبارات و رسائل وغیرہ میں متواتر آتی رہتی ہیں' وہ اپنی بہتات و کثرت کی وجہ سے قدر کھو بیٹھتی ہیں فقہی قواعد میں بھی یہ بات لکھی ہوئی ہے:

"أَنَّ الْمُشَقَّةَ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ"

"بوقت مجبوری آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔"

(اگر ان تصاویر کو کھرچ کر مٹا دیا جائے یا مارکر موٹے قلم کی سیاہی وغیرہ سے چھپا دیا جائے یا ایسی کوئی تدبیر اختیار کی جائے تو زیادہ مناسب اور اقرب الی الحق ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب)

﴿۲﴾ ذی روح کی تصاویر کو آویزاں کرنا

ذی روح کی تصاویر کو آویزاں کرنا یا اپنی مجالس وغیرہ میں کسی مجسمہ' تصویر یا ہاتھ سے ڈرائنگ کی ہوئی کسی شکل و صورت کو آویزاں کرنا اور انہیں نہ مٹانا۔

یہ برائی اور حرمت میں خالی تصویر سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ یہی انداز تو ان تصاویر کی تعظیم و تکریم کا ذریعہ ہے۔ جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ)) [1]

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب ماوطی من التصاویر (ح ۵۹۵۴' ۵۹۵۵)

مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان (ح ۲۱۰۷/۹۵ واللفظ لہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انہوں (عائشہؓ) نے تصاویر والا ایک پردہ لٹکایا تو رسول اللہ ﷺ نے گھر آتے ہی اسے اتار پھینکا۔"

انہیں سے یہ روایت بھی آتی ہے:

((اِنَّ النبی اِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَاوِيْرُ اِلَّا نَقَضَهُ)) [1]

"رسول اللہ ﷺ گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہ رہنے دیتے تھے جس میں تصاویر ہوتی تھیں مگر اسے توڑ دیتے تھے۔"

جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان آتا ہے:

((أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ لَّا يَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسَهَا)) [2]

"رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا تھا کہ کسی بھی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑو۔"

تو تصاویر کو آویزاں کرنا کھلم کھلا محرمات میں سے ہے۔ تو جب یہی تصاویر مجسّمے کی صورت میں ہوں تو ان کی حرمت اور سخت ترین نظر آتی ہے۔ تو اب ہر مسلمان پر واجب اور لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری پیدا کرے اور اپنے گھر سے ان تمام مجسم تصاویر کو یا جانداروں کی لٹکائی ہوئی تصاویر کو خواہ وہ کسی انسان کی ہوں یا کسی حیوان اور پرندے کی ہوں انہیں توڑ دے اور انہیں اپنے گھر سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معصیات کے شر سے محفوظ فرمائے۔ واللہ المستعان۔

۴۳ ذی روح کی تصویر کو یادداشت کے لیے رکھنا

کسی بھی ذی روح کی تصاویر کو کسی کاغذ یا مجسم صورت میں یادداشت کے لیے سنبھال کر رکھنا

---

[1] بخاری۔ کتاب اللباس: باب نقض الصور (ح ۵۹۵۲) بلفظ تصالیب دون تصاویر

[2] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب الامر بتسویة القبور (ح ۹۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی چیزوں کو سنبھال کر رکھنا نہ تو جائز ہی ہے اور نہ حلال ہی کیونکہ مسلمان کو ان کے مٹانے ختم کرنے اور تماثیل و تصاویر کو توڑنے کا حکم ہوا ہے۔ لہٰذا انہیں باقی رکھنا جائز نہ رہا۔ احادیث مبارکہ سے پیشتر ازیں دلائل بیان ہو چکے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم مبارک اور عمل مبارک سے یہ سنت سامنے آتی ہے کہ ان تصاویر کو توڑا جائے' انہیں مٹایا جائے اور ان کے بنانے بنوانے سے دور ہی رہا جائے۔

⑭ تصویر بنانے کے سامان کی خرید و فروخت کرنا

تصویر بنانے کے لیے سامان خریدنا اور پھر اس آدمی کے لیے جس نے یہ سامان حرام کام میں استعمال کرنا ہو۔ اس پر یہ واجب ہے کہ اس کام سے بچ جائے۔ جیسا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ)) [1]

"جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام قرار دے دیتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دے دیتے ہیں۔"

"ایک دوسری حدیث پاک میں بھی بتوں کی قیمت وصول کرنے سے منع کیا گیا ہے" [2] متقدمین و متاخرین سب علمائے کرام نے یوں فرمایا ہے:

"تصاویر کی خرید و فروخت منع اور ناجائز ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔"

اور اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں ہے کہ ان تصاویر کے آلات و اسباب کا بھی حکم بالکل وہی ہے جو حکم ان تصاویر کا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بھی تو شراب والے برتن توڑ دینے کا ہی حکم دیا تھا۔ [3]

www.KitaboSunnat.com

---

[1] سنن الدارقطنی (۳/۷)

[2] بخاری۔ کتاب البیوع: باب بیع المیتة والاصنام (ح ۲۲۳۶)
مسلم۔ کتاب المساقاة: باب تحریم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام (ح ۱۵۸۱)

[3] مسند احمد (۲/۷۱۔۱۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھریلو خطائیں

① میاں بیوی کا آپس میں معمولی باتوں پر اختلاف کرنا

میاں بیوی کے مابین اتفاق کا نہ ہونا اور معمولی سی وجہ پر مشکلات کو کھڑا کر دینا اور اچھا برتاؤ رکھنے میں تساہل سے کام لینا۔ خاوند کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کی ہر کجی پر صبر کا دامن تھام کر رکھے' اسی طرح بیوی کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی برداشت کا مادہ پیدا کرے' اسے غصے سے بالکل دور رہنا چاہیئے جس طرح کہ رسول رحمت ﷺ نے نصیحت فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے:

((لَا تَغْضَبْ)) [1]

"کہ غصہ نہ کھاؤ۔"

جب بھی زوجین (میاں بیوی) میں سے کوئی ایک ناراضگی یا غصے کا اظہار کرنے لگے تو دوسرے کے لیے' صبر کا اظہار کرنا ہی مستحب ہے اور غصے کا جواب غصے سے دینے والی عادت چھوڑ دینی چاہیئے تاکہ شیطان کا عمل دخل نہ ہو سکے۔ خاوند کے ذمے یہ واجب ہے کہ اپنی بیوی سے نیک رویہ سے پیش آتا رہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (النساء: ۱۹/۴)

"ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب الادب: باب الحذر من الغضب (ح ۶۱۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک اس طرح ہے:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ)) [1]

"عورتوں سے اچھا سلوک کرتے رہو۔"

دوسری حدیث پاک میں اس طرح فرمان نبوی (ﷺ) موجود ہے:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) [2]

"اہل ایمان میں سے کامل ایمان والا وہ آدمی ہے جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہو' اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہو۔"

بیوی کے ذمے یہ واجب ہے کہ اپنے شوہر سے خوش باش رہے اور ہر اس کام میں اپنے خاوند کی اطاعت گذاری کرے جو معصیت نہ ہو' اور خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے' اگر وہ ان امور میں سچی بن کر دکھا دے اور اطاعت شوہر کو لازم قرار دے کر زندگی بسر کرے تو اس کے لیے جنت لازم ہے۔ جس طرح کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک بایں الفاظ روایت فرمایا ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ)) [3]

"جو بھی عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب الوصاۃ بالنساء (ح ۵۱۸۶)
مسلم۔ کتاب الرضاع: باب الوصیة بالنساء (ح ۵۹)

[2] مسند احمد (۲/۲۵۰) ترمذی کتاب الرضاع: باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجها (ح ۱۱۶۲) و لیس فیهما خلقا

[3] ترمذی۔ کتاب الرضاع: باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ (ح ۱۱۶۱) ابن ماجه۔ کتاب النکاح: باب حق الزوج علی المراۃ (ح ۱۸۵۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اپنی بیوی کے معاملات کو درست حالت میں چلانے کا ذمہ دار ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾

(النساء : ۴/۳۴)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بڑائی دی ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (البقرۃ : ۲/۲۲۸)

"البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔"

امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: أُدْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) [1]

"جب عورت اپنی پانچوں نمازیں ادا کرے، مہینے کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھے، اپنے شوہر کی اطاعت میں زندگی گذارے تو اسے یہ کہا جائے گا: کہ جنت کے جس دروازے میں تو چاہتی ہے داخل ہو جا۔"

۲ اولاد کے درمیان برابری نہ کرنا

اخراجات اور عطیات میں اولاد کے مابین مساوات اور انصاف نہ کرنا۔ اولاد کے درمیان عدل و انصاف سے کام لینا واجب اور ضروری ہے جس طرح کہ "صحیحین" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک موجود ہے:

---

[1] مسند احمد (۱/۱۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)) [1]

"اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف سے کام لیا کرو۔"

اسی طرح یہ واقعہ بھی "صحیحین" ہی میں موجود ہے کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوا اور یوں عرض پرداز ہوا کہ میرا ایک غلام تھا جسے میں نے اپنے اس برخودار کو عنایت کر دیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استفسار کیا' کیا تو نے اپنے سب بچوں کو ایسے غلام دیے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ "نہیں" تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ "اس غلام کو بھی واپس لے لو۔" [2]

"ہاں البتہ اگر کسی بچے کا شرعی سبب بنتا ہو تو اسے الگ بھی دیا جا سکتا ہے' جیسے کہ "بچے کا باپ کے ہمراہ کام کرنا" تو باپ اسے اپنی صوابدید کے مطابق دے سکتا ہے جس کا وہ حقدار بنتا ہے۔

﴿۳﴾ بیویوں کے مابین تقسیم میں نا انصافی سے کام لینا

تقسیم دو طرح کی ہے: مالی اور بدنی۔ بدنی سے مراد یہ ہے (کہ اسے بھی اپنی دوسری بیویوں کی مثل شب باشی میں سے حصہ دے (یا پھر یہ) کہ اسے اس کی دوسری سوکن کے برابر راتیں عطا کرے' دونوں بیویوں کے درمیان عدل سے کام لینا واجب ہے اور ظلم و ناانصافی حرام ہے۔ یہ بدنی تقسیم واجب اور لازمی ہے اس کے وجوب پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک دلیل ہے:

---

[1] بخاری۔ کتاب الهبة : باب الاشهاد في الهبة (ح ۲۵۸۷)

مسلم۔ کتاب الهبات : باب کراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (ح ۱۶۲۳)

[2] بخاری۔ کتاب الهبة : باب الهبة للولد (ح ۲۵۸۶) مسلم حواله سابق (ح ۱۶۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (المائدہ : ۸/۵)

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ' عدل کرو' یہ تقویٰ کے اعتبار سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

جبکہ سنت مبارکہ سے وہ فرمانِ نبوی (ﷺ) دلیل ہے جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

((مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ' ثُمَّ قَسَمَ ' وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ)) [1]

"سنت مبارکہ میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کنواری سے' پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے شادی کرے تو اس کے پاس سات راتیں گذارنے کے بعد پھر راتوں کی تقسیم کرے اور جب کسی غیر کنواری سے (یعنی کسی بیوہ یا مطلقہ وغیرہ سے) نکاح کرے تو اس کے پاس تین راتیں گذارے پھر راتوں کی تقسیم عمل میں لائے۔"

اور جس نے ناانصافی کی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ جیسے کہ امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب السنن رحمہم اللہ نے "صحیح سند" سے نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ذکر کیا ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلَى اِحْدٰهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ)) [2]

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح : باب اذا تزوج الثیب علی البکر (ح ۵۲۱۴)
مسلم۔ کتاب الرضاع : باب قدرما تستحقه البکر والثیب........ (ح ۱۴۶۱)

[2] مسند احمد (۳۴۷/۲) ابو داؤد' کتاب النکاح : باب فی قسم بین النساء (ح ۲۱۳۳) ترمذی' کتاب النکاح : باب ماجاء فی التسوية بين الضرائر (ح ۱۱۴۱)
نسائی۔ کتاب عشرة النساء : باب میل الرجل الی بعض نسائه دون بعض (ح ۳۳۹۴)
ابن ماجه۔ کتاب النکاح : باب القسمة بين النساء (ح ۱۹۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس آدمی کی دو بیویاں ہوں اور وہ کسی ایک کی جانب ہی جھکاؤ رکھے تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہو گا۔"

بالکل اسی طرح مالی تقسیم کار میں بھی عدل و انصاف واجب ہے ظلم و نا انصافی کسی صورت میں بھی روا اور جائز نہیں ہے

۴۴ شرعی مراعات کا شادی میں خیال نہ رکھنا

ان مراعات کو قابل التفات نہ سمجھنا جن کی بناء پر شریعت نے کسی صاحب خلق اور حامل دین سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ وَأَنْكِحُوْا الاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (النور: ۳۲/۲۴)

"تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں، ان کے نکاح کر دو، اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔"

اور نبی اکرم ﷺ سے اس طرح مروی ہے:

((اِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ، اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ)) [1]

---

[1] ترمذی۔ کتاب النکاح: باب ماجاء فیمن ترضون دینه فزوجوه (ح ۱۰۸۴، ۱۰۸۵) ابن ماجه۔ کتاب النکاح: باب الاکفار (ح ۱۹۶۷) و حسنه الالبانی فی "صحیح الجامع" "اسے امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے سیدنا ابو حاتم المزنی اور سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اگرچہ ان تمام روایات کی سندیں ضعیف ہیں لیکن سب کا مجموعہ کسی قدر تقویت کا حامل ہے اس طرح یہ حدیث "حسن لغیرہ" کے درجہ کی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی (پیغام نکاح) لے کر آئے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے (اپنی بیٹی، بہن وغیرہ کی) شادی کر دینا اگر تم نے یوں نہ کیا تو پھر زمین میں فتنہ بپا ہو جائے گا اور نہ ختم ہونے والا فساد شروع ہو جائے گا۔"

⑤ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے مصافحہ کرنا

یہ تو حرام ہے، کیونکہ جب عورت اپنے ہاتھ تک کو کسی دیکھنے والے کے لیے ظاہر نہیں کر سکتی تو چھونے والے کے لیے کس طرح روا ہو سکتا ہے؟!

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ)) [1]

"عورت (پوری کی پوری) قابل ستر چیز ہے۔"

امام طبرانی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَاَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِّنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمَسَّ امْرَأَةً لَاتَحِلُّ لَهُ)) [2]

"تم میں سے کسی آدمی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے تو اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔"

ہمارے لیے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہترین نمونہ ہیں جو عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے (اس کو امام مالک رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ امام نسائی رحمہ اللہ اور امام ابن

---

[1] ترمذی۔ کتاب الرضاع: باب استشراف الشیطان المراۃ اذا خرجت (ح ۱۱۷۳)

[2] مجمع الزوائد(۳۲۶/۴) بحوالہ طبرانی فی الکبیر (۲۱۲/۲۰ ح ۴۸۷، ۴۸۶) بیہقی فی شعب الایمان (۳۷۴/۴ ح ۵۴۵۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے) [1]

"جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پاک "صحیح بخاری" میں اس طرح موجود ہے۔"

((وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ)) [2]

"قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک نے کبھی بھی بیعت کے لیے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔"

⑥ عورت کا اپنے غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنا

عورت کا اپنے خاوند کے بھائیوں' چچا کے بیٹوں اور دوسرے غیر محرموں سے حجاب نہ کرنا

یہ بھی اعلانیہ برائیوں میں سے ہے۔ کیونکہ عورت کو تمام غیر محرموں سے اپنا چہرہ اور اپنا پورا بدن ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے اور اگر وہ غیر محرم خاوند کے قریبی ہوں جیسے کہ دیور' جیٹھ یا اس کے چچا کے بیٹے وغیرہ تو معاملہ مزید نازک ہو جاتا ہے۔

جس طرح کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان شدہ فرمان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے:

((اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ))

"عورتوں کے پاس جانے سے بچ کر رہو۔"

تو ایک انصاری صحابی نے دریافت کیا: آپ کا دیور کے متعلق کیا خیال ہے؟

---

[1] موطا امام مالک (۲/۹۸۲۔ ۹۸۳) کتاب البیعة: ترمذی۔ کتاب السیر: باب ماجاء فی بیعة النساء (ح ۱۵۹۷)

نسائی۔ کتاب البیعة: باب بیعة النساء (ح ۴۱۸۶)

ابن ماجه۔ کتاب الجهاد: باب بیعة النساء (ح ۲۸۷۴)

[2] بخاری۔ کتاب الشروط: باب مایجوز من الشروط فی الاسلام......(ح ۲۷۱۳)

مسلم۔ کتاب الامارة باب کیفیة بیعة النساء (ح ۱۸۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ سرکار ﷺ نے جواب دیا: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ))[1]

"دیور تو موت ہے۔"

"اَلْحَمْوُ" ہر وہ رشتہ دار جو خاوند کا قریبی ہو اور عموماً ان پر الزام اور تہمت کم ہی لگتی ہے

⑦ عورت کا غیر محرم کے ساتھ تنہا ہونا

عورت کا گھر یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا۔

کسی مرد کو کسی اجنبی عورت کے پاس یا کسی عورت کو کسی اجنبی مرد کے پاس خلوت میں بیٹھنا حلال اور جائز نہیں ہے' خواہ گھر میں ہو یا کسی گاڑی وغیرہ میں۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان گرامی کی وجہ سے:

((لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))[2]

"تم میں سے کوئی بھی کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے مگر صرف ذی محرم کے ساتھ۔"

ایک دوسری روایت میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ان الفاظ میں ہے:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ))[3]

"کوئی آدمی کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہیں ہوتا مگر ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

"خلوت محرمہ" یہ ہے' کہ کسی بند کمرے یا بند گاڑی وغیرہ میں یا لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کسی مقام میں بھی بیٹھا جائے۔ تو ایسی خلوت اختیار کرنی حرام ہے۔

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب لایخلون رجل بامراۃ الاذومحرم (ح ۵۲۳۲) مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا (ح ۲۱۷۲)

[2] بخاری۔ کتاب النکاح: باب لایخلون رجل بامراۃ الا ذو محرم (ح ۵۲۳۳) مسلم۔ کتاب الحج: باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ (ح ۱۳۴۱)

[3] ترمذی۔ کتاب الفتن: باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ (ح ۲۱۶۵) فی حدیث طویل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ مجبوری کے بغیر ملازموں کے سامنے آنا

کسی مجبوری کے بغیر' اپنے خادموں' ڈرائیوروں اور اپنی نوکرانیوں کو ایک دوسرے کے سامنے رکھنا۔

اگر ڈرائیور اور نوکرانی دونوں مسلمان میاں بیوی ہوں تو یہ بہت ہی اچھا اور مناسب ہے' اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ نوجوان غیر شادی شدہ نوکرانیوں یا خاوندوں سے دور رہ کر "خدمت خانہ داری" کرنے والیوں کی ان ڈرائیوروں سے آنکھیں چار ہو جاتی ہیں' تو برائیاں جنم لیتی ہیں' تو جو آدمی ان نوکروں اور ڈرائیوروں کے حوالے سے گھروں کے حالات جانتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت گناہوں اور جرائم میں گری ہوئی ہے۔ اور پھر انہیں شعور اور عقل بھی نہیں آ رہی۔ کم ہی لوگ ایسے ہیں جو ان نوکرانیوں کی کڑی نگرانی کرتے ہیں۔ انہیں پردہ کرنے اور شرم و حیا سے رہنے کا حکم کرتے ہیں یا انہیں گھروں ہی میں بیٹھا کر رہنے کا کہتے ہیں۔

ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے خادموں کو ایسی کھلی چھٹی دے رکھی ہے جو کوئی اپنے دین و ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے اسے چاہیئے کہ انہیں شرعی احکامات کا حکم کرے' مزید اپنے گھر بار' اپنی جان اور اپنے بال بچوں کو ڈرائیوروں کی کجی اور ٹھوکر سے محفوظ رکھے اور نوکرانیوں کو بلا پردہ نہ پھرنے دے واللہ المستعان:

⑨ گھر میں مرد و زن سے خادموں کا اختلاط

نوکروں کا عورتوں کے ساتھ' اور نوکرانیوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط ہونا۔ اس بات میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ مرد کا عورت کیساتھ خلوت اختیار کرنا حرام ہے اور اس حکم میں خادم نوکر بھی شامل ہیں' اور گھر والا اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ بھی ہو گا اور اس تساہل کے بارے میں پوچھا جائے گا' بعض گھروں میں تو نوکر' نوکرانیاں اور ڈرائیور سب ملے جلے اختلاط والی زندگی گذارتے ہیں' تو یہ حرام ہے۔ صاحب خانہ یا گھر کی مالکہ اگر وہ اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکتی نہ ہو تو وہ گناہگار ہو رہی ہے اور ان کے گناہ کا بوجھ اٹھانے والی ہو گی۔ تو اب یہ واجب اور لازم ہے کہ ایسے وسائل و اسباب اختیار کیے جائیں کہ ایسا اختلاط اور ایسی خلوت نشینی ختم کی جا سکے جو بے شمار محرمات و منکرات کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کی آنکھوں کو کھول دے اور ان سے گناہ گاری کے اسباب و طرق کو دور فرما دے۔(آمین!)

{۱۰} ضرورت ہونے کے باوجود خادمہ کے لیے کسی محرم کا ساتھ نہ رکھنا

یہ بھی اعلانیہ اور کھلم کھلا خطاؤں میں سے ایک ہے یہ اس لیے کہ ایک عورت بلا محرم سفر نہیں کر سکتی' خواہ وہ حج کا سفر ہی کیوں نہ ہو'تو کسی دوسرے سفر میں کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟ جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت بیان کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ)) [1]

''عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

جبکہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک اس طرح بیان کرتے ہیں:

((لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا)) [2]

''عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ ایک دن رات کا سفر' کسی محرم کے بغیر ہی کرے۔''

---

[1] بخاری۔ کتاب جزاء الصید : باب حج النساء (ح ۱۸۶۲)
مسلم۔ کتاب الحج : باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ (ح ۱۳۴۱)

[2] بخاری۔ کتاب التقصیر : باب فی کم یقصر الصلاۃ؟ (ح ۱۰۸۸)
مسلم۔ کتاب الحج : باب سفر المراۃ مع ذی محرم الی حج وغیرہ (ح ۱۳۳۹/۴۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۱﴾ محرم کے بغیر عورت کا بری' بحری یا فضائی سفر کرنا یہ حلال اور جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں کچھ دلائل قبل ازیں گذر چکے ہیں۔

﴿۱۲﴾ غیر مسلموں کو لانے کی غلطی کرنا اگر وہ جزیرہ عرب کے لیے ہیں تو بالکل حرام ہے جیسا کہ صحیح حدیث پاک سے یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے روکا ہوا ہے آپ کا فرمان گرامی ہے:

((لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ)) [1] أَخْرِجُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ [2]

"جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہو سکتے' یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔"

تو غیر مسلموں کو کام کرنے کے لیے یا خدمت لینے کے لیے لانا بہت سی خرابیوں اور قباحتوں کو اپنے ساتھ لاتا ہے' ان کے گھٹیا اخلاق اور ان کے مذہبی طور اطوار بھی ساتھ آتے ہیں جو آہستہ آہستہ معاشرے میں قرار پکڑتے ہیں جن میں عوام الناس متاثر ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کے مسلمانوں کے ساتھ اختلاط کے' بہت سے نقصانات اور فتنے دیکھے جا چکے ہیں۔

---

[1] اسحاق بن راهويه في مسنده كمافي نصب الراية(۴۵۴/۳)و تلخيص الحبير(۱۲۴/۴) موطا امام مالك(۸۹۲/۲، ۸۹۳) مرسلاً

[2] ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نہیں مل سکی۔ صحیح مسلم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

((لاخرجن اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب......)) مسلم' كتاب الجهاد : باب اخراج اليهود و النصارىٰ من جزيرة العرب' ح ۱۷۶۷) اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ اخرجوا المشركين من جزيرة العرب۔ (بخاري' كتاب الجزية : باب اخراج اليهود من جزيرة العرب (ح ۳۱۶۸)۔ مسلم۔ كتاب الوصية : باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (ح ۱۶۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں پائی جانے والی خطائیں

① گھریلو سازو سامان وغیرہ میں اسراف پسندی یہ اس حکم کی خلاف ورزی ہے جو ہمیں معاملات میں میانہ روی اختیار کرنے اور فضول خرچی چھوڑنے کے لیے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تُسْرِفُوْٓا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ (الانعام : ۱۴۱/۶)

"اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

دوسرے مقام پر اس طرح فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل : ۲۶/۱۷)

"اور فضول خرچی نہ کرو۔"

اسی طرح گھریلو سازو سامان میں فخرو مباہات کے لیے اور طلب شہرت کے لیے آدمی کا اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا بھی جائز نہیں ہے' ان تمام برے مقاصد سے اہل ایمان کو اجتناب کرنا چاہیئے۔ گھریلو استعمال کی چیزوں کو وسعت دینے اور نفیس و عمدہ چیزیں لانے میں کوئی حرج نہیں ہو گا جب تک ان میں اسراف اور فضول خرچی کا عمل دخل نہ ہو۔ جیسے کہ گھر کی دیواروں کو' جائے نماز بنانے یا نقش کروانے سے آراستہ کرنا یا حرام کردہ ریشم وغیرہ کو استعمال میں لانا یا مہنگے ترین داموں "سامان آرائش خانہ" خریدنا کہ خریدار کو فضول خرچی میں ملوث ہونا پڑے' حالانکہ ہر معاملہ میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کا دامن تھام کر رکھنا ہی بہتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی حالت کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ لیکن جو شخص اسلاف کے احوال اور ان کی زندگیوں کو نمونہ بنائے گا وہ تو صاحب کمال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت زار پر رحم فرمائے[1] ہمیں معاف فرمائے اور کرم فرمائے۔

۴ بعض مکانات کو بعض سے اوپر لے جانا

یہ ایسی چیزوں میں سے ہے جن سے آگاہ و خبردار رہنا چاہیئے

کیونکہ سب گھروں میں کچھ چیزیں قابل پردہ اور کچھ امور راز داری سے متعلق ہوتے ہیں جنہیں چھپانا اور راز میں رکھنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

اس طرح کچھ مکانات کو بلند بنا کر' ان کے بیرونی صحن رکھ کر' دوسروں کی خصوصاً عورت اور صاحب خانہ کی شرعی آزادی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنا ہے۔ تو اس کو دور کرنا اور اس کا علاج کرنا ہی بہتر ہے۔ واللہ الموفق۔

---

[1] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا : ایک بستر خود آدمی کے لیے دوسرا اس کی بیوی کے لیے تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا بستر شیطان کا ہے۔

(مسلم۔ کتاب اللباس : باب کراھة مازاد علی الحاجة من الفراش واللباس ح ۲۰۸۴)

یعنی اگر بے ضرورت خالی بستر صرف زینت کے لیے بچے رہیں گے وہ شیطان کے کام آئیں گے۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ دنیا کا سازو سامان جمع کرنا ناپسندیدہ فعل ہے اور اگر فخرو غرور کے ارادے سے جمع کرے تو ایسا کرنا حرام ہے(وحیدی)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جہاد کی مہم پر جانے کے بعد میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے۔ تو اس پردے کو دیکھ کر کراھت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اس کو پھاڑ کر ٹکڑے کر ڈالا اور پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا کہ ہم مٹی اور پتھروں کو کپڑے اوڑھائیں" (مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح ۲۱۰۷) اس حدیث سے بھی بلا ضرورت اور فضول آرائش اور زیب و زینت کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ و فی ذلک ادلة کثیراً (کاشف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے اور پینے میں خطائیں

(1) کھانے پینے کی اشیاء باہر پھینکنا

کھانے پینے میں اسراف کرنا' یا ماکولات و مشروبات کو گندی جگہوں پر پھینک دینا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۳۱/۷)

"اور کھاؤ پیو' اور حد سے تجاوز نہ کرو' اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

اور اس طرح بھی فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/۲۶'۲۷)

"فضول خرچی نہ کرو' فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔"

اسراف یہ ہے کہ مہمانوں کے اکرام میں حد اعتدال سے زائد خرچ کرنا' اگر اسی چیز کو بعد میں کھا لیا جاتا یا اتنی زائد مقدار کو صدقہ ہی کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا' لیکن اگر اسی زائد چیز کو گندگی کے ڈھیر یا کسی بھی دوسری ناپاک جگہ پر پھینک دیا گیا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کرنے کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی منشا اور پسند کے خلاف' غلط استعمال کرنے کا جرم بھی ہو گا علاوہ ازیں فضول خرچی اور اسراف بھی شمار ہو گا جب کہ معاشرے میں بھوکے رہنے والے لوگوں کی کثیر تعداد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی موجود ہو۔ یہ حرکات تو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غصے کو دعوت دینے والی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴾ (الحج: ۲۲/۴۵)

"کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنوئیں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔"

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے:

((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ))[1]

"تم کھاؤ پیو صدقہ بھی کرو، لباس بھی پہنو، لیکن فضول خرچی اور غرور و تکبر کو شامل نہ ہونے دو۔"

۲ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا

"شیطان کے کھانے" کے طریقے سے مشابہت کی وجہ سے یہ بھی منع ہے۔ جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ))[2]

"جب بھی تم میں سے کوئی کھانا کھانا چاہے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پینا چاہے تو بھی دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ

---

[1] مسند احمد (۱۸۱/۲) نسائي۔ كتاب الزكاة: باب الاختيال في الصدقة (ح ۲۵۶۰) ابن ماجه۔ كتاب اللباس: باب البس ماشئت ما اخطاك سرف او مخيلة (ح ۳۶۰۵) و علقه البخاري في اوائل كتاب اللباس

[2] مسلم۔ كتاب الاشربة: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۲۰)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کھاتا پیتا ہے۔"

اشیائے خورد و نوش کو گندی نالیوں میں بہانا

خورد و نوش کی اشیاء کو نالیوں(گندے پانی کے پائپوں) میں بہانا یا دونوں پائپوں کو ملا دینا یا مائع کھانے کو پائپوں میں بہا دینا وغیرہ۔ دیار عرب کے مفتی، الشیخ العلامہ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح کا ایک سوال دریافت کیا گیا تھا جس کا انہوں نے درج ذیل جواب دیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازا ہے اور انہیں ان نعمتوں کے استعمال کرنے پر شکر گذاری کا حکم بھی دیا ہے۔ ان جملہ نعمتوں میں سے کھانے پینے والی نعمتیں بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

﴿ كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ﴾ (سبا: ۱۵/۳۴)

"کھاؤ اپنے رب کا رزق اور شکر بجا لاؤ اس کا۔"

تو اس حکم کے مطابق ہر بندے پر ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا واجب اور ضروری ہے تو اس شکر گذاری میں یہ امور بھی شامل ہیں، کہ ان کی بیقدری نہ کرے، ان کو بے حیثیت نہ سمجھے اور انہیں ناپاک اور گندے مقامات پر نہ پھینکے۔

البتہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ مقامات میں ہاتھ کو دھونے کے متعلق قدرے تفصیل ہے:

اگر ہاتھوں کے ساتھ کچھ کھانے کی مقدار لگی ہوئی ہو اور اس آدمی کا ان مقامات میں، ہاتھ دھو کر یہ مقدار وہاں بہانے اور گرانے کا ارادہ ہو تو یہ ناجائز اور غلط ہو گا کیونکہ اس طریقے سے "نعمت خداوندی" کی بیقدری اور بے احترامی ہے۔

لیکن اگر ہاتھوں کے ساتھ کھانے کی مقدار کی بجائے صرف وہی کھانے کے ذرات، وغیرہ ہوں جو ہاتھوں اور برتنوں میں لگے رہ جاتے ہیں کھانے کے بڑے اجزاء یا روٹی کے ٹکڑے وغیرہ نہ ہوں تو ایسے ہاتھوں اور برتنوں کو کسی جگہ بھی دھو لینے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے ذرات کو کھانا نہیں بلکہ میل کچیل ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کوئی ایسی چیز کو کھانے کی رغبت اور خواہش ہی رکھے گا۔ بلکہ ایسے ہاتھوں سے چپکی ہوئی میل کچیل ہی کہتے ہیں۔ اگر ان ذرات کو جمع کر کے کسی برتن میں رکھ دیا جائے تو کوئی آدمی اپنی بھوک پیاس کی شدت کے باوجود بھی اسے کھانے پر آمادہ نہ ہو گا۔ بالکل اسی طرح اگر معمولی یا بے معلوم سی چیز مثلاً چاول کے دانے وغیرہ جن کا خیال رکھنا انتہائی مشکل ہو اس کا بھی یہی حکم ہو گا۔" (مفتی رحمہ اللہ کا فتویٰ مکمل ہوا)

تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مائع قسم کے کھانے یا مشروبات کو گندے پانی کے پائپوں میں بہانا جن کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کو گرانا اور ضائع کرنا بھی منع ہے کیونکہ یہ بھی نعمتوں کی بے قدری ہی میں شامل ہے۔

(۴) کھانے پینے کے موقع پر "تسمیہ" کو چھوڑ دینا

کھانے پینے سے قبل تسمیہ یعنی "بسم اللہ" پڑھنے کا حکم ہے۔ جس طرح کہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا:

((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) (رواہ مسلم)[1]

"اے بچے! اللہ تعالیٰ کا نام لو' اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا شروع کرو' اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

امام مسلم رحمہ اللہ ہی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی اس طرح بھی بیان کیا ہے:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ إِنْ لَا يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ))[2]

"شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب الاطعمة: باب التسمية على الطعام والاكل باليمين (ح ۵۳۷۶)
مسلم۔ کتاب الاشربة: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۲۲)

[2] مسلم۔ کتاب الاشربة: باب آداب الطعام والشراب (ح ۲۰۱۷) مختصر؛ فيه قصة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامِ جنازہ میں خطائیں

(۱) سوگ کے ایام میں "پڑھنے والوں" کو بلانا

یہ ایک ایسی نئی ایجاد شدہ بدعت ہے جس کا "دین محمدی" (ﷺ) میں کوئی وجود نہیں ہے' اور اس کام کو حصول قرب الٰہی" کا ذریعہ تصور کرنا ایسا کام شروع کرنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں' دیا جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/۲۱)

"کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے شریک رکھتے ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے' جس کا اللہ نے اذن (حکم) نہیں دیا۔"

اور یہ نیا ایجاد شدہ فعل یعنی سوگ و تعزیت کے ایام میں "پڑھنے والوں" کو بلانا "سیرت نبوی" ﷺ میں سے نہیں ہے اور نہ ہی "بہترین ادوار خیر القرون" میں سے کسی نے ایسے کیا ہے۔

دراصل تعزیت کے لیے بیٹھنا ہی مکروہ ہے بلکہ مسنون عمل تو یہ ہے کہ (نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد) سب اپنے اپنے کام کاج کی طرف چل دیں تاکہ "کیفیت غم" ہلکی ہو جائے۔

سب "متبوعہ مذاہب" کے سالکین کے نزدیک اس پروگرام کے تحت "صف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتم" بچھا کر بیٹھنا کہ تعزیت کے لیے لوگوں کی آمدو رفت چلتی رہے مکروہ اور ناپسند ہے تو جب صرف بیٹھنے پر ہی اس قدر قدغن ہے تو ان محدثات و بدعات مثلاً وہاں پر پڑھائی کروانا اور شرکاء کے مالی اخراجات کی راہیں نکالنا کس قدر منکرات و بدعات ہوں گی۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الھدی" میں یوں تحریر کیا ہے:

"میت کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ میں سے ہے لیکن تعزیت کے لیے اجتماع کرنا اور قرآن خوانی کرنا وغیرہ سنت مبارکہ میں سے نہیں ہے۔ نہ تو قبر کے پاس اور نہ ہی کسی دوسری جگہ میں یہ سب مکروہ اور نئی بدعات میں سے ہیں" [1]

دور حاضر میں کاروبار کی مختلف نوعیتوں کے پیش نظر بعض اوقات تعزیت کرنے والا تعزیت بھی نہیں کر سکتا تو اس طرح کسی برائی کے ارتکاب کے بغیر کچھ دیر کے لئے بیٹھنے میں رخصت ہوگی کیونکہ اس سے سنت کی یعنی تعزیت کرنے والی میت کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ تو جس کام سے شرعی حکم کی بجا آوری ممکن ہو رہی ہے وہ تو جائز ہی رہے گا"واللہ اعلم"

۴ تعزیت کے لیے آنے والوں کی خاطر کھانے پینے کا اہتمام

یہ سنت کے خلاف اور میت کے اہل خانہ کو مشغول کرنے والا عمل ہے۔ بلکہ مسنون عمل تو یہ ہے' کہ میت کے اہل خانہ کے لیے ان کی ضرورت کے مطابق کھانا تیار کیا جائے۔ جیسا کہ ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجہ وغیرہ میں سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ملتی ہے کہ جب سید جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا:

---

[1] زاد المعاد(۱/ ۵۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يُشْغِلُهُمْ)) [1]

"آل جعفر کے لیے کھانے کا بندوبست کرو کیونکہ ان کے پاس ایسا معاملہ آن پہنچا ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ میں سے یہ بھی ہے کہ میت کے گھر والوں کو لوگوں کی خاطر کھانے پکانے کی زحمت نہ دی جائے۔ بلکہ آپ نے تو اس کے برعکس یوں حکم دیا ہے کہ لوگ کھانا پکا کر ان کے پاس لائیں تو یہ کام مکارم اخلاق اور عمدہ کردار میں سے ہے اور میت کے اہل خانہ سے "بار غم" کو ہلکا کرنے والی بات بھی ہے۔ وہ خود لوگوں کی خاطر مدارات کے سلسلے میں کھانے' پیش کرنے سے' بڑھ کر بڑی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔" [2]

(۳) شرکائے محفل کے لیے چراغاں کا اہتمام کرنا

شرکاء کے لیے خاص محفل کا اہتمام کرنا گھر میں چراغاں کرنا اور تحفہ و تحائف تقسیم کرنے۔

یہ بھی جملہ بدعات میں سے ہیں۔ چراغاں کرنے میں لوگوں کو "موت کی اطلاع" دینا ہے جو کہ منع ہے مسئلہ نمبر۲ میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ اہل میت سے کھانا پکا کر تعاون کرنا سنت ہے' انہیں ایسے کاموں کی زحمت نہیں دینی چاہیئے جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ سنت پر عمل پیرا ہونے ہی میں خیر و برکت ہے اور بدعت پر چلنے میں گناہ اور پریشانی ہی ہے۔

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الجنائز: باب صنعة الطعام لاهل الميت (ح ۳۱۳۲)

ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء في الطعام يمنع لاهل الميت (ح ۹۹۸)

ابن ماجه۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء في الطعام يبعث الى اهل الميت (ح ۱۶۱۰)

[2] زاد المعاد(۱/۵۲۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ میت پر نوحہ خوانی کرنا

یہ زمانہ جاہلیت کے کاموں اور کفر کے طور پر طریقوں میں سے ہونے کی بنا پر حرام ہے' جس طرح کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "صحیح" میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

((اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)) [1]

"لوگوں میں دو کام ہیں جب کہ وہ دونوں ہی کفر والے کام ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ خوانی کرنا۔"

سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"کہ میری امت میں زمانہ جاہلیت کے کاموں میں سے چار کام ہوتے رہیں گے وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے"

1. حسب و نسب پر فخر کرنا۔
2. نسب پر طعن کرنا
3. ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔
4. نوحہ خوانی کرنا۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا: ۔

کہ اگر نوحہ کرنے والی اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کی شلوار اور خارش کی قمیض ہو گی۔ [2]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں:

---

[1] مسلم۔ کتاب الایمان : باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب و النیاحۃ (ح ٦٧)

[2] مسلم۔ کتاب الجنائز : باب التشدید فی النیاحۃ (ح ٩٣٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب میرے خاوند ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں نے یہ عزم کیا کہ ایک تو وہ مسافر تھے اور دوسرے دیار غیر میں تھے' اس لیے میں ان کی وفات پر ایسا نوحہ کروں گی کہ اسے لوگوں میں بیان کیا جائے گا۔ تو میں نے اس مقصد کے لیے مکمل تیاری کر لی اس سلسلے میں ایک خاتون میری مدد اور معاونت کے لیے آ رہی تھی رسول اللہ ﷺ اسے راستے میں ملے اور یوں فرمایا:

((أَتُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ؟ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ)) [1]

"کیا تو ایسے گھر میں شیطان کو دوبارہ لانا چاہتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے باہر نکال دیا ہے؟ تو اس پر میں نے اپنے پروگرام کو ختم کر دیا اور بالکل نہ روئی۔"

نوحہ خوانی یہ ہوتی ہے کہ میت کی تعریفیں کرتے ہوئے آوازوں کو بلند کرنا۔ ایسی بلند آوازوں کے ساتھ رونا کہ جس طرح حمام یعنی کبوتر کو کو کرتا رہتا ہے تو یہ سب امور اللہ تعالیٰ کے فیصلے' قضا و قدر پر اظہار ناراضگی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ اس لازمی صبر کے بھی منافی ہیں (جو اللہ تعالیٰ کی معیت کے حصول کا ذریعہ ہے) تو چونکہ ان کاموں پر وعید اور عذاب کی وارننگ بھی ہے اس لیے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ (اقتباس از فتح المجید) [2]

⑤ رخسار پیٹنے گریبان چاک کرنے اور جاہلیت کے بول بولنے

تو یہ بھی جاہلیت کے کاموں میں سے ہونے کی بنا پر برے اور حرام ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراض ہونے اور مصیبت و پریشانی میں صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوڑنے پر دلالت

---

[1] مسلم۔ کتاب الجنائز: باب البکاء علی المیت (ح ۹۲۲)

[2] فتح المجید (ص ۳۳۷) باب ماجاء فی الاستسقاء بالانواء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) [1]

"جس کسی نے رخساروں کو پیٹا گریبان کو چاک کیا یا جاہلیت کے بول بولے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

"لَيْسَ مِنَّا" فرمان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معنی مراد یہ ہے "کہ وہ آدمی ہمارے طریقے اور ہماری سنت پر نہیں ہے"

تو یہی الفاظ ہی "مذکورہ کاموں" کی حرمت پر دلیل ہیں۔

ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درد ہو رہا تھا' اس وقت ان کا سر اہل خانہ میں سے ایک عورت کی گود میں تھا' تو اس خاتون نے باآواز بلند چیخنا چلانا شروع کر دیا' تو اس وقت ان میں اسے منع کرنے اور روکنے کی استطاعت اور ہمت نہ تھی' تو جب انہیں کچھ افاقہ ہوا' تو فوراً فرمانے لگے:

((اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِيْءٌ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ' اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَةِ)) [2]

"میں بھی اس "فعل بد" سے بیزار اور بری الذمہ ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار اور بری الذمہ تھے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام عورتوں سے بیزار تھے۔"

---

[1] بخاری۔ کتاب الجنائز: باب لیس منا من ضرب الخدود (ح ۱۲۹۷)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب (ح ۱۰۳)

[2] بخاری۔ کتاب الجنائز: باب ماینھی من الحلق عندالمصیبة (ح ۱۲۹۶)
مسلم۔ کتاب الایمان: باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب (ح ۱۰۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① باآواز بلند رونے والی سے
② بوجہ غمی بال منڈوانے والی سے
③ گریبان چاک کرنے والی سے

⑥ عورتوں کا جنازے کے پیچھے چلنا تو یہ بھی منع ہے جس طرح کہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

((كُنَّا نُنْهٰى عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا))[1]

"ہمیں جنازوں کے پیچھے آنے سے روکا جاتا تھا لیکن ہم پر سختی نہ کی جاتی تھی۔"

عورتوں کا جنازوں کے پیچھے چلنا بہت سی منکرات اور برائیوں کا سبب ہے۔ اس میں نوحہ خوانی بھی ہوگی اور صبرو رضا کے برعکس کھوکھلے اور لاابالی پن کا اظہار بھی ہو گا۔

⑦ میت پر ناجائز طریقہ سوگ اختیار کرنا تین ایام سے زائد' میت پر سوگ منانا ماسوائے بیوی کے کہ (خاوند کی فوتیدگی پر) چار ماہ اور دس دن سوگ منائے گی۔

یہ حرام اور ناجائز ہے۔ جس طرح کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے یہ سنا ہے:

"لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا"[2]

---

[1] بخاري۔ كتاب الجنائز: باب اتباع النساء الجنازة (ح ١٢٨٧)
مسلم۔ كتاب الجنائز: باب نهي النساء عن اتباع الجنائز (ح ٩٣٨)

[2] بخاري۔ كتاب الطلاق: باب تحد المتوفى عنها اربعة اشهر و عشرا (ح ٥٣٣٤)
مسلم۔ كتاب الطلاق: باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة (ح ١٤٨٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کسی بھی عورت کے لیے جائز اور حلال نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ کسی بھی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ منائے مگر صرف خاوند کے فوت ہونے پر' چار ماہ اور دس دن سوگ منائے گی۔"

اس طرح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جو بخاری مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔[1]

سوگ منانے کا معنی و مطلب یہ ہے:

"کہ عورت ان ایام میں زیب و زینت' خوشبو اور خضاب و مہندی وغیرہ لگانے چھوڑ دے' خاوند کے علاوہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زائد سوگ نہ منائے گی۔ جس طرح کہ فرمان باری تعالیٰ موجود ہے:"

﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ﴾ (البقرۃ ۲/۲۳۴)

"تم میں سے جو لوگ مرجائیں' ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے' دس دن روکے رکھیں۔"

اور مذکورہ حدیث پاک بھی اس کی دلیل ہے:۔

۸ اخبارات و رسائل کے ذریعے مرنے والوں کی موت کی اطلاع کرنا

کسی کے مرنے پر اعلان کرنا یا اس کی موت کو مشہور کرنا بھی منع ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یوں تحریر فرمایا ہے: بعض اہل علم کے نزدیک موت کی اطلاع کرنا مکروہ ہے ان کے نزدیک "موت کی اطلاع کرنے" سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں منادی کروائی جائے کہ

---

[1] بخاری۔ کتاب الطلاق: باب تحدالمتوفی عنھا اربعة اشھر و عشرا (ح ۵۳۳۵)

مسلم۔ کتاب الطلاق: باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة (ح ۱۴۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں شخص (یا عورت) فوت ہو گیا ہے تاکہ لوگ اس کے جنازے میں حاضر ہو سکیں' اور بعض اہل علم نے یوں کہا ہے: کہ آدمی اپنے رشتہ داروں اور بھائیوں کو بتا دے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ [1]

"سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث میں بھی "موت کی اطلاع کرنے" کی نہی موجود ہے" [2]

تو اس کا مطلب یہ ہے:

مردے کو دفنانے کے بعد لوگوں میں گھوم پھر کر اس بات کی منادی کروانا یا اس آدمی کی خاطر اعلان کروانا جس نے نماز جنازہ نہیں پڑھنی' البتہ اس آدمی کو اطلاع کرنا جو میت کے پاس آنا چاہتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتا ہے' اس کو اطلاع کرنے میں کچھ حرج نہیں ہو گا۔

جس طرح کہ "صحیحین" میں یہ بات موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "نجاشی" (شاہ حبشہ) کی موت کی اطلاع یوم وفات پر صحابہ کرام کو دی تھی [3] اور یہ صرف اسی لئے تھی کہ وہ نماز جنازہ پڑھ لیں۔ اور یہ اس لئے بھی تھی کہ وہ دار کفر میں فوت ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

⑨ سوگ منانے والی پر بے جا سختیاں

سوگ منانے والی کو چاند دیکھنے سے' بلند جگہ پر چڑھنے یا کسی عزیزہ اور

---

[1] ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی کراھیة النعی

[2] ترمذی۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی کراھیة النعی (ح ۹۸۴'۹۸۶)

ابن ماجه۔ کتاب الجنائز: باب ماجاء فی النهی عن النعی (ح ۱۴۷۶) و روایة ابن مسعود رضی اللہ عنه ضعیفة۔

[3] بخاری۔ ضعیفة کتاب الجنائز: باب الصفوف علی الجنازة (ح ۱۳۱۸' ۱۳۲۰)

مسلم۔ کتاب الجنائز: باب فی التکبیر علی الجنازة (ح ۹۵۱' ۹۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز کو سلام کہنے سے بھی منع کرنا۔ تو یہ بھی عوام الناس میں پائی جانے والی خطاؤں میں سے ہیں، جبکہ سنت مبارکہ میں سوگ منانے والی کو صرف پانچ مباح کاموں میں روکا گیا ہے۔

① کپڑے پہننے میں زینت اختیار کرنے سے وہ ان ایام میں خوبصورت لباس زیب تن کرنے کی بجائے صرف سادہ لباس ہی پہنے۔

② خوشبو وغیرہ استعمال کرنے سے۔

کپڑوں پر ہو یا بدن پر ہو۔ ہاں البتہ حیض سے فراغت پانے پر بقدر ضرورت استعمال کر سکتی ہے، خوشبودار تیل، اور مہندی وغیرہ بھی استعمال نہیں کرے گی۔

③ زیورات پہننے سے۔

وہ زیورات وغیرہ بھی نہیں پہنے گی کیونکہ یہ بھی تو زینت میں سے ہیں۔

④ سرمہ وغیرہ لگانے سے۔

وہ سرمہ بھی استعمال نہیں کرے گی اسی طرح ایسے رنگ وغیرہ بھی استعمال نہیں کرے گی جن سے خوبصورتی حاصل کی جاتی ہے۔

⑤ جس گھر میں خاوند فوت ہوا ہے اسی گھر میں رہے گی [1]

---

[1] یہاں واضح نہیں کیا گیا۔ اصل نوعیت مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر میں رہ کر ہی عورت گزارے گی۔ سوائے اس کے کہ کوئی شدید ترین مجبوری ہو کہ کوئی صورت ہی خاوند کے گھر میں رہنے کی نہ ہو۔ مثلاً خاوند کا گھر ہی نہ ہو۔ تاہم اصل یہی ہے کہ عدت تک صرف اپنے خاوند کے گھر ہی رہے گی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے ایک عورت نبی ﷺ کے پاس یہ مسئلہ لے کر آئی تھی اس نے کچھ مجبوری بھی بیان کی۔ پہلے آپ نے اجازت دے کر دوبارہ حکم دیا۔ نہیں! خاوند کے گھر ہی میں رہو گی۔" (نسائی۔ کتاب الطلاق۔ باب مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل) (انجم گوندلوی)

[2] بخاری۔ کتاب الطلاق : باب القسط للحادة عندالطهر (ح ۵۳۴۱، ۵۳۴۳)

مسلم۔ کتاب الطلاق : باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة (ح ۹۳۸/۶۶، ۹۳۸/۶۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہی وہ پانچ امور ہیں جو خاوند پر سوگ منانے والی کے لئے لازم ہیں۔ ان کے علاوہ جو کام ہیں وہ اس کے لیے مباح اور جائز ہیں۔ تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وہ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اور ہر حال میں اس کا خیال رکھتے ہوئے مباح کاموں میں سے جو کرنا چاہتی ہے کرے۔"

⑩ سوگ کے لیے سیاہ لباس پہننا

خاوند کے لئے سوگ منانے والی کے لئے سیاہ رنگ کے لباس کو ہی مخصوص کروانا۔

سیاہ لباس پہننا کوئی لازم نہیں ہے عورت کو سوگ کے ایام میں خوبصورت لباس' شوخ رنگ یا زیب و زینت والے کپڑے پہننے سے روکا جائے گا۔ یہ ایام گذار لینے کے بعد وہ جیسے رنگ چاہے استعمال کر سکتی ہے سیاہ رنگ ہو یا نیلا یا سبز۔ البتہ ایسا لباس نہیں ہونا چاہیئے جو اتنا زیادہ خوبصورت ہو جس پر لوگوں کی نظریں ہی جمی رہیں۔ یہ سب امور اور پابندیاں خاوند کے حق" اور "سابقہ عقد نکاح کے حق" کی تعظیم کرتے ہوئے پورا کرنے کا حکم ہے۔ جس طرح کہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قِسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ))

"کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی پر سوگ منائے مگر صرف خاوند پر' نہ وہ سرمہ لگائے گی اور نہ ہی رنگین کپڑے پہنے گی مگر جس کپڑے کا دھاگہ بناوٹ سے رنگا ہوا ہو' اور نہ ہی خوشبو استعمال کرے گی مگر جب ماہواری کے خون سے پاک ہو تو "قسط یا اظفار" کی خوشبو سے تھوڑی سی مقدار استعمال کر سکتی ہے۔"

واللہ اعلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا))

اس کتاب اللہ تعالیٰ ہی نیک اعمال کی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔ اسی نے ہم پر اسکے بہترین اختتام کرنے پر احسان اور نوازش فرمائی ہے۔ اس نے ہمیں حق کی طرف بلانے والے اور حق پر جمع رہنے والے بنایا ہے۔

اے اللہ! تو اسے قبول و منظور فرما لے اور ہم سب کو معاف فرما دے آمین۔

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
12967

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب رشد وہدایت کا گنجینہ، نجات کا خزینہ اور واقعی اسم بامسمّٰی خطاؤں کا آئینہ ہے۔ اس کتاب کی زبان انتہائی آسان، اسلوب پُر مغز اور دلآویز ہے۔ اور کتاب وسنت کے دلائل کی عطر بیزی مزید حقائق کی دیدہ وری نے اس مجموعہ کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ فللہ الحمد۔ بھائی طاہر نقاش حفظہ اللہ اس عمدہ کتاب کی تیاری پر شکریہ وتحسین کے مستحق ہیں۔ میری دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے اس مخلصانہ کوشش وکاوش کو بار آور بنائے اور شرف قبولیت سے نوازے، کتاب کے مؤلف، محقق، ناشر اور عوام الناس کے لیے توشہ آخرت، بلندیٔ درجات ونجات کا ذریعہ بنائے اور کتاب وسنت کے اس نورِ نظر کو مزید ہمت اور توفیق بخشے کہ وہ اس جیسی دیگر اصلاحی وتبلیغی کتب طبع کرتے رہیں۔ اللہ ان کے علم، عمل، عمر، رزق اور قلم میں برکت ڈالے اور انہیں حاسدین، مفسدین، اور مخالفین کی جملہ شر انگیزیوں سے محفوظ فرمائے اور انہیں لیل ونہار خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ (آمین)

آخر میں سلفی منہج اور کتاب وسنت سے محبت رکھنے والے بھائیوں سے اپیل وگذارش کرتا ہوں کہ وہ ان کی اس اور دیگر کتب کو اپنی ہر لائبریری، مکتب، مسجد، ادارہ، سکول اور کالج کی زینت بنائیں اور اصلاح احوال کے لیے ان کی کتب خرید کر بگڑے ہوئے لوگوں تک پہنچائیں، تاکہ ہماری نجات کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ راقم، مؤلف، ناشر اور تمام مسلمین ومومنین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ

لاہور ۲۸-۱۲-۲۰۰۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

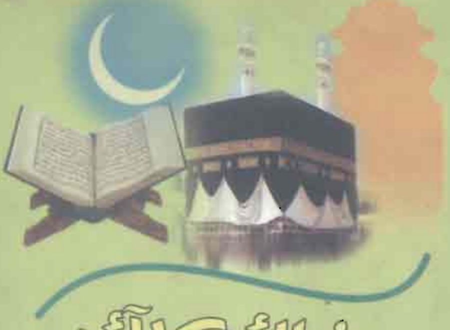

خطاؤں کا آئینہ

ایک مسلمان کی ساری زندگی عبادات کے گرد گھومتی ہے، وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے اپنے ہر فعل کو عبادت بنانے کی کوشش کرتا ہے، کہ جس پر وہ اجر و ثواب کا حقدار ٹھہرے۔ لیکن اگر اسے پتہ چل جائے کہ یہ جو عبادت اور نیکی میں اس قدر محنت خلوص اور خشوع و خضوع سے کر رہا ہوں اس میں فلاں جگہ پر یہ خطاء اور غلطی سرزد ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ عبادت یا نیک کام، باعثِ اجر و ثواب ہونے کی بجائے نہ صرف یہ کہ رب کریم کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو رہا بلکہ گناہوں کا باعث بن رہا ہے۔ تو وہ یقیناً اس خطاء و غلطی کی اصلاح پہلی فرصت میں کرے گا۔

آج ہم اپنی عبادات اور خاص طور پر اسلام کے ارکانِ خمسہ میں بہت ساری ایسی خطاؤں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادات میں واقع ہونے والی ان خطاؤں سے آگاہی کے لیے ہی یہ کتاب لکھی گئی ہے، جو اپنے موضوع پر ایک مکمل اور بے مثال کتاب ہے، کہ جس کی روشنی میں ہر مسلمان اپنی عبادت کو خطاؤں سے پاک کر سکتا ہے۔ مؤلف نے ایک مسلمان کے لیے عبادات میں واقع ہونے والی خطاؤں کے مجموعے کو مرتب کر کے اس کتاب کو گویا ایک آئینہ بنا دیا ہے کہ جس میں انسان اپنی عبادات کے عکس کا جائزہ لے سکتا ہے۔ تا کہ وہ عبادات (قرآن و سنت کے مطابق ہو کر) اللہ رب العزت کے دربار میں پہنچیں اور قبولیت کا درجہ حاصل کر کے مؤمن کے درجات میں بلندی کا باعث بنیں، اور بندہ کو مزید اپنے رب کے نزدیک کر دیں۔

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ